رو طلب کن عشق تا انساں شوی
از محبت صاحب عرفاں شوی
احمدؔ شاہجہاں پوری

خُمخانۂ حافظ

کلیاتِ احمدؔ شاہجہاں پوری

(حضرت حافظ احمد حسین خاں احمدؔ شاہجہاں پوری معروف بہ حافظ میاںؒ کا فارسی و اردو کلام)

تصحیح و تدوین

ڈاکٹر غلام اشرف قادری

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلیؔ

KHUMKHANA-E-HAFIZ
Kulliyaat-e-Ahmad Shahjahanpuri
Edited by
DR GHULAM ASHRAF QUADRI
Year of Edition 2020
ISBN 978-93-90100-84-2
₹ 400

نام کتاب : خُمخانۂ حافظ

شاعر : حضرت حافظ احمد حسین خاں احمدؔ شاہجہاں پوری
معروف بہ حافظ میاںؒ

تصحیح وتدوین وناشر : ڈاکٹر غلام اشرف قادری

پتا : ۱۰ پروفیسرس ریزیڈنسی، نگوہی روڈ، شاہجہاں پور۔۲۴۲۰۰۱ (یو۔پی) انڈیا
Mob. 9450417787,9919556699

کمپوزنگ : وسیمؔ مینائی
مینائی گرافکس، تارین جلال نگر شاہجہاں پور Mob:9335997763

تعداد : چارسو(۴۰۰) قیمت : ۴۰۰ روپے

سنہ اشاعت : ۲۰۲۰ء

مطبع : روشان پرنٹرس، دہلی۔۶

ملنے کے پتے

۱۔ وسیم مینائی، مینائی بک سینٹر، تارین جلال نگر، شاہجہاں پور۔۲۴۲۰۰۱ (یو۔پی)
۲۔ خانقاہ حافظ میاں، ہاتھی تھان، شاہجہاں پور۔۲۴۲۰۰۱ (یو۔پی)
۳۔ مکتبہ آزاد، پتّولین، گلزار باغ، پٹنہ۔۸۰۰۰۰۷ (بہار)

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
H.o. D1/16, Ansari Road, Darya Ganj, New Delhi-110002 (INDIA)
B.o. 3191,Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6 (INDIA)
Ph: 45678285, 45678286, 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540
E-mail: info@ephbooks.com,ephindia@gmail.com
website: www.ephbooks.com

انتساب به

استادان محترم

پرفسور سید محمد طارق حسن (امروهه)

و

جناب مولانا سید مظاهر عالم (چك اولیاء)

صاحبان که شفقت و مهربانی ایشان سرمایه دیروز و فردائے من است۔

قادری

این کاوش

بخدمت پدر بزرگوار جنت المقام

دکتر محمد عبدالقادر احقرؔ عزیزی (مرحوم و مغفور)

و هم نشینان او

جناب مولانا ظفر الله (ابابکرپوری)

و

جناب شکیل احمد (ابابکرپوری)

صاحبان عالی نذر می کنم۔

قادری

Scanned by TapScanner

فہرست مندرجات

اپنی بات

غالباً ۲۰۱۱ء کی بات ہے کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں مجھے تصوف پر ایک بین الاقوامی سمینار پڑھنے کا موقع ملا۔ مجھے خوب اندازہ تھا کہ یونیورسٹی کے آرٹس فیکلٹی لانج میں فارسی و اردو کے ساتھ ساتھ دیگر شعبہ جات سے بڑے بڑے علم پرور اور ناموران ادب کا مجمع ہوتا ہے۔ بطور مہمان ایرانی، افغانی، روسی، ازبکستانی و تاجیکستانی از قبیل دوسرے ممالک کے محققان و ناقدان اور متبحرین علم وفن کا مجمع ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں بڑے بڑے مقالہ نگاروں کو ڈائس پر خود کو قابو میں کرنا مشکل ہوتا ہے۔ میرا شمار کیا۔

مجھ پر ایک انجانا سا خوف طاری تھا۔ میں نے اپنے استاد محترم پروفیسر سید محمد طارق حسن سے رابطہ کر کے اس سمیناری خوف پر مشورہ کیا۔ وہ فوراً سمجھ گئے اور اس ڈر کا حل نکالتے ہوئے انہوں نے مجھ سے کہا کہ حافظ، رومی، جامی جیسی شخصیات پر مقالہ اس سمینار کے لیے نہ لکھیں بلکہ کسی غیر معروف صوفی شاعر جنہوں نے فارسی میں شاعری کی ہو، مقالہ تیار کریں۔ اس طرح کے مقالوں کی افادیت کو تفصیل دیتے ہوئے کہا کہ اس کے دو خاص فائدے ہیں ایک یہ کہ نیا صوفی شاعر متعارف ہوگا ساتھ ساتھ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ شاعر بعد میں دوسرے محققین و ناقدین کے فکر و قلم کا موضوع بنے۔ دوسرا فائدہ یہ کہ سامعین شاعر مذکور کے حالات زندگی اور اس کے شعری خصائص سے نابلد ہوں گے چنانچہ آپ کی فراہم کردہ اطلاعات و دیگر تفصیلات پر سوالات کی گنجائش کم ہوگی۔ استاد کی رہنمائی سے بڑا سکون ملا۔ شاہجہاں پور کے محلہ ہاتھی تھان کے ایک فارسی صوفی شاعر حضرت احمد حسین خاں احمد شاہجہاں پوری المعروف بہ حافظ میاں صاحب کے سلسلہ میں ان کی درگاہ کے سجادہ نشین جناب وقار احمد خاں سے ملاقات کر کے مسودہ جمع کیا۔ کئی اور کتب خانوں سے رجوع کر کے اتنا مسودہ جمع کر لیا کہ مقالہ تیار ہو سکے۔ اس مہم میں میرے ایک بڑے کرم فرما جناب شاہد حسین خاں نے ان کا دیوان مہیا کرایا۔ میں ان دونوں حضرات کا احسان مند

رہوں گا۔ غرض ایک مقالہ حافظ میاں صاحب پر لکھ کر میں علی گڑھ پہنچا۔ سہ روزہ سیمینار کے دوسرے دن مجھے مقالہ پڑھنے کا موقع ملا۔ اس سیشن میں ایک مقالہ حافظ شیرازی پر پڑھا گیا اس کے بعد مجھے مقالہ خوانی کی دعوت دی گئی۔ میں پوڈیم پر پہنچا اور اپنے مقالہ کا عنوان پڑھا۔ سامعین سے حیرت زدہ ہنسی اس وقت میرے کانوں تک پہنچی جیسے ہی میں نے کہا ''حافظ میاں صاحب صوفی کامل وشاعر عارف'' ان کی نظر میں حافظ شیرازی ہی حافظ میاں صاحب ہو گئے تھے۔ سامعین نے پھر سکوت کو جگہ دی اور غور سے میرا مقالہ سنا۔ بعد میں لوگوں نے مجھ سے کہا کہ حافظ میاں سے متعلق آپ نے جو اطلاعات بہم پہنچائیں اور جن خصائص کا ذکر کیا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس صوفی شاعر پر کام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ خود موصوف کے کلام کو منظر عام پر لاتے تا کہ دوسروں کو استفادہ کرنے کا موقع ملتا۔ اسی دن میں نے عہد کر لیا کہ حافظ میاں صاحب پر کام ضرور کروں گا۔

احمد شاہجہاں پوری عرف حافظ میاں صاحب کے سلسلے میں جہاں سے جو بھی دستیاب ہوا پھر سے یکجا کرنے میں لگ گیا۔ اسی تلاش کے دوران ان کی مثنویوں کا قلمی نسخہ بھی ملا۔ کچھ مطبوعات پہلے سے میرے پاس موجود تھیں۔ ان کا جاری کردہ رسالہ ''میزان الانفاس'' کے کئی شمارے بھی ملے۔ قصہ کوتاہ! میں نے ان کا دیوان شائع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ حافظ میاں کے پر کیف وسرور صوفیانہ کلام کی وجہ سے اس کلیات کا نام ''خمخانۂ حافظ'' رکھا جو میرے نزدیک اسم بامسمیٰ ہے۔ آپ بھی اس بات سے متفق ہونگے۔

بہرحال! اب مسئلہ کمپوزنگ کا تھا لہٰذا میں نے جناب وسیم مینائی سے رابطہ کیا جو ایک اچھے ادیب وشاعر ہونے کے ساتھ ساتھ سیاہی مائل، کرم خوردہ اور بوسیدہ مسودات کی کمپوزنگ بھی بڑے سلیقہ سے کر لیتے ہیں۔ اس سے قبل بھی وہ میری کئی کتابوں کی کمپوزنگ کر چکے ہیں۔ اردو کی سطریں یا مصرعے ٹائپ کرنا آسان ہوتا ہے جبکہ ان کے سامنے فارسی کا مسودہ تھا اور وہ بھی حالتِ دگرگوں میں۔ چند روز بعد موصوف کمپوزڈ مسودہ لے کر آئے تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ فتح یابی کی مسکراہٹ ان کے چہرے پر نمایاں تھی۔ اس کامیابی کے جشن پر چائے وائے کے اہتمام کے ساتھ میں ان کی لگن اور محنت کی تعریف کرتا رہا جس کے وہ حقدار تھے۔

حرف چینی کا کام جلد ہی شروع کردیا۔شروع شروع میں اصل مسودہ کے کاتب کی غلطیوں نے پریشان کیاتو دوسری جانب کتابت کی سہویات نے۔کاتب نے نظامی گنجوی اوررومی کا کچھ کلام حافظ میاں کے اصل کلام میں شامل کردیا تھا، پروف خوانی کے وقت اسے ہٹا دیا گیا ہے۔کئی کئی غزلیں تکرار کی صورت میں بھی ملیں جنہیں بعد از تدوین مناسب مقام پر جگہ دی گئی ہے۔حرف چینی کے اس کام میں محمد عشرت صغیر عشرت شاہجہاں پوری نے میری بہت مدد کی۔میں ان کی صحت، درازی عمر اور خدمت علم وادب کے جوش وجذبے میں اضافے کی دعا کرتا ہوں۔

مذکورہ بین الاقوامی سیمنار میں جو مقالہ حافظ میاں سے متعلق پڑھا تھا اسے محض نئے حوالہ جات کے ساتھ ہو بہو آپ کی خدمت میں پیش کررہا ہوں اسکے علاوہ فارسی زبان میں شاعر موصوف سے متعلق ایک اور مضمون شامل کتاب ہے تاکہ اردو اور فارسی داں حضرات دونوں ذائقوں سے محظوظ ہو سکیں۔جناب وقار احمد خاں (سجادہ نشین، درگاہ حافظ میاں) نے گرانقدر دعاؤں سے نوازتے ہوئے ایک صفحہ پر محیط اپنے خیالات کی ترجمانی کی ہے اسے بھی اس کلیات میں جگہ دی ہے۔آبروئے ادب شاہجہاں پور ایوارڈ یافتہ جناب وسیم مینائی اور عزیزی عشرت صغیر عشرت سلمہٗ مجھ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں انہوں نے بھی اپنے جذبات کی ترجمانی میں چند اوراق تحریر کئے ہیں جنہیں میں نے من وعن شامل کتاب کردیا ہے۔

معروف ومعمّر ترین، استاد الشعرا حضرت نسیم شاہجہاں پوری نے حافظ میاں کی مدح میں ایک منقبت کہی ہے۔ وہ مجھے حد درجہ پسند ہے تبرکاً شامل کتاب کیا ہے۔احمد شاہجہاں پوری کے خلف رشید حاجی علی حسین خاں صاحب کا ایک مضمون جو مطبوعہ دیوان میں شامل ہے اسے میں نے ہو بہو نقل کردیا ہے۔

میں مذکورہ تمامی محبان وخیر خواہان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔علاوہ ازیں ان سرپرستوں اور بزرگوں کا بھی ممنون ہوں جن کی دعائیں اور رہنمائیاں ہمیشہ میرا حوصلہ بڑھاتی رہی ہیں۔

☆☆☆

ڈاکٹر غلام اشرف قادری

پیغام

یہ میرے لئے انتہائی مسرت کی بات ہے کہ معروف ادیب ڈاکٹر غلام اشرف قادری صدر شعبۂ فارسی، گاندھی فیض عام کالج، شاہجہاں پور جو کہ کئی کتابوں کے مصنف، مرتب اور مترجم ہیں۔ انہوں نے مقصد حیات کا ایک بڑا حصہ اردو و فارسی زبان و ادبیات کی آبیاری کیلئے مختص کر رکھا ہے۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے میرے پیر طریقت حضرت حافظ احمد حسین خاں عرف حافظ میاں احمدؔ شاہجہاں پوری کی کلیات جو کہ اردو و فارسی کلام پر مشتمل ہے، کو ترتیب دے کر منظر عام پر لا رہے ہیں، یہ بڑا کام تھا کہ جسے موصوف نے کر دکھایا ہے۔ مرتب کردہ مسودہ میرے سامنے ہے جس میں حافظ میاں کے کلام سے پہلے ان کی زندگی اور ان کے کارناموں پر نہایت محققانہ و ناقدانہ مفصل مضمون شامل ہے۔ اس موقع پر میں اپنی خوشی کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ جناب قادری کو اس نیک کام کی برکت سے مزید حوصلہ بخشے تا کہ وہ دیگر بزرگان دین کے تصنیفی و تالیفی شاہکاروں کو بھی اپنی تحقیقی و تنقیدی صلاحیت سے منظر عام پر لائیں جو ابھی تک پردۂ خفا میں ہیں۔

اللہ رب العزت انہیں طویل عمر کے ساتھ صحت کاملہ عطا کرے۔

دعا گو

وقار احمد خاں

سجادہ نشیں درگاہ حضرت حافظ میاں صاحب

ہاتھی تھان، شاہجہاں پور

ڈاکٹر غلام اشرف قادری خیالؔ

ایک ادیب ایک فنکار

شاہجہاں پور میں جی ایف کالج کے شعبۂ فارسی کے صدر،معروف ادیب اور فارسی اسکالر ڈاکٹر غلام اشرف قادری المتخلص خیالؔ کا آبائی تعلق ہندوستان کے زرخیز علاقہ صوبہ بہار سے ہے۔آپ کے والد بزرگوار ڈاکٹر محمد عبدالقادر احقر معروف بہ احقرؔ عزیزی جو صوبہ بہار کے ضلع ویشالی کے ایک گاؤں ابابکر پور کے رہنے والے تھے اور وہاں کی مشہور و معروف شخصیات میں شمار کئے جاتے تھے۔آج بھی ان کی علمی لیاقت اور ادبی صلاحیتوں کے چرچے زبان زد خاص و عام ہیں۔ان کی شعری و نثری تخلیقات بہت سے اخبارات و رسائل کی زینت بن چکی ہیں۔ان کی دو کتابیں بھی منظر عام پر آئیں۔ان کی مترنم آواز مشاعروں میں سامعین کے کانوں میں رس گھولتی تھی۔احقرؔ صاحب نے پانچ مضامین میں ایم.اے.کرنے کے بعد ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔اسی ادبی ماحول میں ڈاکٹر غلام اشرف قادری نے ۱۹۷۱ء میں آنکھ کھولی۔ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی۔اعلیٰ تعلیم کے لئے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی،علی گڑھ کا رُخ کیا۔علم وادب اور تہذیب وتمدن کے اس گہوارے میں اپنی صلاحیتوں کو نکھارتے رہے۔اسی درس گاہ سے فارسی زبان وادب کی تمام ڈگریاں اوّل درجہ سے حاصل کرنے کے بعد ۱۹۹۸ء میں ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی اور پھر اسی سال گاندھی فیض عام کالج،شاہجہاں پور میں شعبۂ فارسی کے استاد مقرر ہو گئے۔متذکرہ کالج روہیلکھنڈ یونیورسٹی کا ایک ممتاز کالج مانا جاتا ہے۔تاہنوز اسی درس گاہ میں درس وتدریس کا کام انجام دے رہے ہیں۔

قادری صاحب کے چھوٹے بھائیوں میں پروفیسر غلام احمد نادری امریکہ

میں تاریخ کے پروفیسر ہیں ۔ پروفیسر غلام سید خاوری سعودی عربیہ میں مینجمنٹ کے استاد ہیں اور سب سے چھوٹے بھائی غلام مصطفیٰ عزیزی دہلی میں ایک اسکول میں ٹیچر ہیں ۔ یہ سبھی بھائی وقتاً فوقتاً قادری صاحب سے ملاقات کی غرض سے شاہجہاں پور آتے رہتے ہیں ۔ میری بھی ان سے بارہا ملاقاتیں رہی ہیں ۔ حق مغفرت کرے ڈاکٹر احقر عزیزی کی جن کی تربیت نے اپنے سبھی فرزندوں کو علم وفن اور حسن اخلاق کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کر کے اہم شخصیات بنادیا۔

ڈاکٹر غلام اشرف قادری کو شاہجہاں پور میں آئے تقریباً بائیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے ۔ شہر اور گردونواح کے ادبی حلقوں میں ان کی ایک الگ پہچان ہے ۔ ان کی شخصیت یک فنی نہیں ہے ۔ آپ ایک اچھے ادیب، محقق، ناقد، مبصر اور ڈرامہ نگار ہیں ۔ متعدد کتابوں کے مصنف و مرتب ہیں، کلاسیکی ڈرامہ نگاری اور اس کی ہدایت کاری پر ملکہ حاصل ہے، فن تدریس کی باریکیوں سے واقف باوقار استاد ہیں ۔ ثقافتی سرگرمیوں کے گواہ ممبئی کے آر. کے اور ایس. ایل اسٹوڈیوز کے درودیوار ہیں ۔ دیپک پراشر اور گوفی پینٹل جیسے اداکاروں کے مکالموں میں ڈاکٹر قادری کی تحریریں بولتی ہیں ۔ نہایت فعال، مہذب، اخلاق مند اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک ہیں ۔

قادری صاحب سے میری ملاقات کا عرصہ لگ بھگ بیس سالوں پر محیط ہے ۔ اس لیے میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی شخصیت کچھ اس قدر دلچسپ و دلنشیں ہے کہ ایک ہی نشست میں لوگ ان کے گرویدہ ہوجاتے ہیں ۔ ان میں سے ایک میں بھی ہوں ۔ یہ بات مسلم ہے کہ قادری صاحب جن کی علمی و ادبی صلاحیتوں کو اہلِ علم میں سراہا گیا ہے اور اہلِ نظر ادب دوست ان کے قلم فکر کی داد دیتے آئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ موصوف خوش وضع، خوش اخلاق، خوش مزاج اور خوش گفتار شخصیت کے مالک ہیں ۔ گفتگو کا انداز کوئی ان سے سیکھے ۔ اندازِ کلام اس قدر مدلل اور پختہ کہ سامنے والا بغیر متاثر ہوئے نہیں رہ سکتا ۔ ہر پریشانی اور الجھن کو ہنس کر دور کرنا ان کی فطرت ہے ۔ کبھی بھی کسی حال میں مضمحل نہیں ہوتے ۔

قادری صاحب طالب علمی کے زمانے ہی سے شاعری کی طرف راغب تھے۔ یہ شاید ان کے گھریلو ماحول کی دین تھی۔ ابتدا میں اپنے والد گرامی ہی سے اصلاح لیتے رہے۔ علی گڑھ کے قیام کے دوران مرحوم شہاب سرمدی کی شاگردی اختیار کی، جو گیارہ زبانوں کے ماہر تھے۔ انہوں نے ہی خیاؔل تخلص رکھا اس سے پہلے اشرؔف تخلص کے نام سے لکھتے تھے۔ شہاب صاحب قادری صاحب کو خیاؔل ہی کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد آپ کا رجحان شاعری کی طرف سے ہٹنے لگا۔ پھر آپ نثر نگاری کی طرف مائل ہو گئے۔ نتیجتاً خود کو رفتہ رفتہ شاعری کی جانب سے پوری طرح الگ کر لیا۔

قادری صاحب نے پروفیسر سید محمد طارق حسن جو علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی میں صدر شعبۂ فارسی اور ڈین فکلٹی آف آرٹ رہ چکے ہیں اور فارسی ادب کے ایک مایہ ناز نقاد و محقق بھی ہیں، کی نگرانی اور سرپرستی میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ شاید ان کے استاد نے ان کے اندر چھپے فنکار کو پہچان لیا تھا اسی لئے اس ہیرے کو اپنی نگرانی میں تراشنے کا کام کیا۔ اور ہوا بھی ایسا ہی۔ اپنے شاگرد کو انہوں نے فنِ تنقید نگاری اور تحقیق کے نکات سے آراستہ کیا ساتھ ہی اپنی زندگی کے تلخ و شیریں تجربات سے نواز کر تمام تر فنی خوبیوں سے واقف کرایا۔

قادری صاحب نے زمانۂ طالب علمی ہی سے سمیناروں اور کانفرنسوں میں شرکت کرنا شروع کر دیا تھا۔ ملک و بیرون ملک کے ناقدین و محققین کے مقالے سنتے اور پھر اپنے مقالے سنا کر انہیں نامور حضرات سے داد و تحسین حاصل کرتے۔ اس کے علاوہ ان کے متعدد مقالے ملک و بیرون ملک کے رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ شاہجہاں پور میں قیام کے دوران بھی، بہت سے تنقیدی و تحقیقی مضامین لکھ چکے ہیں جن میں بیشتر میری نظر سے گزرے ہیں۔ تنقیدی مضامین پر مشتمل چند کتابیں شائع ہو چکی ہیں ان میں ''سخنوران عہد پہلوی'' اور ''بوند بوند دریا'' کو ادبی حلقوں میں کافی سراہا گیا۔ خیاؔل قادری صاحب کو انشائیہ نگاری میں بھی کافی دخل رہا ہے انہوں نے بہت سے انشائیے لکھے ہیں۔ پچھلے دنوں ''پیسہ'' کے عنوان سے ان کا ایک انشائیہ میری نظر سے گزرا جو بڑا دلچسپ ہے۔ اس کے علاوہ میں نے ان کی ایک کہانی بعنوان ''انسیت'' بھی پڑھی ہے۔

قادری صاحب کو فن ڈرامہ نگاری میں کمال حاصل ہے۔ انہوں نے بے شمار ڈرامے لکھے ہیں جن میں کئی اسٹیج بھی ہو چکے ہیں۔ ''امر بیل'' ان کا مشہور ڈرامہ ہے جو شہر اور بیرون شہر کئی اسٹیجوں پر کھیلا جا چکا ہے۔ یہ ڈرامہ کتابی شکل میں بھی موجود ہے۔ ''امر بیل پارٹ ٹو'' بھی حال ہی میں دیکھنے کو ملا۔ پارٹ تھری بھی مکمل ہو چکا ہے۔ ان کا خودنویس ڈرامہ 'چاندی کا کنگن'، 'تمیں پتے'، 'کشکول' اور 'ہنستی کھوپڑی' ناظرین سے داد و تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ ''کشکول'' ۲۰۰۵ء کے چند اہم ڈراموں میں سے ایک ہے۔ انہوں نے مختصر ڈرامے بھی کافی لکھے ہیں جنہیں کالج کے طلبا و طالبات نے مختلف مقامات پر دکھا کر داد و تحسین حاصل کی۔

قادری صاحب فلموں اور ڈراموں میں خیالؔ قادری کے نام سے جانے جاتے تھے ان کو ہمیشہ ہی فن اور فن کار بے حد پسند رہے ہیں۔ شروع شروع میں ایسا بھی ہوا کہ وہ کسی ڈرامہ گروپ میں کام کرنے گئے تو انہیں صاف لفظوں میں منع کر دیا گیا۔ شاید اس کی وجہ ان کے ایک پاؤں میں ہلکا سا لنگ رہی ہو۔ آخر کار انہوں نے خود ایک تھیٹر گروپ کی بنیاد ڈالی اور اس کا نام ''ہم ناٹیہ منچ'' رکھا۔ انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ معمولی لنگ کسی فنکار کی صلاحیتوں میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتا۔ یہ گروپ علی گڑھ کے طالب علموں کی مدد سے دن بہ دن پروان چڑھتا گیا۔ اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ''لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا''۔ اس منچ کے بینر تلے کئی ڈرامے اسٹیج کیے گئے۔ رفتہ رفتہ کئی نامور ہستیاں اس گروپ میں شامل ہو گئیں۔ ان میں مدیح الرحمٰن خاں شیروانی اور شمی شیروانی اہم تھے۔ شمی شیروانی ٹیلی سیریل اور فلموں کے مشہور و معروف ہدایت کار اور ایکٹر ہیں۔ مدیح صاحب بنیادی طور پر ڈرامے سے متعلق ہیں مگر انہوں نے بھی کئی ٹیلی فلموں میں کام کیا ہے۔ ان حضرات کی مدد سے ہی ''اپٹا'' کی ایک شاخ آگرہ سے لے کر آئے اور پھر کرم فرماؤں کی محنت اور لگن کے سبب ڈرامہ کو بہت ترقی ملی۔ خیالؔ قادری عرصہ تک ''اپٹا'' کے سکریٹری اور ہدایت کار رہے۔ موصوف خودنویس ڈرامے کو ڈائرکٹ کرتے اور اسٹیج کرتے ان ڈراموں میں ''ہنستی کھوپڑی اور ''رات کا سورج'' بہت مشہور ہوئے۔ اسی ''اپٹا'' کے زیر اہتمام ایک

ڈرامہ ''پاگل دیش پریمی'' اسٹیج ہوا جن میں انہوں نے ویلن کا کردار بھی ادا کیا ''اپٹا'' کے فسٹیول میں اس کردار کو ایوارڈ بھی دیا گیا۔

۱۹۹۰ء میں انہیں ایک ٹیلی فلم ''دھند'' میں بحیثیت چیف اسسٹینٹ ڈائرکٹر کام کیا۔ یہ فلم ۱۹۹۴ء میں دوردرشن پر دکھائی گئی۔ اس سے قبل وہ دہلی اور گردونواح میں ہو رہی شوٹنگ کو محض دیکھنے کے لئے جاتے، لیکن ڈائرکٹر اور اس کے دوسرے کارکنان کی نقل و حرکات پر گہری نظر رکھتے نتیجتاً دھیرے دھیرے فلم کی ٹکنیک سے خاصی واقفیت ہوگئی ۱۹۹۰ء کے بعد انہیں لگاتار کئی ٹیلی فلمیں اور سیریل کرنے کا موقع ملا۔ ان میں ''وکیل جاسوس، تمنا، تیس مار خاں، بہار گم گشتہ، زمیندار، ساحل اور 'اردو تھیٹر آزادی کے بعد' وغیرہ کافی مشہور ہوئے۔ یہ تمام ٹیلی فلمیں اور سیریل دوردرشن کے نیشنل چینل پر دکھائے جاچکے ہیں۔ ان میں کچھ سیریل کے مکالمے انہیں کے لکھے ہوئے ہیں۔ قادری صاحب نے شوٹنگ کے دوران موجودرہ کر کیمرہ، سیٹ، لائٹس اور دیگر کاموں میں بھی ہاتھ بٹایا۔ ان کا مقصد صرف فلمسازی سیکھنا تھا۔ رفتہ رفتہ مکالمہ نگاری، ہدایت کاری، سیٹ اور کاسٹیوم اور ایڈیٹنگ جیسے فن میں بھی مہارت حاصل کرلی۔ ایک باون کڑی کا سیریل ''آندھیاں'' جسے دوردرشن پر دکھایا گیا اس کا ٹائٹل سانگ انہوں نے ہی لکھا تھا جسے ہندوستان کے مشہور گلوکار سونو نگم نے گایا۔ اس کے علاوہ ''تیس مار خاں'' کا ٹائٹل سانگ بھی موصوف نے ہی لکھا تھا۔

بہر کیف! واضح کردوں کہ قادری صاحب اب ٹی۔وی کے لیے کام نہیں کرتے۔ تدریسی فرائض کی ادائیگی اور ادبی مذاق کی فراوانی نے فرصت کے لمحات چھین لیے۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی وجہ ان کے والد محترم کی ناراضگی تھی، ان کو قادری صاحب کے سیریلوں میں کام کرنے پر سخت اعتراض تھا۔ اس لیے قادری صاحب نے ایک لائق فرزند ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہوئے گلیمر کی دنیا سے جلد ہی واپسی کرلی۔

بڑے بوڑھے کہا کرتے تھے کہ فلم علم کو کھا جاتی ہے۔ مجھے اس کا تجربہ تو نہیں ہے مگر ذرائع ابلاغ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دنیا ہی الگ ہے، اس کے شب و روز الگ ڈھب کے ہیں۔ وہاں ناکامی اور کامیابی کی ایسی آنکھ مچولی چلتی ہے کہ رشتے ناطے، اخلاق و

مروت پردۂ سیمیں تک محدود ہوکر رہ جاتے ہیں۔ جہاں قلبی و قلمی علوم کے معانی ہی بدل جاتے ہیں۔ شاید قادری صاحب کو ان نقصانات کا اندازہ ہو گیا تھا اس لیے بہت جلد درس و تدریس کے پیشے سے وابستہ ہو گئے۔

خیالؔ قادری صاحب گاندھی فیض عام کالج میں فرصت کے اوقات میں ڈرامہ یا اس سے متعلق کلچرل کارکردگی میں دلچسپی رکھنے والے طلبا و طالبات کو سکھاتے ہیں۔ ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں میں کئی لڑکے آل انڈیا ڈرامہ فسٹیول میں انعام حاصل کر چکے ہیں۔ اب بھی بہت سے اسٹوڈنٹ ان کی نگرانی میں اپنے اندر کے فنکار کو سنوارنے میں لگے ہیں۔

مختصر یہ کہ ڈاکٹر غلام اشرف قادری خیالؔ کسب علم وادب میں ہر طرح کامیاب نظر آتے ہیں ساتھ ہی فارسی زبان وادب میں خاصی اچھی دسترس رکھتے ہیں جس کا واضح ثبوت ان کے ایم فل اور ڈاکٹریٹ کے مقالے ہیں جو فارسی زبان میں لکھے گئے اور کافی ضخیم ہیں اس کے علاوہ مختلف رسائل و جرائد میں مطبوعہ تنقیدی و تحقیقی مقالات ہیں جن سے ان کی زبان دانی کا ثبوت عیاں ہے۔ باوجود اس کے کہ میڈیا یا اس سے متعلق دیگر کاموں میں مصروف رہے مگر درس و تدریس کو کسی طرح بھی اثر انداز ہونے نہیں دیا اور اوّل درجہ سے ہمیشہ پاس ہوتے رہے۔ جہاں تک فلم ٹکنیک کا سوال ہے اس میں بھی خیالؔ صاحب نے اچھی کارکردگی کا نمونہ پیش کیا ہے واضح رہے کہ یہ وہ دنیا ہے جہاں کسی بیسا کھی یا مضبوط دستگیری کی ضرورت ہوتی ہے مگر یہ تمام مشکل مراحل انہوں نے اپنے بل بوتے پر طے کئے۔

یہ بھی قادری صاحب کی منکسر المزاجی کا ایک جزو ہے کہ وہ اپنے مقالات و مضامین پر اس وقت تک مہر ثبت نہیں کرتے ہیں جب تک مکمل طور پر مطمئن نہ ہو جائیں۔ حالانکہ ان کی تحریریں زبان و بیان کے کسی بھی قابل گرفت عیب سے پاک ہوتی ہیں۔ ہاں چونکہ ان کا تعلق صوبہ بہار سے ہے اس لئے بعض الفاظ کے تذکیری و تانیثی استعمال میں دبستان عظیم آباد اور دبستان دہلی و لکھنؤ کے مابین زمانہ قدیم سے رائج اختلاف کے سبب ان

کی تحریروں میں بعض بعض جگہ یہ مسئلہ بے خیالی میں نمودار ہو جاتا ہے ان شبہات کو دور کرنے کے لئے جب کوئی کتاب یا مضمون وہ مجھے کمپوزنگ کے لئے عنایت کرتے ہیں تو اس وقت تاکید کے ساتھ یہ ضرور کہتے ہیں کہ آپ اسے دیکھ لیں۔ مجھے خوشی ہے کہ وہ میرے مشوروں کو مان لیتے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ زبان وادب کے سچّے خدمت گار ہونے کے ساتھ ساتھ بلند اخلاق شخصیت ہونے کا ثبوت بھی فراہم کرتے ہیں۔

انہوں نے اپنی گزشتہ کتابوں کی طرح زیرِنظر کتاب ''خمخانۂ حافظ'' کی کمپوزنگ سے لے کر طباعت تک کی ذمہ داری ایک بار پھر مجھے سونپی، کتاب قارئین کی عدالت میں پیش ہے۔ میں اس ذمہ داری کو نبھانے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں۔

چلتے چلتے ایک بات اور واضح کرتا چلوں کہ خیالؔ قادری صاحب عمر میں مجھ سے کچھ چھوٹے ضرور ہیں مگر ان کی خدمات کے اعتراف میں مجھے یہ مضمون لکھنے پر فخر محسوس ہو رہا ہے۔ دعا گو ہوں کہ وہ زبان وادب کے ساتھ ساتھ فن اور اپنے اندر کے فنکار کو ترقی کی تمام منزلوں سے روشناس کرائیں۔



وسیمؔ مینائی

تارین جلال نگر، شاہجہاں پور

ڈاکٹر غلام اشرف قادری: ایک شفیق استاد

استاد محترم ڈاکٹر غلام اشرف قادری کے حوالے سے غالباً میں یہ تیسرا مضمون تحریر کرنے کی جسارت کرر ہا ہوں جسے میں اپنے ادبی سفر کا ایک ایسا پڑاؤ کہہ سکتا ہوں جہاں اب میں قلم و قرطاس کی ادبی قوت سے آشنا کرانے والے اپنے استاد کی شخصیت سے مکمل آشنائی کا دعویٰ کرسکتا ہوں۔ کاش مجھے محمد حسین آزاد کی زبان مل جائے اور آب حیات کے وہ جملے مستعار مل جائیں جس میں مولانا موصوف نے اپنے استاد شیخ ابراہیم ذوقؔ کی شخصیت پر قلم اٹھاتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ ''ان کے تحریری حالات میں بعض باتوں کے لکھنے کو لوگ فضول سمجھیں گے، مگر کیا کروں، جی یہی چاہتا ہے کہ کوئی حرف اس گراں بہا داستان کا نہ چھوڑوں۔ یہ اس سبب سے کہ اپنے پیارے اور پیار کرنے والے بزرگ کی ہر بات پیاری ہوتی ہے۔..... ایک صنعت کاری کے کل میں کون سے پرزے کو کہہ سکتے ہیں کہ نکال ڈالو، یہ کام کا نہیں اور کون سی حرکت اس کی ہے، جس سے کچھ حکمت انگیز فائدہ نہیں پہنچتا ہے۔ اس واسطے میں لکھوں گا اور سب کچھ لکھوں گا، جو بات ان کے سلسلے میں مسلسل ہو سکے گی، ایک حرف نہ چھوڑوں گا۔'' مگر جیسا کہ مذکور ہوا کہ راقم نے اپنے اب تک کے ادبی سفر کے دوران دو مضمون پہلے بھی قلم بند کیے ہیں جن میں اپنی عقیدت کا اظہار کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ جبکہ مولانا آزاد شاید آب حیات میں پہلی مرتبہ اپنے استاد محترم پر رقمطراز ہوئے ہوں گے جہاں ان کی قلبی کیفیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے گویا آب حیات جیسی سوانحی اور تذکراتی شکل کی کتاب میں جہاں وہ اردو کے شعرا کا دور بہ دور بیان کرتے ہوئے آرہے تھے وہاں ان کا قلم اپنے استاد شیخ ابراہیم ذوق کے ذکر پر آکر، آزاد کی استاد سے محبت اور عقیدت کے آگے مجبور ہو جاتا ہے اور مندرجہ بالا اقتباس کی روشنی میں

یوں لگتا ہے کہ آزاد نے آب حیات کی تحریر ہی اپنے استاد کے ذکر کے لیے کی ہو۔ دوطول طویل مضمون لکھنے کے بعد میری بھی تقریباً یہی کیفیت ہے کہ یا تو ابھی تک میں تمہید باندھ رہا ہوں یا قلم کو روک کر سوچ رہا ہوں کہ اپنے استاد کی شخصیت کا کونسا پہلو اس مضمون میں بیان کروں، کون سا پہلو آگے کے لیے اٹھا رکھوں، استاد محترم کی ادبی سرگرمیوں کا بیان کن چنندہ الفاظ میں کروں کہ مضمون پڑھنے والوں کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ اور آپ کے علم وفن سے اپنی واقفیت کا سکہ کس بیان میں جماؤں کہ بطور شاگرد میرا امتیاز خاص ظاہر ہو سکے جو قادری صاحب کی قربت نے مجھے عطا کیا ہے۔

یہ بات یہیں پر واضح کر دوں کہ اب ان کی شخصیت اور فن پر باضابطہ طور پر کتاب منظر عام پر آنی چاہئے۔ محض میں ہی نہیں کئی اہل قلم حضرات سے اس سلسلہ میں باتیں ہوئیں وہ سبھی اس بات کو محسوس کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جلد ہی اس طرح کی کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ دعاؤں کی خاطر یہاں پر موصوف سے متعلق محض چند باتیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

لیجئے یاد آیا قادری صاحب کے تنقیدی اور تحقیقی مضامین پر مشتمل ایک کتاب ''بوند بوند دریا'' میں راقم کا ایک مضمون قادری صاحب کی شخصیت اور شاہجہاں پور کے حوالے سے شامل ہوا تھا جس میں راقم نے استاد محترم کی شاہجہاں پور میں ملازمت کے سلسلے میں آمد کے بعد آپ کی ادبی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے موصوف سے اپنی آشنائی اور شاہجہاں پور میں موصوف کی ادبی خدمات کا خاکہ کھینچا تھا۔ سات صفحات سے بھی زائد اس مضمون میں جہاں میں نے اپنی تشنہ کامی کو صبر نوشی کی تلقین دے کر قلم کو کاغذ سے جدا کیا تھا بات وہیں سے آگے بڑھاتا ہوں۔ شاہجہاں پور کی ایک نہایت ہی محترم شخصیت، ولی کامل حضرت حافظ میاں رحمتہ اللہ علیہ کے شاعرانہ کمالات پر اپنی تحقیق سے قادری صاحب نے جو معرکتہ الآرا کارنامہ انجام دیا ہے اس کا ثمرہ آج ''خمخانہ حافظ یعنی کلیات حافظ میاںؒ'' کی شکل میں ارباب ذوق کے ہاتھوں میں ہے۔ یوں تو قادری صاحب نے اس کار خیر کا ارادہ اسی وقت کر لیا تھا جب آپ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے زیر اہتمام تصوف پر منعقد ایک

سیمینار میں شاہجہاں پور کے صوفی وصافی بزرگ حضرت حافظ میاں صاحبؒ پر ایک تحقیقی مقالہ پیش کر کے آئے تھے مگر وقتِ فرصت کی شکایت ہر ذی نفس کو رہتی ہے، اسی سبب اس امر میں بھی تاخیر کا دخل رہا پھر جیسے کسی نے وقت کا پہیا تھام لیا، فتنۂ چنگیزی کو بھی ماند کر دینے والا ایک فتنہ موجودہ ملک چین سے نکلا اور سارے عالم کو اپنی غضب ناکی میں مبتلا کر دیا جسے دنیا کی تاریخ میں ''کورونا یعنی کوود۔۱۹'' کے نام سے یاد کیا جائے گا۔ لوگ اپنے گھروں میں محصور ہو گئے اور عالم یہ ہے کہ اب دیواروں میں در کرنے کی کوشش کرنے والا انسان اپنی جان کے لیے ہر در کو مقفل کر لینے میں ہی اپنی عافیت جان رہا ہے۔ خیر اس فرصت کو کسی نے رو کر گزارنے کا ارادہ کیا ہے تو کسی نے سو کر لیکن قادری صاحب نے اپنی ادبی سرگرمیوں کے لیے اس بالجبر فرصت کو بھی غنیمت بنا دیا اور کلیات حافظ کی تصحیح و تدوین کا تاریخ ساز کارنامہ انجام پذیر ہوا۔ جو قادری صاحب کے لیے لفظی مبارکبادی کا وسیلہ تو ہے ہی ساتھ ہی آپ کی ادبی شخصیت کو احترام بخشنے والا امر بھی ہے۔ ایک جملہ یہ بڑھانا ضروری سمجھتا ہوں کہ کورونا جیسی وبا میں جہاں انسان کو اپنی جان بچانا مشکل پڑ رہی ہے وہاں قادری صاحب نے سو سال سے پردۂ خفا میں رہنے والے دیوان حافظ میاں صاحبؒ کو مرتب کر کم از کم آئندہ سو سالوں کے لیے حیات نو عطا کر دی۔

گاندھی فیض عام کالج، شاہجہاںپور میں استاد و صدر شعبۂ فارسی زبان و ادبیات کی حیثیت سے قادری صاحب نے مثالی خدمات انجام دینے کی کوشش ہے جو متواتر جاری ہے۔ اسی سلسلے میں جہاں گریجویٹ لیول پر فارسی زبان کی تدریس کا کام وہ ذمہ داری سے انجام دے رہے تھے، اپنی ذمہ داری میں مزید اضافہ کرتے ہوئے اب یہ کار خیر پوسٹ گریجویٹ لیول پر بھی شروع ہو گئی ہے اور قابل قدر بات یہ ہے کہ رامپور رضا گرلس پی جی کالج کے بعد شاہجہاں پور کا گاندھی فیض عام کالج ہی ہے جہاں قادری صاحب کی کوششوں کے نتیجے میں پوسٹ گریجویٹ لیول پر فارسی زبان و ادبیات کی تدریس شروع ہو سکی۔ یہی نہیں سال ۲۰۱۹ میں پہلے بیچ میں ہی یونیورسٹی ٹاپر بھی فارسی زبان و ادبیات میں جی ایف کالج سے ملا۔ اس امر سے آپ قادری صاحب کی محنت اور لگن کا اندازہ لگا سکتے

ہیں کہ انہوں نے طلباء کے لیے کس درجہ ذمہ داری کا مظاہرہ کیا اور فارسی زبان وادب کے فروغ کے لیے آپ کی کاوشات کا معیار کیا ہے۔ میں اپنی بات کو سند اس لیے بھی شمار کرتا ہوں کیونکہ قادری صاحب کی تمام ادبی سرگرمیوں کا میں عینی شاہد ہوں اور اس سلسلے کی سب سے بڑی وجہ موصوف کا مجھ کو اپنی ہر ادبی مہم میں شامل کر لینا بھی ہے۔ اگر چہ میں اس لائق نہیں کہ موصوف کی علمیت کے آگے اپنا کوئی مشورہ پیش کر سکوں لیکن بحیثیت استاد قادری صاحب کی یہ کوشش ہمیشہ رہتی ہے کہ وہ اپنے خزانۂ علم سے مجھے کچھ عطا کرتے رہیں اور اسی وجہ سے ادبی گفت وشنید کا ایک سلسلہ راقم اور موصوف کے درمیان قائم رہتا ہے۔ قادری صاحب کے علم وفضل سے استفادہ کی شرط یہی ہے کہ طالب علم کو بحرِ ذخار کی غواصی کا ہنر معلوم ہو۔

پروفیسر قادری صاحب کی شخصیت کا انکشاف جس قدر راقم پر ہوسکا ہے اس میں موصوف کی تحقیق سے دلچسپی نمایاں ہے۔ قادری صاحب نے یوں تو ''ڈرامہ نگاری''، ''انشائیہ نگاری، تنقید اور ترجمہ نگاری میں بھی اپنی ادبی صلاحیتوں کا خوب خوب مظاہرہ کیا ہے جس کی دلیلیں کتابی شکل میں موجود ہیں مگر تحقیق سے آپ کا زبردست جڑاؤ ہے۔ آپ کے اکثر و بیشتر مضامین کسی نہ کسی تحقیقی موضوع کا احاطہ کرتے ہیں۔ تحقیق سے متعلق دور از دسترس موضوعات کا انتخاب اور پھر ان پر مقالہ نویسی کا جنون قادری صاحب کے شوق میں شامل ہے۔ آپ کی صحبت میں ہی اس دردِ سر کی تشویق راقم کو بھی حاصل ہوئی ہے۔ میں جب بھی ان سے ملاقات کے سلسلے میں درِ دولت پر حاضر ہوتا ہوں تو حاضری سے قبل اپنے آنے کی اطلاع بذریعہ فون دے دیتا ہوں اور جب حاضر ہو کر آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرتا ہوں تو ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ موصوف کسی نہ کسی تحقیقی موضوع کا انتخاب کئے نہ بیٹھے ہوں جو خالص دودھ کی بالائی دار چائے کے ساتھ مجھے نصیب ہو۔ ہاں یہ بات اور ہے کبھی کبھی معاملہ صرف تبادلہ خیالی تک محدود رہتا ہے اور کبھی اس پر کسی ادبی کارنامے کی بنیاد ٹھہرتی ہے۔

شاہجہاں پور کی ادبی فضا شاعرانہ ہونے کے باوجود قادری صاحب اپنے تحقیقی مزاج کی وجہ سے مقبول عام بھی ہوئے ہیں ،آپ کی تنقید نگاری میں بھی تحقیق کا پہلو غالب رہتا ہے، منجملہ طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ادبی تحقیق کا بہت مشکل موضوع جب پردۂ خفا سے باہر آنا چاہتا ہے تو اسے قادری صاحب کے قلم سے راہ ملتی ہے۔



محمد عشرت صغیر
باڑوزئی اول، شاہجہاں پور
Mob:9648906342

در مدح حضرت حافظ میاں رحمۃ اللہ علیہ

نسیم شاہجہاں پوری

آپ کے اوصاف ہوں کیوں کر بیاں حافظ میاںؒ
میں ہوں خادم، آپ مخدومِ جہاں حافظ میاں

چارہ سازِ غم انیسِ بیکساں حافظ میاںؒ
نازشِ کونین، حق کے رازداں حافظ میاںؒ

آپ کے شیدائی ہیں مدت سے تشنہ کامِ دید
کب تک آخر یہ حجاب درمیاں حافظ میاںؒ

آپ کے روضہ کا ہر جلوہ ہے فردوسِ نظر
ہے تصور آپ کا آرامِ جاں حافظ میاںؒ

آپ کے اشعار میں ہے رنگِ سعدیؒ جلوہ گر
آپ کا دیوان ہے یا بوستاں حافظ میاں

"رحمتِ یزداں برستی ہے یہاں شام و سحر
آپ کا دربار ہے رشکِ جناں حافظ میاں

خواجہؒ و صابرؒ کے دم سے آپ کے الطاف سے
سرزمین ہند ہے جنت نشاں حافظ میاںؒ

اس کے حال زار پر بھی اک نگاہ التفات
آپ کے غم میں ہے جو گریہ کناں حافظ میاںؒ

یہ بھی اک ادنیٰ نمونہ آپ کی عظمت کا ہے
قیصر و کسریٰ گدائے آستاں حافظ میاںؒ

در حقیقت آسمان معرفت کے اے نسیمؔ
انجم و خورشید ہیں للّومیاںؒ[۱] حافظ میاںؒ



اسے اتفاق کے کس زمرے میں رکھا جائے کہ کلیات احمؔد شاہجہاں پوری بعد از تصحیح وتدوین آج ہی طباعت کے لئے بھیجی جا رہی تھی کہ اس منقبت کے خالق جانشین دل شاہجہاں پوری حضرت نسیم محمد خاں نسیم شاہجہاں پوری نے آج (مورخہ ۹ر محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بمطابق ۲۹ر اگست ۲۰۲۰ء) صبح کے آٹھ بجے ۸۵ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اللہ رب العزت جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

۱۔ گزشتہ سجادہ نشین درگاہ حضرت حافظ میاںؒ

حافظ احمد حسین خاں احمؔد شاہجہاں پوری
عرف
حافظ میاں صاحب

شہیدوں کی نگری اور جہان شعر کے نام سے مشہور شاہجہاں پور ،اتر پردیش کا چھوٹا سا شہر ہے۔ جہاں بڑے بڑے شعرأ و ادباء نے جنم لیا۔شاہجہاں پور کے ریلوے اسٹیشن سے تقریباً ایک کلومیٹر شمال میں ایک محلّہ ہے جو ہاتھی تھان کے نام سے جانا جاتا ہے۔یہ گھنی آبادی والا محلّہ ہے مگر اس محلے کے بیچ ایک بڑا سا قبرستان ہے۔اس قبرستان کے جنوبی کنارے پر ایک بڑے احاطہ میں ایک قدیم عمارت ہے جو ایک صحن اور دو خشتی دالان پر محیط ہے۔جب اس احاطہ میں داخل ہونگے تو صحن میں شمال کی جانب چار قبریں ہیں جس میں تین پختہ اور ایک غیر پختہ۔جو کسی معروف وکیل کے خاندان کی ہیں۔اصل دالان سے متصل دالان میں دو قبریں ہیں اور دونوں پختہ ہیں۔پہلی قبر جناب افتخار احمد خاں کی ہے جو موجودہ سجادہ نشیں جناب وقار احمد خاں کے والد ماجد تھے اور دوسری قبر جناب مظہر حسین خاں کی ہے جو ان کے دادا محترم تھے۔اصل دالان میں تین قبریں ہیں اس میں درمیانی قبر حافظ احمد حسین خاں صاحب عرف حافظ میاں متخلص بہ احمؔد کا مزار ہے بقیہ دو قبریں ان کے بھتیجوں کی ہیں۔بائیں پہلو میں علی حسین خاں اور دائیں پہلو میں طاہر حسین خاں مدفون ہیں حافظ میاں صاحب نے خرقہ خلافت طاہر حسین خاں کو عطا کیا تھا۔

قدیم ادبیات میں یہ بڑی افسوس ناک بات رہی ہے کہ نہ تو مصنف کتاب ہی اپنے احوال وکوائف کو تفصیل سے بیان کرتے تھے اور نہ ان کے ہم عصروں نے کسی دوسرے مصنفوں کے بارے میں کسی طرح کی تفصیلی اطلاعات فراہم کرائیں۔چنانچہ جستہ جستہ اطلاعات پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے۔حافظ میاں صاحب اور ان کے خاندان کے افراد کے سلسلے میں بھی یہی ماجرا ہے۔

حافظ میاں صاحب کی پیدائش ۱۲۴۶ھ میں ماہ شعبان کی ۲۷ رتاریخ کو محلہ ہاتھی تھان میں ہوئی۔ان کے والد کا نام غلام قادر خاں تھا۔ان کے تین بیٹے تھے۔سب سے بڑے محمد حسین خاں، منجھلے حافظ میاں صاحب اور سب سے چھوٹے مظفر حسین خاں۔محمد حسین خاں کا عالی شان مزار احاطہ سے باہر مشرقی وجنوبی گوشہ قبرستان میں اور ان سے چند مغربی فاصلے پر مظفر حسین خاں کا مقبرہ ہے جو پختہ ضرور ہے مگر اس پر کوئی عمارت نہیں بنی ہے۔بہر کیف یہ خاندان نہایت باوقار اور معزز و محترم تھا۔حافظ میاں کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی شروع ہوئی اور چونکہ فارسی کا خاص چلن تھا لہٰذا اردو کے ساتھ ساتھ فارسی زبان میں بھی مہارت حاصل کر لی۔حافظ محمد غوث کی نگرانی میں حفظ کلام اللہ سے شرفیاب ہوئے۔خدا نے اس قلب صادق انسان کی ملاقات ایک خداترس انسان اخوندزادہ سے کرادی۔پہلے ان سے عربی زبان سیکھی اور پھر ادبیات کی جانب متوجہ ہوئے۔فارسی وعربی دونوں زبانوں کے ادبیات کا مطالعہ کرنے لگے۔چونکہ اخوندزادہ کے سینے میں قلندری دل تھا جس کی وجہ سے حافظ میاں کا فقیری کی جانب رجحان بڑھتا گیا۔یہ رجحان اضطرابی کیفیت اختیار کر گیا اور اسی محلے کے ایک عارف رب العلام قطب انام حضرت شاہ غلام امام خاں صاحبؒ کے ہاتھوں پر بیعت کر لی۔جو ان کے پھوپھی زاد بھائی ہوتے تھے۔حالانکہ انہوں نے ان سے پہلے کسی کو بھی مرید نہیں کیا تھا مگر جب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے عالم معاملہ میں اشارہ پایا تب وطن تشریف لائے پھر فیضِ باطنی کا سلسلہ شروع کیا۔حافظ میاں ایک عرصہ تک اپنے پیرومرشد کی رہنمائی میں ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہے چار سال تک معرفت و سلوک اپنے سینے میں جمع کرتے رہے پھر اس کے بعد اجازت وخلافتِ خاندانِ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ حاصل کی۔

حافظ میاں صاحب کے دو بیٹے تھے جن کا انتقال ان کی زندگی میں ہی ہو گیا۔دونوں صاحبزادے عین کمسن جوانی میں انتقال فرما گئے۔"تاریخ شاہجہاں پور" میں ان کے ایک صاحبزادے کے انتقال کا واقعہ یوں درج ہے:

"آپ مجلس سماع میں اپنے پیرومرشد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ گھر

میں سے لڑکے کے انتقال کی خبر آئی مگر اس کو سن کر بدستور سماع میں
مشغول رہے۔ جب غلام امام صاحب کو خبر ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ
حافظ تم نے کہہ کیوں نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا: میں نے آپ کے ذوق
سماع میں خلل انداز ہونا مناسب نہیں سمجھا۔"

(تاریخ شاہجہاں پور' مولفہ مولوی محمد صبیح الدین میاں، مرتبہ وسیم مینائی، ۲۰۱۹ء ص ۳۲۹)

یہ واقعہ جہاں دلدوز ہے وہیں ان کی حق پرستی اور اصول سلک کے پیروکار ہونے کی مثال بھی ہے۔ خدا کی مرضی کے سامنے سرنگوں ہونا اور اپنے پیرومرشد کی وجدی کیفیت میں مخل نہ ہونا دونوں ملحوظ خاطر تھا جو عشق حقیقی اور سچی عقیدت کا آئینہ دار ہے۔

دونوں بیٹوں کا انتقال ہو چکا تھا۔ کچھ ہی عرصہ بعد شریک حیات نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اور داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ ساری جائداد بھائی بھتیجوں کو دے دی۔ ترک دنیا اختیار کر لی اور خدایابی کی جانب تیز رو ہوئے۔ ۱۲۸۰ھ میں اپنے پیرومرشد حضرت غلام امام خاں صاحب کے ساتھ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ واپسی پر جب گوالیار پہنچے تو حضرت غلام امام خاں صاحب اس دارِفانی سے عالمِ علیین کو کوچ فرما گئے۔ تجہیز و تکفین بدست حافظ میاں صاحب انجام پایا اور وہیں خانقاہ حضرت قانون صاحب میں مدفون ہوئے۔ حافظ میاں صاحبؒ اکیلے شاہجہانپور واپس آئے اور چھبیس برس کبھی کسی طویل سفر پر نہیں گئے اگر کہیں بکثرت جاتے تو مسجد یا پھر کسی عرس میں۔ گوشہ نشینی کے طلبگار اور ترک و تجرید پسند انسان ہو گئے۔ یوں تو گھریلو ماحول اور توفیق الٰہی نے صوم و صلوٰۃ کا پابند بنا دیا تھا اب زیادہ سے زیادہ وقت عبادت و ریاضت میں ہی صرف کرتے۔ وہ حسن سلوک اور اخلاق و مروت کی نظیر تھے۔ ان کے مریدوں اور عقیدتمندوں کی بھیڑ ہمیشہ ان کے ارد گرد جمع رہتی۔ لوگ ان کے مواعظ و بیانات سے اپنی اصلاح کرتے اور ان کی خوش مزاجی اور سادہ لوحی کی پرستاری کرتے۔ مریدوں اور عقیدتمندوں سے کسی طرح کی نذر قبول نہیں فرماتے۔ سماع کے بڑے شوقین تھے ان کا ایک پسندیدہ قوال تھا جس سے انہیں بے حد محبت تھی اس کا نام کنہیا تھا۔ اس کا ایک لڑکا بھی تھا جس کا نام مرلی تھا ان دونوں کی

پرورش و پرداخت حافظ میاں نے ہی کی تھی۔ فارسی کی ایک غزل میں اس کے نام کا ذکر بڑی خصوصیت کے ساتھ کیا ہے۔

اے کنہیا راحتِ جانِ حزین ساز لحن خویش با گوشم قرین
روح مادر غیب باید صد طرب تن ز مستی رقص آرد بر زمین

اس قوال کے بارے میں ''تاریخ شاہجہاں پور' میں اس طرح لکھا ہے:

''آپ کا مشہور قوال کندھیا تھا اس کی آپ نے بچپن سے پرورش کی تھی۔ قوالی میں وہ اپنی آپ ہی نظیر تھا اس سے آپ کو دلی تعلق تھا اس کی بے اعتدالیوں پر کبھی خیال نہیں کیا چونکہ وہ آپ کا محبوب قوال اور تربیت یافتہ تھا۔''

(تاریخ شاہجہاں پور' مولفہ مولوی محمد صبیح الدین میاں، مرتبہ وسیم مینائی، ۲۰۱۹ء ص ۳۲۹)

فن قوالی کے سلسلے میں بھی حافظ میاںؒ کی ترمیمات کا ذکر ''تاریخ شاہجہاں پور'' میں کیا گیا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ آپ کے آستانے کی چوکی تمام ہندوستان میں ممتاز مانی جاتی تھی۔ سماع کے سلسلے میں یہ بھی مشہور ہے کہ بزم سماع میں بالغ اور باشعور شخص کو ہی شرکت کی اجازت تھی علاوہ ازیں سماع کے وقار اور تقدس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کسی کو آس پاس بھی کھڑے ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

اس قوال کنہیا سے متعلق حافظ میاںؒ کی ایک کرامت بھی منسوب ہے کہ جب کنہیا کے گھر بچے کی ولادت ہونے کو تھی تو حافظ میاںؒ نے کہا تھا کہ تمہارے گھر بیٹا ہوگا مگر جب بیٹی پیدا ہوئی تو کنہیا اداس موصوف کے پاس پہنچا اور کہا کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ انہوں نے برجستہ کہا کہ گھر جاؤ اور پھر سے معلوم کرو تمہارے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ بحث کی گنجائش نہ تھی، وہ گھر واپس آیا اور دریافت کیا تو پتہ چلا کہ واقعی لڑکا ہی ہے۔ مارے خوشی کے حافظ میاں صاحبؒ کے قدموں میں گر پڑا۔ اس طرح کے کئی واقعے زبان زدِ عام ہیں۔

حافظ میاںؒ ایک صوفی کامل اور فارسی و اردو کے شاعر عارف ہیں۔ ان کا دیوان ان کے بھتیجے حاجی علی حسین خاں صاحب نے ۱۹۱۴ء میں مرتب کیا۔ اب اس کے نسخے کم ہی دستیاب ہیں۔

حافظ میاں احمد تخلص کرتے تھے مگر وہ خود کو شاعر نہیں مانتے تھے جب بھی شاعری سے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ انکار کر دیتے۔ مرتب کلیات احمد اپنے چچا یعنی حافظ میاںؒ کا

قول نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"...بحالت ذوق شوق کبھی کچھ نظم بھی فرمالیا کرتے تھے جس کے متعلق از راہِ تواضع وانکسار اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں شاعر نہیں ہوں اور فن شعر سے مجھے آگاہی نہیں ہے صرف دلی جذبات کا اظہار کرلیا کرتا ہوں۔"

('کلیات احمد'، ص۴)

خود کے شاعر نہ ہونے کا اعتراف اپنے کلام میں کئی جگہ کیا ہے۔ یہ شعر دیکھیں ۔

شعر گوئی کے مراد ماست این   بلکہ رفع غلبۂ سوداست این

مگر ان کے دیوان کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ فارسی اور اردو کے اعلیٰ درجے کے شاعر تھے۔فنی عبور اور رفعت تخئیل دونوں استادیت کا درجہ رکھتے ہیں۔طبیعت کی موزونیت ،شیریں کلامی اور عرفان بیان کی وجہ بنی ۔آپ کا کلام نہایت شیریں اور صوفیانہ ہوتا تھا۔ آپ کی دیگر تصنیفات کے بارے میں 'تاریخ شاہجہاں پور' میں رقم ہے:

"مختلف اصناف سخن میں آپ کا کلام ہے آپ کی تصانیف سے کلیات نظم ،میزان الانفاس اردو میں طبع ہو چکی ہیں اور مبارک السلوک فارسی میں، عین الحکمت حقایق ودقایق سے مملو ہے یہ تصانیف سلوک میں اہل تصوف کے واسطے نہایت کارآمد ہیں۔"

(تاریخ شاہجہاں پور' مولفہ مولوی محمد صبیح الدین میاں، مرتبہ وسیم مینائی، ۲۰۱۹ء ص ۳۲۹)

میزان الانفاس دراصل ایک مختصر رسالہ ہے جو شریعت وطریقت سے متعلق بیانات پر مشتمل ہوتا تھا۔اصول وضوابط پیری ومریدی کو جگہ دی جاتی تھی ۔ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ رسالہ کب شروع ہوا اور کتنے عرصے تک جاری رہا۔ مجھے ستمبر ودسمبر ۱۸۹۱ء مطابق ماہ محرم وربیع الآخر ۱۳۰۹ھ کے رسالے ملے جو مطبع احتشامیہ مرادآباد سے شائع ہوئے تھے۔ یہ رسالہ اردو میں ہے ۔قرآن واحادیث سے حوالے دئے گئے ہیں جن کے تراجم و تشریحات کو چہار گوشی حاشئے پر جگہ دی گئی ہے۔ان کی دوسری کتابیں کلیاتِ نظم اگر دیوان کے علاوہ کوئی مجموعہ رہا ہو اس کے بارے میں نہیں کہا جاسکتا اور اگر نظم سے مراد شاعری ہے تو

کلیاتِ احمد کی شکل میں موجود ہے۔ مبارک السلوک اور عین الحکمت دونوں ناپید ہیں۔

آپ کے ملفوظات کا قلمی نسخہ آپ کے پس ماندگان کے پاس موجود ہے۔ آپ کی زندگی کے شب و روز اور صوفیانہ فلسفیات اور حقائق پر مبنی کتابیں حافظ احمد حسین خاں صاحب عرف حافظ میاں صاحبؒ کو ایک صوفی منش شخصیت اور شاعر عارف ہونے کا ثبوت ہیں جس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

آپ کا وصال ۱۶/ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ کو بعد طلوع آفتاب اپنے مکان محلہ ہاتھی تھان میں ہوا۔ ۸۴ سال کی عمر پائی اور اپنی اسی نشست گاہ سے ملحق سماع خانہ میں مدفون ہوئے جسے اپنے سامنے تعمیر کرالیا تھا جس کی مغربی دیوار پر ایک کتبہ ۱۳۱۹ھ کا لگا ہوا ہے جس پر یہ قطعہ لکھا ہے۔

ساخت مجلس خانۂ احمد حسین اینجا بنا آنکہ در تعمیر دلہا محو و مستغرق بود

خواستم تاریخ بنیادش سروش غیب گفت خانقاہ صوفیا با صفا الحق بود

۱۳۱۹ھ

اعجاز الدین میاں شاہجہاں پوری ساکن محلّہ ککرہ خورد جو ایک فارسی گو شاعر تھے۔ انہوں نے قطعہ تاریخ ترحیل حافظ میاںؒ یوں کہا ہے۔

سالک راہِ طریقت پیشوائے عارفان ہر کمال خلق تسکین دل ہر خاص و عام

رفت از دنیائے فانی حافظ احمد حسین بشنو از اعجاز حافظ یافت در جنت مقام

۱۶/ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

یہ قطعہ تاریخ سنگ مرمر پر کندہ حافظ میاں کے مزار کی جنوبی دیوار پر لگا ہوا ہے۔

کلیات احمد جو مطبع نظامی سے شائع ہوئی اس کے صفحہ اول پر سال طبع ۱۹۱۴ء لکھا ہے اور باضابطہ طور پر چند سطریں لکھی ہوئی ہیں۔

"الحمد للہ کہ این کلیات بلاغت آیات مخزن رموز سرمد موسوم بہ کلیات احمد نتیجۂ فکر قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شاہ حافظ احمد حسین خاں صاحب قادری چشتی شاہجہاں پوری المتخلص بہ احمد نور اللہ مرقدہٗ۔"

کلیات میں فارسی کلام کے مقابلے اردو کلام محض ایک ضمیمہ ہی کہا جا سکتا ہے جو تیس صفحات پر مبنی صرف ایک قصیدہ موسوم بہ ''مراۃ الحقیقت'' اور ۶ غزلیات ہیں۔ فارسی کلام کی ضخامت اور اردو کلام کے اختصار کو دیکھ کر یہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حافظ احمد حسین خاں طبعاً فارسی گو شاعر ہی تھے۔ کیونکہ یہ کلیات ۳۷۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

صوفی صادق حافظ میاںؒ کا کلام فنی قدر و قیمت سے بہت بلند عرفان حقائق کا مظہر ہے۔ بحیثیت شاعر ان کی قدر متعین کرنا دراصل ان کی ذات گرامی کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔ ان کا مقصد اپنی شعری صلاحیت کا اسی درجہ استعمال کرنا تھا جس طرح مولانائے روم اپنے جذبات کی ترجمانی کے ذریعہ بطور فن شاعری کے دامن گیر ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ وہ اس فن سے کس قدر بیزار تھے اس کا اندازہ مولانا کے اس اعتراف سے بخوبی ہوتا ہے۔

از بیم آنکہ ملول نہ شوند شعر گویم والله کہ من از شعر بے زارم

من نہ آنم فاعلاتن، فاعلات شعر می گویم بہ از آب حیات رومیؔ

بعینہٖ حافظ میاں احمدؔ بھی اس فن میں اپنی طبیعت کے استحکام کا دعویٰ نہیں کرتے اور اسی پیر رومیؔ کے فیض عرفان کو قبول کرتے ہوئے مثنوی ''نالہ جنون'' میں اس طرح عذر فرماتے ہیں۔

شد دلیلم نیز مولانائے روم ہادیٔ کشتیٔ ما ہمچون نجوم

چوں جلال الدین پیر معنوی طالباں را شد دلیل از مثنوی

بہرِ فیض دیگران گفت او کلام تا نماند طالبی بی بہرہ خام

جان من آموخت ہم زاسرار او ہستم از عمری چو اندر کار او

حافظ میاں کے کلام کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک ایک شعر خواہ وہ قصیدہ کا جزو ہو، غزل کا فرد ہو یا رباعیات و مثنویات کا حصہ معرفت الٰہی کا ذریعہ اور رشد و ہدایت کا وسیلہ ہیں۔ خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت کی دلیل کے ساتھ شریعت و طریقت کے اصول و ضوابط کا پاسدار یہ شاعرِ عارف دنیا و مافیہا کی حقیقت سمجھتے ہوئے قلبی جذبات کو عرفانی اشعار کا جامہ پہناتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ اظہار صادق۔

پیش قدرت لب بہ بند دم مزن	خود حکیم است آن خدائے ذوالمنن
نامہ بر نام محمد شد تمام	بر جمال روح افزایش سلام
کم کسی شد محرم اسرار او	جملہ عالم پر تو انوار او
یا رسول اللہ مہمان تو ایم	ریزہ چینِ سفرۂ خوان تو ایم
ناکسان و بے کسان راکس توئی	سوی تو آئیم مارا بس توئی
ز احمؔد مسکیں بتو بادہ سلام	بر تو و بر آل و اصحابت تمام

احمد حسین نے معرفت الٰہی کا جو راستہ چنا اسی کی دعوت قرآن میں دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ بار بار انسان کو نظارۂ کائنات کی دعوت دیتا ہے۔ اسی کے ذریعہ وہ جزا و قضا کے لئے لوگوں کو ہوشیار کرتا ہے۔ قرآن میں آیا ہے :

”ترجمہ: ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو چیزیں اس کے درمیان ہیں انہیں بیکار نہیں پیدا کیا۔ ہم نے انہیں بجز سچائی کے نہیں بنایا مگر ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

(سورہ دخان آیت ۳۸۔۳۹ قرآن کریم)

جب خدائے مطلق واضح اشارہ کر رہا ہے تو پھر ایک قلب صفا صوفی اس اشارے کو کیونکر نہ سمجھتا لہٰذا اسی آیت کے مفہوم کو وحدۃ الوجود کے پیرائے میں سمجھتے ہوئے تلاش حق میں حافظ میاں احمد نے خود کو محو کرلیا اور اپنے کلام میں اسی معرفت الٰہی کو عام کیا۔

گردید بشان و شکل اجساد	پوشیدہ لباس جسم اسرار
آمد بظہور سہ موالید	حیوان و نبات و نیز احجار
شد جوہر قلب جسم محسوس	صورت بگرفت سرّ و انوار
مائیم چو لفظ اوست معنی	مضمونست نہاں بزیر اشعار
حقِ ہستی مطلق است و عالم	موہوم و وجود ماست پندار
دل بردہ زعاشقاں بہر شان	ہر شان ویست نادر اسرار

یہی فلسفہ وحدت الوجود ایک عارف سالک کے لئے 'ہمہ اوست' کے تحت من وتو

کا فساد ختم کرتے ہوئے تسامح، تساہل اور ہمزیستی مسالمت آمیز کا در کھول دیتا ہے جیسا کہ سعدیؔ نے فرمایا۔

عبادت بجز خدمت خلق نیست　　　به تسبیح و سجاده و دلق نیست

حافظ میاں احمدؔ نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے۔

ترک کرده زہد و تقوی از سر مستی و شوق　　　وقت خوش با ساقیان و میکشان دارم ہنوز

وحدت الوجود سے مستفیض ہونے کے لئے دیدۂ بینا طلب ہے، جو صنعت خدا میں اس کی کاریگری کو دیکھ سکے۔ یہ ممکن تبھی ہے جب عشق کا پاک جذبہ قلب کو مصفا کر دے۔ حافظ احمد کے کلام سے صاف ظاہر ہے انہوں نے عشق کا دامن کس خلوص و جذبے سے تھاما ہے۔ یہی عشق جس کو پیر رومیؔ نے ''اے طبیب جملہ علت ہائے ما'' کا خطاب عطا کیا ہے۔ حافظ احمد کے یہاں معرفت میں مرکزی حیثیت عشق کو حاصل ہے مولانا روم کے یہاں بھی آغاز عرفان عشق کی آمد سے ہی ہوا تھا مگر حافظ احمد کے یہاں ''عشق میری ابتداء عشق میری انتہا'' کی صورت اختیار کرتا ہے۔ مقام حیرت ہے کہ اس شاعر شوریدہ جاں نے لفظ ''عشق'' کو اس قدر استعمال کیا ہے کہ باید و شاید ہی کسی نے ایسا کیا ہو۔ دیوان غزلیات میں ردیف ''ق'' کے ضمن باضابطہ ایک طویل غزل ردیف ''عشق'' کی تکرار کے ساتھ آیا ہے علاوہ ازیں پورا کا پورا کلام ہی روداد عشق نظر آتا ہے متذکرہ غزل کا مطلع ملاحظہ کریں۔

سوختہ جاں مرا آتشِ سودای عشق　　　ریختہ خونِ دلم نشترِ غم ہائے عشق

زورِ عشق سے متعلق چند اشعار دیکھیں۔

عشق ہمچون شیر نر خون می خورد　　　طبع را روباه وش بر می درد

عشق آمد دشمن اندیشہ ہا　　　عشق غارت گر تمامی پیشہ ہا

عشق شمشیر برہنہ بے نیام　　　جانِ عشاقان از و ناشاد کام

عشق خونی بود وکس نشناختہ　　　ہر یکی از بیکسی جان باختہ

می در و از غیرو می دوزد بیار　　　عشق خیاطست نادر طرفہ کار

تکیہ بر عشق اور حسن وجود بطور شاعر ایک شخص کے لئے اس آزادی کو پیدا کر سکتا

ہے جس میں مجاز کو خوب خوب داخل کر کے کلام کو رنگین اور پر لطف بنانے کی گنجائش رہتی ہے
مگر ایک صوفی منش عارف الطبع کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ بوالہوسی کو دست درازی کا موقع
دے کیونکہ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو بلا شبہ اس کی پاکدامنی پہ زمانہ انگشت نمائی کرے گا۔ حافظ
میاں احمدؔ کے کلام میں بھی وحدۃ الوجود محور عرفان ہونے کے سبب وہ تمام مجازی تمثیلات
موجود ہیں جن کی گنجائش اور غرض ناگزیر ہے۔ پھر بھی بوالہوسی کا امکان گزر جائے تو حیرت
ہوگی۔ کیونکہ اس صوفی صافی نے اعتدال کی حد سے قدم باہر نہیں نکالا ہے۔ جس طرح کی
میانہ روی راہ سلوک میں برتی ہے اسی کے ہم پلہ اپنی شاعری میں بھی میانہ روی اور اعتدال
کو بخوبی برقرار رکھا ہے۔ مجاز کو حقیقت کا علم بردار مانتے ہوئے یہ اعلان و اعتراف کیا ہے ۔

گر نماند شعر من شکل مجاز ‎ تو بچشم غور بین ای اہل راز
خود مجاز آمد حقیقت را ظہور ‎ غیرتن از جان نبرداری سرور
جان نیابی غیرتن گر بنگری ‎ باتو گفتم این مثال سرسری
بود قادر حق ہدایت را بما ‎ پس چرا مبعوث کردہ انبیا
نور حق بے انبیا ظاہر نشد ‎ جان جاہل زین سخن ماہر نشد
منکر اسرار ہست اہل غرور ‎ حاجب او گشتہ اورا چشم کور

تاہم موقع مناسب ہونے کے باوجود کسی معشوق خیالی کی حسن آرائیوں اور کج
ادائیوں کا ذکر بے جانہ کر اس صوفی نے خرقہ عرفان و معرفت کو داغدار ہونے سے بچا
لیا۔ یہ بھی سچ ہے کہ یہ عارف بیانیہ آلائش کا ارتکاب اپنے سر لیتا تو کیسے لیتا کیونکہ اس کے
مسلک میں عاشق و معشوق کا تصور کچھ اس طرح کا ہے ۔

ہم عاشقی خویش و خویش معشوق ‎ مطلوب خودست و خود طلبگار
تو بامنی و منت بجوئیم ‎ عشق من و تو بود عجب کار
مائیم و یا توئی ندانیم ‎ عقل آمدہ پیش سرّ تو خوار

چنانچہ معشوق کی تعریف تعلّی میں مبتلا کر دیتی۔ اسی امر کو بخوبی سمجھتے ہوئے جتنی
قوت تخیّل تھی وہ تمام اس عشق کی صفات بیان میں صرف کر دی جس نے شعور عرفان عطا کیا۔

اپنے اسی عرفانی عشق کے بارے میں حافظ میاں احمدؔ اس انداز میں اپنی حیرت کو الفاظ عطا کرتے ہیں

پردہ ہائے غیب را بدرید عشق | راز را بے پردگی رو دیدہ ام
قدسیاں از درد عشقش مفلس اند | در ازل این درد را بخریدہ ام
چرخ زان بار امانت کرد ابا | حامل او من بجان گردیدہ ام
می نگنجد آنکہ در ارض و سما | من او را در خویش گنجانیدہ ام
من ز سرِ کنت کنزاً مخفیا | شوخی این عشق را فہمیدہ ام

یہ بات دیگر ہے کہ حافظ میاں احمدؔ نے جس عشق کو طرح طرح سے بیان کیا ہے وہ خالص عشق حقیقی ہے تاہم اس کی صفات میں وہ دل فریبی اور چاشنی برقرار ہے جو قاری کو لطف وانبساط کے پرجوش دریا میں دیر تک غرق رکھتی ہے۔

می ربای جانِ من از حسنِ دلدار دگر | میفزائی بہر جانم ہر دم آزاد دگر
از برای مستی جانہای مخمورانِ عشق | ساغر دیگر پود ہم خمر و خمار دگر
ز عشق آن پر یرو کے رہم من | رہین حسن آن عیارم امروز
شعلہ زن چون آتش عشق است در جانم ہنوز | تا ز درد و سوز جانِ خویش نالانم ہنوز
وابستہ زلف تو شد آزاد زِ ہر قید | پیریم ز غم لیک بعشق توانیم

شرینیت، لفظی سوز و ساز، معنوی حقیقت و معرفت ہر اس صنف سخن میں یکساں ہے جس میں حافظ میاں احمدؔ نے طبع آزمائی کرتے ہوئے حقائق و معارف کے دریا بہانے کی کوشش کی ہے۔ جیسا کہ تصور کیا جاتا ہے کہ تصوف ایک خشک موضوع ہے اس میں عام قاری کے لئے سرور وانبساط کی گنجائش کم ہی رہتی ہے۔ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے راہ طریقت و معرفت کے بیان کرنے والوں نے شاعری کو مجازی یا حکایتی پیکر عطا کیا تا کہ عوام کی دلچسپی کا سامان مہیا ہو اور ایک سالک کے تجربات و مشاہدات سے خلق خدا کا اشرف المخلوقات کہا جانے والا (حضرت انسان) کثیر سے کثیر تعداد میں بہرہ ور ہو سکے۔ اس مرکز فکر کے تحت شعرائے کرام نے تمثیلی انداز عام کر دیا۔ یہی تمثیلی انداز جب حافظ میاں احمدؔ

اپنے کلام میں آزماتے ہیں تو ہر صنف کا ہر شعر اپنی نظیر آپ معلوم پڑتا ہے۔ بطور مثال عشق کو صد ہا ناموں اور مثالوں سے واضح کیا ہے ایک جگہ خدا اور اس کے رسول کی صفت بیان کرنے میں کس قدر قریب کی مثال پیش کرتے ہیں جس میں استعارے کا برجستہ استعمال نہ صرف اس مرد کامل کی شاعرانہ چیرہ دستی واضح کرتا بلکہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اس شخص کے دل میں کس قدر جاگزیں ہے اس کا مظہر بن جاتا ہے۔

پیر گشتم لیک عشق خود جوان دارم ہنوز
دردلم احمد کہ میل شاہد و ساقی نہانست

قصاید، مثنویات، غزلیات، قطعات و رباعیات غرض کہ ہر اصناف سخن میں عاشقانہ رموز اور روحانی کیفیات کے بیان میں حافظ میاں احمدؔ نے دلکش جوش اور ولولے کا مظاہرہ کیا ہے۔ شامل کلیات خمسہ جات میں جن شعرائے کے کلام کی تضمین و پیروی کی ہے ان میں مولانا روم، احمد جام، واقفؔ اور سرمدؔ جیسے شعرائے عرفان کے نام شامل ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شاعر موصوف کو ان شعرا کرام سے کیا نسبت اور عقیدت ہے۔ اگرچہ کلام صوفیانہ سوز و گداز اور جذبہ عشق سے کلی طور پر سرشار ہے تاہم اعتدال پر گامزن ہے۔ ایک جذبہ کامل ہے جو ان کی شخصیت کو ''مرد کامل'' کا درجہ عطا کرتا ہے جس کا باضابطہ ذکر اپنے قصیدے میں ''جوش سادس بادۂ عشق مسمیٰ بحضرت انسان کامل'' کے عنوان سے کرتے ہیں یہ وہی انسان کامل ہے جس کو مولانا روم نے مرد کامل اور پھر حافظ میاں احمد کی حیات زمینی کے بہت عرصے بعد علامہ اقبال نے ''مرد مومن'' کی شکل میں پیش کیا تھا۔ حقیقت میں مرد کامل سے مراد اسی شخص کی ذات ہے جو اپنے کردار و گفتار سے تابع خدا ہو اور جو اپنی روح کی پاکیزگی کا تحفظ کرتے ہوئے اپنی ذات کو ذات خدا کا مظہر بنا لے۔ حافظ میاں احمدؔ کی اسی طرح کے کردار و گفتار کا نتیجہ ان کا یہ کلام بلیغ ہے جو طباعت کی منزل سے گزر جانے کے باوجود زمانے کی غفلت کا شکار ہو گیا اور زمانہ اس آفتاب دین و ملت کو فراموش ہی کر بیٹھا۔ اس ذات بابرکات کی شخصیت کے عرصہ دراز بعد افق علم و ادب پر نمودار ہوئے علامہ اقبال کہ آج جن کے فلسفہ خودی و بیخودی کا شہرہ ہے اور فلسفہ عشق کی دھوم ہے وہی فلسفہ یہ صوفی و سالک اور محرم راز حق ان سے بہت پہلے بیان کر چکا ہے اور اسی

شیریں زبان میں۔ بصد شوق واحترام جس کے اعجاز کو اقبالؔ نے ایک مدت دراز کے بعد قبول کر کے وسیلۂ اظہار بنایا۔

حافظ میاں احمدؔ کی پاک خیالی اور حق شناسی پہ رشک آتا ہے جب وہ ہر مسئلہ کو قرآن، حدیث اور سیرت وکردار انبیا سے مثال دے کر ثابت کرتے ہیں۔ مثنوی مکالمہ لیلیٰ مجنوں سے چند اشعار دیکھیں۔

تو نمی دانی کہ عشق فتنہ گر	می برد از آدمی عقل و ہنر
خود بشر مجبور می گردو ازو	رہن گردد عقل وجان دردست او
تا بجان انبیاء ہم کرد اثر	پس چہ باشد قوت دیگر بشر
سرور عالم محمد مصطفیٰ	باہمہ عرفان آن نور و صفا
او ز عشق عائشہ مجبور بود	از چنین علم او مگر مستور بود
باتمامی عدل با ازواج خویش	بود عشق عائشہ از جملہ بیش

الغرض حافظ احمد حسین خاں صاحب عرف حافظ میاں صاحب متخلص بہ احمدؔ کے اس دیوان کا ہر شعر موصوف کے صوفی کامل اور فارسی گو شاعر ہونے کی دلیل ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ ایسے شاعر کی شخصیت اور کلام کس بنا پر ناقد ومحقق کی چشم بصیرت سے محروم رہا۔ مجھے قوی امید ہے کہ عنقریب ہی نگاہ خاص کرم فرما ہوگی اور ان کی شخصیت کی سچی تصویر ابھر کر آئے گی اور اس شاعر عارف کو اس کا حقیقی حق نصیب ہوگا۔

☆☆☆

مدوّن ومصحح ~~خمخانۂ حافظ~~

ڈاکٹر غلام اشرف قادری

بخش فارسی، گاندھی فیض عام کالج، شاہجہاں پور

حافظ میاں صاحب

نحمده ونصلّی علیٰ رسوله الکریم

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اللہ تعالیٰ عز اسمہ نے انسان کا نام دنیا میں باقی رہنے کے جو ذرائع پیدا کئے ان میں اولاد روحانی و اولاد معنوی کا مرتبہ سب سے فائق ہے اور جیسا ان دونوں ذرائع سے انسان کا نام عزت کے ساتھ یادگار عالم رہتا ہے کسی اور ذرائع سے نہیں رہتا وہ ہزار ہزار صاحب کمال جو اپنے زمانہ میں آسمان شہرت پر ماہتاب و آفتاب بن کر چمکے ہونگے آج پردۂ خاک میں پنہاں ہیں اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اولاد روحانی و معنوی میں سے کوئی یادگار نہیں چھوڑا ان کے ناموں سے بھی کوئی واقف نہیں برخلاف انکے جن حضرات نے کوئی یادگار چھوڑا ہے ان کے نام نامی واسم گرامی آج بھی ویسے ہی روشن و درخشاں ہیں جیسے کہ ان کے زمانوں میں تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ الحمد للہ کہ میرے پیر و مرشد حضرت حافظ احمد حسین خاں علیہ الرحمہ والغفر ان بھی انہیں مقدس بزرگوں میں سے ہیں اور آپ نے کثیر التعداد اولاد روحانی (مریدین) کے ساتھ اولاد معنوی بھی اس رتبہ کی چھوڑی ہے کہ باید و شاید۔ یعنی کلام بلاغت نظام۔ حضرت قبلہ و کعبہ علی اللہ مقامہ کے حیات میں معتقدین و مریدین بلکہ دیگر شائقین کا بھی بڑا اصرار رہا کہ حضور ممدوح کا پاکیزہ و دلپذیر شاہد کلام زیر طبع سے آراستہ ہو کر نظر افروز شائقین ہو لیکن حضرت ممدوح علیہ الرحمہ نے بوجہ خوئے انکسار و فروتنی اپنی حیات جسمانی میں مبذول نہ فرمائی حضور ممدوح کی وفات کے بعد اس وجہ سے کہ مجھے نسبت برادر زادگی کے علاوہ شرف بیعت بھی حاصل ہے سب سے بڑھ کر میرا فرض تھا کہ میں یہ ضروری کام انجام دوں اور شائقین کی تمنا پوری کرنے کی کوشش کروں لیکن کچھ ایسے اسباب پیش آتے رہے کہ مجھے کسی طرح موقع نہ ملا۔ ادھر تو یہ حالت تھی اور شائقین کے اصرار و تقاضہ ہائے بسیار کی کیفیت اس حد تک پہنچی کہ بجبوری قلمی نسخے پیش کرنے کی

ضرورت پیش آئی لیکن آخر کب تک۔ ظاہر ہے یہ کام ایسا نہیں ہے جس پر ہمیشہ عمل درآمد کیا جاسکے پس یہی مناسب معلوم ہوا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو یہ گوہر آبدار سفینۂ قرطاس میں لگا کر شائقین باتمکین کے سامنے پیش کردئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار بلکہ بے حد وبے شمار شکر ہے کہ اس نے مجھے اس خدمت سے سبکدوش ہونے کا موقع دیا اور وہ درر غرر جن کی ہزاروں نظریں مشتاق تھیں اس سلک میں منسلک کرکے پیش کرنے کا فخر مجھے حاصل ہوا اس موقع ہر جناب حضرت حافظ میاں علیہ الرحمہ والغفر ان کے مفصل حالات وکمالات (جن کے لئے ایک دفتر چاہیئے) کا اظہار تو میرا مقصود نہیں ہاں اتنا عرض کردینا بے موقع بھی نہیں ہوگا کہ حضرت ممدوح اپنے والد ماجد جناب غلام قادر خاں مرحوم کے منجھلے بیٹے تھے۔ آپ کی ولادت بتاریخ ۲۷ رشعبان ۱۲۴۶ ہجری بروز جمعہ ہوئی۔ قران شریف حفظ کرنے کے بعد آپ نے دینیات کی تکمیل کی چونکہ ذات بابرکات آنجناب کو تصوف وفقر سے فطری ذوق تھا اس لئے بعد فراغ علوم مشائخ عظام کی زاویہ نشینی اختیار کی اور اس دور کے عظیم الشان صوفئ باصفا حضرت مولانا غلام امام خاں علیہ الرحمہ والغفر ان سے (جو حضرت مولانا سرفراز علی گورکھ پوری قدس سرہ کے خلیفہ تھے) شرف بیعت حاصل کیا اور غیر معمولی مدت تک ریاضیات ومجاہدات میں مشغول رہنے کے بعد خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے اور چاروں سلسلہ میں بیعت لینے کی اجازت عطا کی گئی ابتدائے عمر میں آنجناب نے سیاحت بھی کی تھی کشمیر ونیپال وغیرہ تک پیادہ پا تشریف لے گئے اور حج بیت اللہ وزیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے اور مشاہیر اولیا کی زیارت سے فیضیاب ہوکر آخر زمانہ میں جب آپ نے گوشہ نشینی اختیار کی تو پھر باستثنائے شرکت عرس حضرات خواجگان رحمہ اللہ علیہ کبھی خانقاہ سے قدم شریف باہر نہ نکالا حتیٰ کہ تخمیناً چوراسی سال کی عمر میں خرقۂ خلافت میرے منجھلے بھائی محمد طاہر حسین خان صاحب مدظلہ کو عطا فرما کر بعارضہ فالج بتاریخ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۹ ہجری بشب جمعہ اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی اور جس روز آپ دنیا میں تشریف لائے تھے اسی روز یعنی جمعہ کو قبل از نماز اپنی خانقاہ واقع شاہجہاں پور محلّہ ہاتھی تھان میں مدفون ہوئے علی العموم تو آپ عبادت اور تعلیم وتلقین مریدین ہی میں مصروف رہتے تھے

لیکن بحالت ذوق وشوق کبھی کچھ نظم بھی فرمالیا کرتے تھے جس کے متعلق از راہ تواضع وانکسار اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں شاعر نہیں ہوں اور فن شعر سے مجھے آگاہی نہیں ہے صرف دلی جذبات کا اظہار کرلیا کرتا ہوں اور بات بھی یہی ہے کہ اہل حال کو رسمی قیل وقال سے زیادہ تعلق نہیں ہوا کرتا ان کے محل مقصود کا کنگرہ اس سے نہایت بلند ہے ممکن ہے کہ اس لحاظ سے حضرت ممدوح کا کلام ایک محقق فن کا کلام نہ سمجھا جائے لیکن اس میں کلام نہیں کہ جو صاحب دل اس پر نظر کرے گا اسے یہ توحید وتصوف کا ایک بحر ذخار اور دلی جذبات کا ایک آئینہ مصفا نظر آئے گا اور مستعد طبیعتوں کے ساتھ وہی سلوک کرے گا جو نسیم سحر کا جھونکا غنچہ ہائے سربستہ وناشگفتہ کے ساتھ کیا کرتا ہے اب میں آپ کو زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ بسم اللہ کیجئے اور لوٹ کر دیوان ملاحظہ فرمائیے۔ شعر

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست　　　آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

☆☆☆

طالب دعا فلاح دارین

خاکسار حاجی علی حسین خاں

خلف محمد مظفر حسین خاں مرحوم

ساکن شاہجہاں پور محلہ ہاتھی تھان

صوفی کامل و شاعر عارف

حافظ احمد حسین خاں المعروف بہ حافظ میاں صاحب

آن چراغ معرفت و آن شمع طریقت کہ از توسط خداشناسان کامل و سالکان حقیقی بہ جہان اسلام روشن شدہ بود، دیرنگذشت ہر خطۂ زمین را ماموکہ از عمرانیت بود منور ساخت ۔ بہ ہمین سبب از آغاز اسلام تا بہ امروز عارفان حق در ہر عصری نور حق را گسترش دادہ اند۔ این ہم بہ نظر می رسد کہ در فروغ تعلیمات شریعت و طریقت بعد از قرآن و حدیث شعر و ادب را دخلِ کامل است۔ خصوصاً ادبیات زبان فارسی از وجود شاعران صوفی و خدا شناس عدۂ زیادی دارد۔ در حقیقت این جادوئ زبان فارسی است کہ از اعجاز و اختصار خود ہر خاص و عام را بہ طرف خود جلب می کند و دقائق معرفت و سرّ طریقت در لطافت زبان فارسی چنان محوی باشند کہ ہر دو را لازم و لزوم یکدگرمی توان گفت۔ تاریخ زبان فارسی در ہند و ایران مخصوصاً بہ شبہ قارۂ ہند و پاک از شخصیتہای چنین صوفیان طریقت و حق شناسان خالی نیست کہ رموز عرفانی را بہ قالب شعر ابراز کردہ اند و پند اندرزہا کہ برای تصفیۂ باطن ضروری می باشند، در پیرایۂ نثر لطیف بیان نمودہ اند۔ تذکرہ نویسان در تذکرہ ہای خود بسیار نام بردہ اند کہ بہ یک وقت از عارفان حق بہ شمار می باشند و ہم از شاعران شیرین مقال محسوب می شوند۔ محققان زبان و ادبیات فارسی بہ خوبی واقف اند کہ شبہ قارۂ ہند و پاک درین باب از ایران گوی سبقت بردہ و یک فہرست طویل از اسمائ صوفیان کامل کہ شاعر ہم بودند می توان ترتیب داد۔ درہمین فہرست یک نام حافظ احمد حسین خاں را شامل است کہ در قرن سیزدہم ہجری بر بنای فضایل و کمالات روحانی خود مرجع خلائق بود و شعر ہم می سرود۔

حافظ احمد حسین خاں در بیست و ہفتم شعبان سال ۱۲۴۶ھ بہ محلہ ہاتھی تھان،

شاہجہانپور کہ یکی از شہرہای شبہ قارۂ ہند و پاک در زمان امپراتوری انگلیسی بود بہ دنیا آمد۔ اکنون این شہر در منطقۂ اتر پردیش (ایالت شمالی ہند) واقع ہست۔ پدرش غلام قادر خاں سہ پسر داشت محمد حسین خاں، احمد حسین خاں، مظفر حسین خاں۔ حافظ احمد حسین خاں فرزند دوم بود۔ ما اطلاعات زیادی در بارۂ احوال حافظ احمد حسین خاں در دست نداریم بجز آنکہ تذکرہ نویسان و مورخین در سائر کتب گرد آوردہ اند۔ تعلیم و پرورش حافظ احمد حسین خاں بدست معلمان آن عصر شد کہ آنہا را نابغۂ روزگاری توان شمرد۔ او نزد حافظ محمد غوث حفظ قرآن کرد۔ در صحبت اخوند زادہ احمد خاں کہ شخصی پاک باطن بود و صحبت آن عارف صفت بر دل حافظ احمد خاں تاثیر گرفت و طبع وی بہ طرف ریاضت و مجاہدت مائل گشت۔ دیر نگذشت کہ حافظ احمد حسین خاں تحصیلات رسمی و رائج را خدا حافظ گفتہ در حلقہ ارباب عرفان خود را منسلک کرد۔ این خوش بختی وی بود کہ در ہمسایۂ اش یک عارف کامل خانہ داشت، نامش غلام امام خاں بود و در ارادت و ریاضت خدا رسیدہ بود۔ حافظ احمد حسین خاں بہ رہنمائی غلام امام خاں راہ سلوک را پیمود و بہ زودی بر دست وی بیعت شد۔ حافظ احمد حسین خاں در ردیف مریدان غلام امام خاں چنین امتیاز کسب کرد کہ از مرشد خود یعنی از غلام امام خاں خرقۂ خلافت یافت۔ سلسلہ خلافت غلام امام خاں بہ ہر سہ سلسلہ ہای تصوف چشتیہ، قادریہ و سہروردیہ اجازہ بیعت داشت۔ تعلیم خلافت وی بمطابق سلسلۂ چشتیہ بود کہ در آن پابند صوم و صلوٰۃ بودن، ارشاد گفتن، سماع را محبوب داشتن و در خانقاہ متمکن بودن از شرائط اولین می باشد۔

حافظ احمد حسین خاں با دختر فیضیاب خاں ازدواج کردہ بود و از بطن وی دو تا پسر داشت ولی در عین طفلگی فوت شدند۔ بعد ازین حافظ احمد حسین خاں خود را کلیتاً وقف راہ خدا کرد۔ او بہ ہمراہی مرشد خود غلام امام خاں بسفر حجاز مقدس رفت و چون آنہا باز بہ ہند گشتند، در گوالیار اقامت کردند۔ ہمانجا مرشد حافظ احمد حسین خاں جان بحق سپرد و در زیارت گاہ قانون شاہ مدفون شد۔ بعد از تدفین مرشد کامل خود حافظ احمد حسین خاں بہ شاہجہانپور بازگشت پس از آن او از سفر بیرونی حذر کرد۔ آن خانقاہی کہ حافظ احمد حسین خاں برای

استراحت مرشد خود در حیات وی بنا کردہ بود، مسکن وی گشت و حافظ احمد حسین خاں بہ اہتمام
آن خانقاہ بہ ہمہ وقت خود را وقف نمود۔

حافظ احمد حسین خاں بہ طریق سلسلۂ چشت سماع را محبوب می داشت و برای
مرشد خود اہتمام سماع می کرد۔ چہ در حیات مرشد وی و چہ بعد از وفات، حافظ احمد حسین
خاں این سلسلۂ سماع را منقطع نکرد۔ تشہیر سماع خانۂ حافظ احمد حسین خاں بہ سراسر ہند بود۔
قوالی کہ اسم وی ''کنہیا'' بود، حافظ احمد حسین خاں وی را محبوب می داشت۔ حافظ احمد حسین
خاں بہ حق وی دائم دعا گو بودہ۔ بر تقصیر وی نظر نہ کرد۔ در تاریخ نوشتہ شدہ است کہ حافظ احمد
حسین خاں کسی را خلیفۂ خود اعلام نکرد و بعد از فوت شدن حافظ احمد حسین خاں این سلسلہ منتہی
شد۔ ولی در دیوان مقالہ ای از جناب علی حسین خاں صاحب (برادر زادہ حافظ میاں)
شامل است۔ در آن نوشتہ شدہ کہ موصوف در حیات خود خلیفہ خود جناب محمد طاہر حسین خاں
صاحب را کردہ بود۔ حافظ احمد حسین خاں بتاریخ ۱۶/ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ در سن ہشتاد و چہار
سالگی بعارضہ فالج جان را بہ جان آفرین سپرد۔ در ہمین خانقاہ سپرد خاک شد۔

طبق اطلاعات مولف تاریخ شاہجہانپور، حافظ احمد حسین خاں طبعاً بشر دوستی
دانسان گرای را ارمغان ہستی می داند۔ نور تذکیہ نفس از روی وی ہویدا بود۔ باوجودیکہ راہ
سلوک اختیار کردہ بود اما مثل صوفیہ خرقہ نمی پوشید بطوریکہ کسی کہ از مسائل عرفانی ناواقف
بودی وی را می دید گمان نمی توان برد کہ حافظ احمد حسین خاں یکی از عارفان حق است۔ بہ
ہمین سبب او از مریدان و عقیدتمندان خود کسی را خرقۂ خلافت نداد۔ بعد از وفاتش برادرش
و برادرزادگان وی مہتمم خانقاہ شدند ولی کسی را ادعای خلافتش نبود۔ حافظ احمد حسین
خاں بدرجۂ نہایت پابند صوم و صلوٰۃ بود۔

چنانکہ مذکور بودہ کہ حافظ احمد حسین خاں جذبات باطنی را بہ قالب شعر جا داد
وکلیات او بصورت تصحیح شدہ اکنون در دست شما ہست۔ این تقریباً تنہا از آثار حافظ احمد حسین
خاں است کہ بر جائے خود باقی ماندہ علاوہ ازین یک رسالہ ''میزان الانفاس'' بہ زبان اردو

و یک رسالہ مبارک السلوک از آثارش منسوب می باشد۔ اما چند شمارہ میزان الانفاس در دست من است ۔غرض کلیات شعری کہ حاوی بر قصائد و مثنویات و غزلیات می باشد، علاوہ ازین مبارک السلوک نشانی باقی نیست۔

کلیات شعری منسوب بہ حافظ احمد حسین خاں کہ اکنون در دست شما است قبل از صد سال از تحریک حاجی علی حسین خاں خلف محمد مظفر حسین خاں بہ چاپ رسیدہ بود۔ آن عصر کاملاً از عصر حاضر جدا بود۔ زبان فارسی و شعر و ادب وی در ہند بہ اختتام رسیدہ بود و رواج می داشت۔ بعد آن ایام روزگار بساط شعر و ادب فارسی واژگون شد سال بہ سال انقلابی بر پا شد و آن صحنہ کاملاً تبدیل گشت۔ ذوق سلیم اہل شعر و سخن بہ طرف زبان اردو راجع شد و زبان فارسی در ہند انحطاط یافت۔ بہ ہمین سبب کلیات حافظ احمد حسین خاں کہ این را از آثار آخری آن زبان می توان شمرد کہ محتوای زبان فارسی می باشد بدست انقلاب عظیمی در جنبہ ادبی و ثقافتی بہ زودی ہدف انحطاط گشت و نسخہ چاپ شدہ آن اولاً زینت کتب خانہ ہای موروثی چند شرفای شہر شدند و بعد از آن تقریباً نایاب شدند بندہ ہم از واحد نسخہ ای کہ از توسط یکی از اولاد حافظ احمد حسین خاں بدست گرفتہ بودم تصحیح نمودم و آن اشکالہای چاپی کہ در چاپ اول چہ از روی مصحح و چہ از روی کاتب بوجود آمدہ بود تصحیح کردم و اکنون بہ صورت درست آمادہ بہ مطالعہ ہای شما ہست۔



مدوّن و مصحح مخانہ حافظ

غلام اشرف قادری

9450417787

خمخانۂ حافظ

کلیات حافظ احمد حسین خاں

قصائد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

قصاید فارسی

چون رسی اے قاصدِ بادِ صبا
در حضورِ حضرتِ جانانِ ما

آستاں بوس و بزاری عرض کن
کاے جمالت دردمنداں رادوا

بے رخِ جاں بخش تو زاریم وزار
تیرِ غم کردہ مشبک سینہ را

سوخت جاں از آتشِ سودائے تو
ہمچو مجنوں کردۂ شیدا مرا

راحتِ جانِ مریضِ خویش باش
اے مسیحائے دلِ بیمارِ ما

اے جمالت نور جانِ عاشقاں
وز رخِ تو حسن خوباں را ضیا

عشق خود از ہر زبان در ہر لغت
می کند حسن و جمالت راثنا

اے جمالت ربِّ ارباب آمدہ
سجدہ آرد پیش تو ہر مہ لقا

پیش تابِ آفتابِ روئے تو
ذرہ وش ہر حسن گویاں ربّنا

ہمچو انجم مہ رخاں محوِ تو اند
آمدہ نور رخت شمس الضحیٰ

کے تواں دیدن ترا مانند حور
از جمالت گشتہ خیرہ دیدہا

گر نظر پرّد بسویش ز اضطرار
چوں پرِ جبریل سوزد بالہا

انفس و آفاق ظلِّ روئے اوست
لیلۃ الاسرائے ست آں زلفِ دوتا

شد محبت شرح صدرِ عاشقاں
بود عشق انّا فتحنا بابہا

بیدلی گم گشتہ ام در راہِ عشق
باش بہر جانِ من نورِ ہدیٰ

عشق تو آمد خلیلِ جانِ من
سوئے ایں یعقوب اے یوسف بیا

گریہا دارم بعشقت چوں شعیب
داشت چوں داؤد جانم نالہا

سوخت جانم ہمچو طور از عشقِ تو — مست و حیرانم چو موسیٰ از لقا

ہمچو مجنوں صد گریباں چاک شد — در غم و سودائے آں لیلائے ما

تیشہ زن بر جانِ خود فرہاد وش — بیدلاں از عشق آں شیریں لقا

جامہ در گل از تو بلبل در فغاں — شمع سوزاں جاں فشاں پروانہا

چاک شد جاں را گریباں چوں سحر — عشق بیروں شد از وہمچوں ضیا

ہمچو[1] ما در عشق او گم گشتہ اند — پیش خور لاشے بود ماہ و سُہا

آں جمالش ہمچو خورشید آمدہ — وان صفاتش مہر ذاتش را ضیا

ذاتِ واحد واں صفت ہا بیشمار — تا نداند کس مرا در انتہا

ظاہر و باطن جمال و حسن دوست — شد محیطِ عاشقانِ باصفا

از پس و از پیش و بیرون و دروں — ق وز یسار و از یمین تحت و علا

آمد و بگرفت جسم و جانِ شاں — آں محیط بیکراں بحرِ صفا

عاشقاں خود غرقِ بحر حیرت اند — محوِ جاناں گشتہ جاں سرتاپا

ہمچو انجم آفتابِ روئے دوست — کرد فانی ہستیِ عشاق را

می کند خود نورِ خورشید قدم — محو حادث ہمچو انجم در ضحیٰ

چشم خیرہ می کند شوخی حسن — آں چناں کہ برق سازد از سنا

از شعاع و شوخیِ حسنِ ازل — جان عاشق شد دروں فانی دلا

بے نشاں کردست عشق بے نشاں — آں دلے را کاندرو بگرفت جا

بہر فانی ہر مکاں شد لامکاں — گشت باقی روح او اندر بقا

جاں شدہ مدہوش از مستی و شوق — روح چوں آئینہ شد محو لِقا

گل نشانے میدہد از بوئے یار — بادہ از مستی چشم فتنہ زا

عندلیب از لحن خوش اندر سماع — گل ز فرطِ شوق بدریدہ قبا

گشتہ پنہاں ہمچو مستی در شراب — شد عیاں مانند حسنِ دلربا

نوحہ گر در نالۂ عشاق بود — خندہ زن اندر بتانِ مہ لقا

عقل اندر کوئے او گمراہ شد — فہم را و وہم را بشکستہ پا

دستگیرم باش اے عشق از جنوں — جانِ ما از قید دانش کن رہا

من ز عقل بخیہ گر تنگ آمدم — دست من گیر اے جنوں بہرِ خدا

نیست دربازارِ او حیلہ گری — اولیں سوداش جاں کردن فدا

کارمردانست جاں دادن بعشق — پندگیر از شہسوارِ کربلا

نیست عاشق آنکہ اوترسد ز جاں — جاں دہی شد کارِ مردانِ خدا

ساقیا از جرعۂ مستم بکن — تاپرم ازمستیش سوئے عُلا

قطرۂ زاں بادہ در کامم بریز — کاب حیوانیست جانرا دربقا

آتشے در ہوش و عقل من بزن — زاں شرابِ آتشینم ساقیا

بادہ افزوں دہ کہ تا بیخود شوم — جاں رہد از قید ایں چون و چرا

آنچناں در بحرِ مستی غرق کن — تاشناسم زمیں را از سما

تاز دامِ عقل جاں گردد خلاص — تارہد دل از غمِ ننگ و حیا

اندریں رہ گربمیرم یازیم — نیست غیرعشق او کارے مرا

از جنونِ عشق و از سوزِ دروں — شکل مجنوں گشتہ ام سرتاپا

ہمچومن شد صدہزاراں بیقرار — از پئے نظارہ ات اے دلربا

خوبرویاں پرتو حسن تواند — ہست ہر جانے بعشقت مبتلا

حسن را خود کارہا فتنہ گریست — عشق رسوا برسرِ بازار ہا

ہاے و ہوئے ماز سودائی ویست — از پری داں شورشِ دیوانہ را

درعیاں عشق آہ و واویلا کند — در نہاں بایار بود قربہا

عشق دلّال است از بہر وصال — عشق گشتہ سوئے دلبر رہنما بربساطِ

عشق جاں را سوئے جاناں می برد — دوست اورا ہست جاں

بے پرا و جاں نپرّد سوے قدس
عشق بازوئیست مرغِ روح را

بہر جاں پیدا شدہ میلِ قدم
گردہ زیں حادث بروں نشو و نما

جاں زلائے آب و گل بیروں جہید
سوئے بالا بر کشو دہ بالہا

ایں تعلق ہائے پستی را شکست
تاشدہ پیدا بجاں میلِ عُلا

طائرِ عشق است قدسی آشیاں
نیست اورا غیرِ جانِ پاک جا

چونکہ ہست او از صفاتِ ذاتِ حق
برتر است از عرش و کرسی و خلا

کے ہمای لامکاں آید بدام
آنکہ پروازش بود بے منتہا

جز کہ خود را اندرو فانی کنی
پس بذاتِ پاک او یابی بقا

غیرتش مرغیردلبر را بسوخت
زیں سبب عاشق شد از ہستی فنا

دوست را از غیر خود غیرت بود
رو بعشقش جانِ خود را کن فدا

ہستیِ وہمی حجابِ دوست بود
گشت بیخود شد بہ دلبر آشنا

از ہمہ ببرید زاں رویافتہ است
در حضورِ حضرت معشوق جا

تاتوئ حق از تو باشد درحجاب
چوں خودی بشکست پیدا شد خدا

اینکہ ہستت مینماید نیست ست
نیستی ہستی ست کو دارد بقا

زیں عدم گردیداصل ہر وجود
زو مدد ہائیست جاں راز ابتدا

جوش زد یکبار بحر بیکراں
زوبرو آمد صدہزاراں موجہا

جملہ عالم رشحتِ آں بحرواں
ایں جہان و آنجہاں ما و شما

درحقیقت عشق آمد جوش بحر
رو بخواں تو کنت کنزاً مخفیا

عاشقاں چوں غرق بحر وحدت اند
یافتہ زاں غرقہ دُرِّ بے بہا

عشق اول فانی مطلق کند
بعد اشتہلاک می بخشد بقا

مردۂ از خود بجاناں زندہ است
سینۂ آئینہ از خور شد ملا

عاشقاں آئینۂ ذات وے اند
عشق باشد حسنِ دلبر را بہا

غزل

آیتی از روئے تو شمس الضحےٰ
شد نشانِ حسن تو بدر الدجےٰ

عاشقاں خود محو حسن دلبرند
ہمچو انجم پیش خور فانی دلا

اندریں آئینہ جانِ عکس اوست
ہست خورشیدے نہاں زیرِ ردا

زو نشاں جستم شدم من بے نشاں
رفتم از خود او چو آمد پیش ما

می بخور دہ عشق در روز الست
مست و آزاد است از قد بلیٰ

چند نازی اے فلک بر رقص خود
رقص جاں بنگر بروں از دور و جا

حسنِ او جانست عشقِ من تن ست
نیست ممکن تن ز جاں گردد جدا

درنہاں چوں سوز جانِ عاشقاں
درعیاں گلگونۂ ہر مہ لقا

احمدا ایں ہائے و ہوئے عاشقاں
پر توی میداں ز حسنِ دلربا

جانِ عاشق پر ز جانان بودہ است
ہمچو عکسے داں دلِ آئینہ را

چوں پری آمد درونِ دل نشست
خانہ خالی یافت زاں بگرفت جا

در لباسِ عاشقاں پنہاں شدہ
وز زبانِ بے دلاں کردہ نوا

یا پری خود بود و آدم پردہ بود
خویش داند اصل کارِ خویش را

ہمچو خور در تابشِ خود شد نہاں
داں شعاعِ نور او اورا روا

ہمچو جاں در ہر دلے پنہاں شدہ
چوں نظر در دیدہا او راست جا

عقل در ادراک دانش گشتہ گم
فہم را گر دید اعمیٰ دیدہا

رہرواں خود غرق بحرِ حیرت اند
کیست آنکس تا کہ داند آشنا

محو حسنِ دوست چوں آئینہ اند
پیشِ خور مرآت بود پر از ضیا

عاشقاں مرآت حسن دلبر اند
دوست دارد خود برو آئینہ را

دلبراں را طالبِ عشاق داں
سوئے عاشق ہست میلِ شاں بسا

خود شکار عاشقانند ایں بتاں
در نہاں با بیدلانش دوقہا

عشق پیدا کن کہ تابارت دہند
در حریم بارگاہِ دلرُبا

در نداری عشق باعاشق نشیں
تابیابی عشق زاں یارِ صفا

عشق جواز عاشق گم گشتہ دل
ہست ذاتش معدن مہرو وفا

عشق خود نورست نورانی کند
آں دلے را کا ندرو بگرفت جا

ظلمت ہستی زپا کاں در ربود
یافتند ایشاں لقب نورِ ہدیٰ

کار مرداں است اندر راہِ عشق
سر بباز اول بنہ انگاہ پا

گر خلیلِ عشق ہستی احمداؔ
ہمچو اسمٰعیل کن جاں رافدا

غزل

چوں سحراز پردہاے شب براندراو نقاب
ذ۔ صبوحی ساقیا دہ جام می چوں آفتاب

ناشودروحانیاں راخوش معطرزاں مشام
بادۂ گلرنگ دہ بویش بود چوں مشک ناب

برکشم جامی بنہ زاں بادۂ چوں ارغواں
کرخمارِ او بمانم تا ابد مست و خراب

سوخت جانم زاتش عشق ازرہِ لطف وکرم
ساقیا از آب رحمت بہرمن آورشتاب

مست کن چنداں کہ تاازخودشوم من بےخبر
بودہ ام زیں عقل پرافسوں خوددرپیچ وتاب

بخش آزادی زغم جان خمار آلودہ را
شاد کامم کن دمی زاں بادۂ گلرنگ ناب

چشم مخمور و بکف جامِ شرابِ آتشیں
دوزرخِ گلرنگ خودآتش بزن درشیخ وشاب

قطرۂ زاں بادہ چوں ساقی بکامم ریختہ
تا زعمرے بردرِ پیر خراباتم خراب

اے رسولِ عاشقاں وی قاصد مابیدلاں
مژدۂ از وصل جاناں سوئے من آورشتاب

غزل

ازفراق دوست دغمہایش جگرگردیدآب
ہمچوابری میچکد ازچشمہایم خونِ ناب

حیف جانم سالہا در ایں تمنا سوختہ
کے بودآں ماہ روآید بہ پیشم بےنقاب

وایٔ بر جانے کہ باشد مبتلای عشق تو
رفت عمرے برمراد خودنگشتہ کامیاب

سینہ بریاں دیدہ گریاں دارم اندر عشق او
آہ زیں جانِ پرآتش آہ زیں چشمِ پُرآب

ہست ازعمری بہ عشق دوست جانم بیقرار
زآتش سودایٔ او دارم دل پر اضطراب

آہ چوں ایں عشق خوباں رابروں سازم زدل
گرچہ میگوئی ز رحمت ناصحا قول ثواب

در ہوای سروقدآں خم شدم مانند چنگ
گشتہ ام پیری زغم کوشاہدی عمرشباب

ہمچو بلبل نالہا دارم بعشقِ گلرخاں
چوں نذروآتش حوزم بہر رخِ چوں ماہتاب

برق حسن لالہ رویاں خرمنِ جانم بسوخت
اشک خونی میچکد از چشم من ہمچوں سحاب

دلبرانِ بوستاں دعوایٔ خوبی می کند
شوخراماں در چمن تا از حیا گردو گلاب

جامِ مے دردست ساقی وحریفاں بادہ نوش
مطرباں در بزم مستاں تاسحر میزن رباب

لالہ گوں اشکمِ مے احمر بود از بہرمن
نقل دارم ای حریفاں زیں دل ہمچو کباب

باش دایم احمداً خاکِ در پیرِ مغاں
تازروئے رحمتِ خود برتو سازو فتح باب

غزل

صبحدم چوں مہر تاباں افگند از رخ نقاب
روشنی روی انجم زوشود بے آب وتاب

شاہد معنی اگر آید بہ پیشت بے حجاب
از وجودِ تو اثر باقی نماند ہیچ باب

جوش زد بحرحقیقت چوں درونِ خویشتن
گشت ظاہرآب معنی صورتِ موج وحیات

جز کہ نقش آب دیگر صورتی ظاہرنشد
ہر چہ غیر بحر بینی آں ہمہ باشد سراب

غیرتِ ذاتی او خود نام غیریت ربود
سوخت نورنجم و مہ از روز نور آفتاب

نور مہ اندر حقیقت نورخورشیدست وبس
مہر تاباں جلوہ گر شد درلباسِ ماہتاب

ہستیِ تو نقش وہم تست در لوحِ خیال
آنچنانکہ نائماں بینند عالمہا بخواب

در شہود خویشتن پنہاں شدہ مانند خور
شعشۂ نورِ رخش شدروئے خویش را نقاب

تابشِ نورِ رخش مارا حجابِ دیدہ شد
درردائے نورِ خود پنہاں شدہ خودآفتاب

او چو جانست و جہاں ظاہراز و مانند جسم
جسم راباشدز جاں جملہ سکونِ اضطراب

از کمالِ خویش ظاہر در جمالِ خود نہاں
ہمچو جاں پیدا و پنہاں ہمچو بو اندر گلاب

روئے خود پوشیدہ دارد در ظہورِ خویشتن
در لباسِ برف و ژالہ گشت پنہاں شکلِ آب

کن تجلی بردلم اے شعشۂ نورِ یقیں
اے سہیلِ معرفت از مشرقِ جاں خوش بتاب

ہر جمال اندر جہاں آئینۂ حسنِ دلیست
ہست ہر عشقی ز آتشہائی او در التہاب

گوہرِ تابانست ذاتش ہستی عالم صدف
فکر کن پنہاں شدہ اندر صدف دُرِّ خوش آب

در حقیقت گر چہ بیرنگی ست اصلِ رنگہا
ہست بیرنگی چو خمر و رنگہا ہمچوں خلاب

این جہان و صورتش شکلِ خیالِ خویش داں
ہر چہ می بینی ازیں عالم بود مانند خواب

در حقیقت نیستی ہستی ست و ہستی نیستی
زیں عدم اصلِ وجود است و وجود آمد سراب

اصلِ جملہ صوتہا میداں کہ صوتِ سرمدیست
زیں دلِ عشاق را جنبش دہد بانگِ رباب

منکرِ عشق ارچہ طعنہ میزند بر عاشقاں
کے گذارد سیرِ خود در ماہ از بانگ گلاب

زہدِ خشک زاہدان خود دفترِ بی معنی ست
عاشقان را درسِ عشق و سینۂ ایشاں کتاب

عشق ہست آتش خیالِ غیرِ دلبر را بسوخت
آنچنانکہ میشود رجمِ شیاطیں از شہاب

ہستی وہمی حجابِ روئے جاناں بودہ است
چون ننالد جانِ عاشق اندریں بُعد و عذاب

قطرۂ ہستی خودرا محو کن در بحرِ دوست
تا شود ایں قطرۂ بے مایہ ات دُرِّ خوش آب

بستہ ام چنداں خیالِ گلرخی در جانِ خویش
کز دلِ شوریدہ ام آید ہمیں بوئے گلاب

چونکہ جاناں را بجانِ عاشقاں قربِ قویست
پس چرا دارند ایشاں ہائے و ہوئے و پیچ و تاب

بوالعجب کاری کہ جستم دور و او نزدیک بود
چونکہ آمد پیشِ من آں ماہ زور فتم بخواب

بیشک از چاہِ گماں بیروں جہد جانِ عزیز
گر دلت را از یقین حبل المتیں شد دستیاب

آں پریرو چوں تجلی کرد بر شانِ یقیں
کردہ بحرِ عاشقاں از قربِ خود ضد فتحِ باب

محوِ حسنِ یار را تقلیب کے تلویں دہد
صاحبِ تمکیں ہمیشہ برترست از انقلاب

بیدلی بر حسنِ جاناں کرد جانِ خود نثار
بس بود ایں از برائے عاشقاں حسن المآب

اے دل ارتو عاشقی بر پائے جاناں جاں ندہ
بر سرت شمشیر گر رانند ز کشتن رومتاب

کی بروں زیں آب وگل آئی تو بے امداد عشق
کیں طبیعت بہر پائے رہرواں آمد خلاب

رجس طبع از شاہد معنی ترا دور افگند
اے دل اول باید از حکم طبیعت اجتناب

نیست عاشق آنکہ او مشغول شد با غیر دوست
گر تو مرد طالبی از صحبتش کن اجتناب

میکند عاشق تمامی وقت خود را صرف یار
آنکہ شد مشغول غیر دوست باشد ردِ باب

باش دائم احمدا مستغرقِ بحر شہود
غول رہ داں آنکہ جانت را بود او حق حجاب

غزل

دیدنِ آں یار جانم آرزوست
جلوۂ زاں دلستانم آرزوست

شوخیٔ نازِ بتانم آرزو ست
آفت ایمان و جانم آرزوست

جاں فدائے آں نگاہِ مست یار
غمزۂ زاں دلستانم آرزوست

خرقہ رہنِ بادۂ ومست وخراب
در خراباتِ مغانم آرزو ست

سوختم از تف ہجرِ گلرخاں
سایۂ سرورِوانم آرزو ست

تا کیے ایں نالہائے در دمن
یکدمے آرام جانم آرزوست

اے لبش آبِ حیات جانِ من
یک تبسم زاں دہانم آرزوست

زاہدا ایں زہد و تقویٰ مر ترا
جلوۂ حسنِ بتانم آرزو ست

عقلم از عشقش شود زیر و زبر
شوخیٔ فتنہ نشانم آرزو ست

احمدا خاکِ دہِ میخانہ ایم
ہمتِ پیر مغانم آرزو ست

غزل

شور افگندن بعالم چونکہ خود منظور بود
جلوہ کرد آں حسن را کز چشمہا مستور بود

آں پری از دیدۂ خود خویشتن مستور بود
لیکہ میل دیدن حسن خودش منظور بود

عشق را آئینہ کرد و خویش را در وی پدید
شد عیاں ہر انچہ اندر پردہا مستور بود

چوں نظر کردہ درونِ آئینہ خود را بدید
زانکہ آواز عکس حسن آں پری معمور بود

دید خود را در نہادش شورشی پیدا شدہ
کز فغاں و آہِ او جملہ جہاں پُر شور بود

عاشقانِ بیدلاں را از تجلی جمال
عقل و روح و جان و دلہا سوختہ چوں طور بود

آہ از تیر نگاہش بسکہ دلہا خوں شدہ
غمزہ اش از بہر زخمِ جان ما ساطور بود

ہر کہ دیدہ چشمِ مستش در زماں بیخود شدہ
خمر عشقش تند تر از بادۂ انگور بود

پیر عقل از بزم او خرقہ سلامت کے برَد
کہ ز فرطِ بیخودی از ہر طرف محصور بود

در مرضہای محبت زیر کی کارے نکرد
زانکہ افلاطونِ دانش خود دراں رنجور بود

آہ زان یاری کہ یوسف پرتو حسن لبست
بے جمالش دیدۂ یعقوب جاں بے نور بود

از تماشائے جمالش پُر طرب عالم شدہ
جان و روحِ عاشقانش پر نشاط و سور بود

دوش اندر بزم آں سلطانِ خوباں ہر حریف
از نگاہِ مست ساقی بیخود و مخمور بود

آسماں در رقص آمد ویں زمیں بیخود شدہ
عقل و روح و جان و دل جملہ ازو مسرور بود

خُم جانِ عاشقاں از بادۂ اسرار حق
دوش اندر جوش ہمچوں سینۂ منصور بود

ہر دلِ مردہ ز بانگ او حیات تازہ یافت
نالۂ بے مطرباں ارواح را چوں صور بود

تابش خورشید رویش ظلمتِ دلہا ببرد
از وفور جوشِ رحمت ہر گنہ مغفور بود

آتشِ عشقِ رخ او پردہائے غیب سوخت
ظلمت دوری ز جانِ عاشقاں دور بود

اضطرارِ دل نقاب از روئے جاناں بر کشود
گشت پیدا انچہ اندر پردہا مستور بود

سینۂ عشاق او از عکس خورشید جمال
ہمچو آئینہ ز فرطِ بیخودی معمور بود

محو حسنش از نظر بر خویش و بر غیری نماند
بیخودیِ عشق گویا یک شبِ دیجور بود

از نگاہ مست باقی و سرودِ مطرباں
ہر یکے در بزم جاناں بیخود و مخمور بود

گر خراباتی شدم زاہد بمن طعنہ مزن
کز ازل روحم بکارِ عاشقی مامور بود

بیدلی و ننگ و رسوائی و بدنامی تمام
عاشقاں را از قضا و از قدر منشور بود

آفتاب معرفت بر عقل و بر دلہا بتافت | آنکہ نادیدہ جمالش چشم جانش کور بود
چاشنی دردِ عشقش جان زاہد چوں نداشت | گر زند طعنہ بحالِ عاشقاں معذور بود
واعظِ مجلس کہ جانش حرف بیمعنی بود | بے خبر برجبہ و دستار خود مغرور بود
مدعی از طیلسان و شملہ تن آراستہ | لیکہ جانش بے قبائ سِرّ یزداں عور بود
از جمالش کاں حیاتِ جانست منعم می کند | پند ناصح دردِ ماغم نالہٴ ناقور بود
ہر کہ در آمد بکوئ عشق زو بیروں نرفت | جان عشاقش بہ کنج بیخودی محصور بود
بیدلانِ عشق را خاکِ درش خلدِ بریں ست | کوئ جاناں عاشقاں را کوشکِ فغفور بود
ہر کہ در راہ محبت جان خود را باختہ | غیرتِ عشاق و رشکِ شبلی و منصور بود
ہر کہ را آں ماہر و در کار عشق خویش داشت | بالیقیں از سوئ جاناں جان او ماجور بود
یادِ یارِ مہربانم راحت جانِ من است | با خیال غیر او دل خانہٴ زنبور بود
گر فدا کردم بپایش جاں عجب از وی مدار | زانکہ از احسانِ ساقی جانِ ما مشکور بود
با مریضانِ غمش حسنش مسیحائی نکرد | عقل و روح و جان بہ عشقش ہر یکے رنجور بود
چونکہ صبح وصلِ جاناں سوئے جان من نتافت | بے جمالش روز ہجرم چوں شب دیجور بود
یاد ر آید ای حریفاں از من حسرت زدہ | وائ بر جانی کہ او از بزم جاناں دور بود

احمدا گر عاشقی از تیغ جاناں سر متاب
کشتنِ عشاق اندر کوئ او دستور بود

غزل

جان شوریدہ سراں شیفتہ روئے تو بود | دل دیوانہٴ مابستہٴ گیسوئے تو بود
جاں گرفتار کمند خم گیسوئے تو بود | پائ بندِ دلِ من سلسلہ موئے تو بود
آنکہ زد زخم بدل تیغ دو ابروئے تو بود | وانکہ شد دامِ دلم حلقہٴ گیسوئے تو بود
دردلم نالہ چو بلبل زگلِ روئے تو بود | مستیٴ و شور جنونم ہمہ از بوئے تو بود
چوں کتاں چاک دلم از قمر روئے تو بود | زخم چوں شانہ بجانم زغمِ موئے تو بود

مستیِ جان من از نکہت گیسوئے تو بود   بند مجنون دلم سلسلۂ موئے تو بود
قتل عشاق تو از تیغ دوابروئے تو بود   غارت دین و دلم نرگسِ جادوئے تو بود
چونکہ زنجیر دلم حلقۂ گیسوئے تو بود   دل دیوانہ فتادہ بسر کوئے تو بود
دیدہ را از سر حسرت نظری سوئے تو بود   جان خود سادہ شدہ آئینہ روئے تو بود
ابروَت کعبۂ ایماں جہانست ازاں   از ہمہ سو دل عشاق کشاں سوئے تو بود
مجرم شیخ مقیم ست و برہمن در دیر   معتکف جان حزینم بسر کوئے تو بود
گردنِ ہر دوجہاں بستہ تار زلفت   دل عشاقِ تو آویختۂ موئے تو بود
نکہتِ کاکلِ مشکیں تو آورد صبا روئے   دل من مست وزخود رفتہ ازاں بوئے تو بود
تو قبلۂ من کعبۂ جانم کویت   سجدہ گاہِ منِ بیدل خم ابروئے تو بود
خرمن جان من از برق جمالِ تو بسوخت   نظرم خیرہ زخورشید دلش روئے تو بود
دل و دیں بردہ زمن بیخود و دیوانہ شدم   کمترینِ شوخی آں غمزۂ جادوئے تو بود
چوں پری در دلِ ما خانۂ خود ساختہ   ہائے وہوئے لب ما غلغلۂ وہوئے تو بود
سالہا رفت کہ تا ایں دلِ مشتاق مرا   آرزوئے نظرے بر رخِ نیکوئے تو بود
تفرقہ از دل عشاق تو مہر تو ربود   ہمچو کعبہ ہمہ کس را رخِ جاں سوئے تو بود
نیست گشتم چو تو در سینۂ من گنجیدی   ہرزہ گردئے دلم جملہ تگاپوئے تو بود
ساقیا جام میم وادئے و مستم کردی   کہ رہائی زخودی باعثِ نیروئے تو بود
ہر کسے کامدہ از چاہ طبیعت بیروں   دانم ای عشق کہ آں قوت بازوئے تو بود
ہر چہ آید بدلم موج زبحر تو بود   راہ پنہاں بجم جان من از جوئے تو بود
خاک گشتم بامیدیکہ بپایت برسم   دردل من ہوسِ بوسۂ زانوئے تو بود
جنبشِ شاخ زخود نیست مگر از بادست   رقص عشاق تو ہم از طرب وطوئے تو بود
بہ ہوائے تو دل از نقش دگر سادہ شد   ایں ہمہ جود تو بود و ہمہ جلدوئے تو بود
عشق سودائے تو بے تنگِ دلم را کردہ   عاشق روئے تو رسوائی سر کوئے تو بود

ای بعشق تو دو چیز آفت جانم گشتہ — آں یکے روئ تو بود دگرے خوئے تو بود

گرچہ پوشیدہ شوی لیکہ تو فاشی درِ خلق — ہمچو خورشیدِ عیان روشنی روئے تو

غزل

عشقِ تو در دلِ من پرتوۂ روئے تو بود — طربِ روحِ من و مستیم از بوئے تو بود

ساکنانِ حرم و دیر و کلیساؤ کنشت — ہمہ را سجدۂ جان درخم ابروئے تو بود

بہ عیان و بہ نہان و بہ حقیقت بہ مجاز — روئ مخلوق دو عالم طرفِ روئے تو بود

بندۂ زلف و رخت کافر و مومن ہر دو — برتر از دیر و کلیسا و حرم کوئے تو بود

بحر ذخار جمالت دلِ عاشق چو حباب — عشقِ موجِ تو بود اشک زخون جوئے تو بود

ظاہر و باطن مارا شدہ چونکہ محیط — رو بہر سو کہ نہادیم ہماں سوئے تو بود

چونکہ در انفس و آفاق ز تو آیات ست — پس بہر سو کہ بدیدم رخِ نیکوئے تو بود

از عدم تا بوجود و ز قدم تا بہ حدوث — عکس حسن تو بود پرتوے روئے تو بود

گشتۂ جان و دلش از کفر و ز ایماں فارغ — ہر کہ وارفتۂ وشوریدہ سر از بوئے تو بود

دیدۂ احمد بدل نہ تماشائے جمال — ہمچو آئینہ پُر از پرتوے روئے تو بود

جانِ ما عدم صرف توئ محض وجود — ہستیم ہمچو حبابی بسر جوئے تو بود

بے نشاں گشت ہر آنکس کہ نشاں جست ز تو — بہر گم گشتنِ عشاق عدم کوئے تو بود

نالۂ عاشقِ فانی کہ پر از ہستی تست — دانم اے ماہ کہ چوں فاختہ کوکوئے تو بود

ساقیا مست شدم چونکہ بدیدم در جام — کاندرو عکس جمال رخِ نیکوئے تو بود

گر جنوں حملہ کند از سرِ کویت نہ روم — از پے بند دلم سلسلۂ موئے تو بود

نالہائیست مرا ہر سحری از غم تو — شیفتۂ بلبلِ جانم بہ گل روئے تو بود

تا ابد زندہ نہ گردد ز دم روح اللہ — ہر کہ او گشتۂ جاں تیغ دو ابروئے تو بود

عاشقِ سوختہ جاں را چہ کلیسا چہ حرم — ہر کجا روئے نہد شیفتۂ روئے تو بود

ایں دلِ شیفتہ از ننگ و زناموس رہید　　مست از عشق تو رسوائی سرِ کوئے تو بود

وحشی عشق تو باغیر نگیرد آرام　　لامکاں جائے خرام ورم آہوئے تو بود

خوش رسیدی ببر دست تو ای طائر عشق　　مہر آں ماہِ لقا بال تو بازوئے تو بود

کشتنِ عاشق و غارت گریٔ دین و دل　　خصلتِ طبعِ دل آزار و جفا جوئے تو بود

طمع دارد دل احمدؔ نظرے لطف ز تو

زانکہ مداح تو ای شاہ وثنا گوئے تو بود



قصیده در بیان خمخانهٔ عشق و مراتب جوش بادهٔ او

دل بردہ زمن بتِ ستمگار | شیریں سخنی و شوخ و عیّار
زاں حسن و جمال رفتم از خویش | نے ہوش بہ سر نہ ماند دستار
در سینہ زعشق آتش افروخت | دل ہمچو خلیل گشت درنار
یک بار مرا از من ربودہ | جز آہ نہ ماند در دلِ زار
صد تیر زدہ زغمزہ در جاں | زاں زخم سناں شدہ دل افگار
در چشم ہزار فتنہ دارد | زاں برلبِ خلق ہست زنہار
از حسن شدہ محیط جانہا | وز زلف بکردہ دل گرفتار
جاں کردہ بسان روح در دل | گرویدہ بچشم نورابصار
چوں سوز نہالست زیر آہم | پید است ز رنگ زرد رخسار
چوں مہر کہ دیدہ اش نہ بیند | پوشیدہ شدہ در عینِ اظہار
در تابشِ خود نہاں چو خورشید | کر دید ردائے رویش انوار
خود شدّتِ قرب بعد گشتہ | دردیدن جانست دیدہ را عار
در جسم چو جاں زچشم پنہاں | دردیدہ بسان نورابصار
در عشق نہاں چو سوزِ عاشق | در حسن نہاں چو رنگِ گلنار
در نالۂ بلبلاں فغاں زد | گشتہ بہ چمن بہار گلزار
در شمع زحسن چہرہ افروخت | پروانہ ازو ست در دمِ نار
پنہاں شدہ زیر آہِ عشاق | از بہر بتان ست رنگِ رخسار
در صحنِ چمن برنگِ گل بود | افغاں بدرونِ بلبل زار
گلگونۂ حسن یوسف آمد | یعقوب بدیدہ دیدش انوار

شد رونقِ حسن روئے لیلیٰ گردید بقیس نالۂ زار

چون روح حیات جسم وجاں ہاست آرائش رنگِ روی و رخسار

بنگر بہ عیاں شہود شاہد پیداست ہرانچہ بود اسرار

غزل

بود آں بت مست نازو طرار از بادۂ حسنِ خویش سرشار

گونرگسِ او بخواب نار است صد فتنہ بخلق از وست بیدار

آں مایۂ حسن و ناز و خوبی وان راحتِ عاشقانِ بیمار

در حجلۂ ناز خویش خفتہ جبریل نداشت اندراں بار

آمیختۂ حسن و عشق باہم واں نازو نیاز غرق اسرار

چوں غنچہ درونِ خویش پنہاں فارغ ز نوائے بلبل زار

خود ناظرِ خویش منظور آئینۂ خویش و خویش دیدار

خبر ہستیِ مطلقش و گرنہ برتر ز تجلیات استار

آنجا عدم و وجود یکساں آمیختہ بود نور با نار

آں اصل وجود و ہستی محض واں معدن علم و عقل و انوار

دلہا ز خدنگِ غمزہ مجروح جانہا بکمند او گرفتار

از ناز خراب کردہ جانہا دلہا شدہ پائمالِ رفتار

احمدؔ بہ بیان وشرح حسنش
لال ست زبانِ قال وگفتار

دربیان خمخانہ عشق کہ مجہول النعت است و مسمیٰ بحضرت احدیت الجمع

زاں بادۂ تند داد ساقی تا ہوش برفت و نیز دستار

آنجانہ اشارتے نہ رمزے جز حیرت و محو بسے دگر کار

از خویش خبر نہ از دگر کس — نے مست بخود نہ بود ہوشیار
برتر ز عدم وجود محض ست — فارغ ز مقال و بحث وتکرار
برتر زخیال ووہم فکر ست — کے درک عقول را دراں بار
زاں بحرعدم چوموج برخاست — بیروں شدہ عشق زو بہ یکبار
آں جوشش عشق بود درو ے — چوں بادہ درونِ ختم خمار
ایں عشق کہ بود گنج مخفی — زدجوش بخود چو بحر یکبار
چوں بحر ہزار موج برخاست — زاں قلزم بے کنارو ذخّار
بر شکل حباب و موج و قطرہ — اشکال ازو نجاست بسیار
در ذات حباب گر بہ بینی — آبے ست گرفت شکل یکبار
از روئے تشخص ست فانی — باقیست بذات بحرِ ذخار
بیصور تش گرفت صورت — بیرنگ برنگ کردہ اظہار
از حسن خراب کردہ جانہا — دل بردہ ز رنگ رو و رخسار
از آتشِ عشق سوخت جانہا — دل کردہ بزلفِ خود گرفتار
تنہا بہ غمش نہ من خوابم — صد ہمچو منی بہ عشق او خوار
از برق جمالِ آں پری رو — آہے ست مرا بہ لب شرر بار
زاں نرگسِ مست جان ست مخمور — دل جوش زند چوخم خمار

غزل

محویم بہ حسن آئینہ دار — حیران جمال روئے دلدار
دل دیدہ تجلی جمالش — چوں آئینہ محو شد بدیدار
آئینہ جان عاشقانش — پرشد ز جمالِ مہرِ دلدار
از شدت تاب مہر رویش — گم گشتہ چونجم عاشقِ زار
جاں محو شدہ بہ حسنِ جاناں — دل گشتہ فدائے روئے دلدار

جز مہر رخش وگرنہ ماندہ — چیزے بخیال عاشق زار
اے مایۂ حسن و ناز و خوبی — از روئے چو مہر پردہ بردار
یک جلوہ بکن وگر بچشم — تا جاں بکنیم بر تو ایثار
بنمارخِ خویش و ہوش من بر — کن از مئی عشق مست و سرشار
اول نقشے کہ عشق بنوشت — جانہا ہمہ شد رہین خمار
احمدؐ کہ اسیر زلف یاریم — افتادہ مرا بآں پری کار

جوش اول خم عشق مسمیٰ بحضرت جمیع وحدت

چوں بادۂ ناب داد ساقی — افزود شاہدہ و دیدار
زد بادۂ عشق جوش اول — تا کرد بخویش جنبش اسرار
واں معدنِ علم و عقل اول — واں اصل واصولِ روح وانوار
علم ست درو بعین اجمال — تفصیل نداشت اندراں بار
خود عین تجلی و تعین ست — ہم عین مشاہدہ نہ استار
ہم اصل جمال و ہر جلال ست — ہم مبدأ ہر صفات و آثار
برتر زگمان تعین حرف ست — آنجا نبود حجاب را بار
آں معدنِ علم و عقل محض ست — آں عین حیات و عین ابصار
اے ساقیٔ جاں بیار بادہ — تا باز شویم مست و سرشار
دل رقص کند ز عشق و مستی — تا چرخ زند چو چرخ دوار
ما مست و خراب جامِ عشقیم — در میکدہ ام گرو ست دستار
از خرقۂ و زہد توبہ کردیم — تسبیح گذاشتیم و زنار
رسوا شدہ ایم ما بہ عشقش — در کوچہ و برزن و ببازار
یابم شبکی چو یار و ساقی — دانم کہ مرا ست بخت بیدار

خاکِ درِ پیر میکده را | چترم بکند بحشر وادار
از بادهٔ عشق هر که شد مست | تا حشر دلش نگشت هشیار
اے عشق دلیل وصل من باش | از روئے حبیب پرده بردار
آئینه حسن یار مائی | جلوه گه روئے خوب دلدار
اے عشق هزار نام داری | هر اسم ترا هزار اسرار
وصفے که کنم ازاں بروئی | هم مظهر و مظهرے و اظهار
اے مبدأ واے معاد جانها | دلها بکمند تو گرفتار
اے مخزنِ هر سرور و هر غم | وے اصل وجود نور وهم نار
یک ذات وصفات بے نهایت | کج رائے وفضول کرد انکار
یک غم بخواندش یکے خال | یک آدم و اسم اوست بسیار
نوریست بذاتِ خویش سازج | شد مبدأ و اصل جمله انوار
آبی ست دراصل صاف وساده | زو ژاله وبرف دارد آثار
هر جزو به کل شده است راجع | زیں واله دل ست سوئے دلدار

غزل

ماسوختهٔ محبتِ یار | شیدائے جمالِ روئے دلدار
از هستی خود خبر نداریم | محویم بحسن روے آں یار
دیوانه شدیم در هوایش | افتاد مرا باآں پری کار
جانم بر بود حسن جاناں | دل برده زمن جمالِ دلدار
در گلشن حسن مثل بلبل | داریم ز عشق نالهٔ زار
زد برق جمال آتشِ عشق | تا خرمنِ جاں بسوخت یکبار
پامال ز نار کرد جانها | وانگاه زخون ماست انکار
از عشق تو بوده ام در آتش | چوں گبر که دائماست درنار

عشق آمد و رفت عقل و ہوشم — در کوئے بتاں فتادہ ام خوار
از عشقِ تو گل قبا دریدہ — بلبل بہ فغاں و نالۂ زار
چوں زندۂ احمدؐا تو بے روح — بردہ دلِ تو بتانِ طرّار

جوش ثانی بادۂ عشق مسمٰے بحضرت واحدیت

ساقی ز شراب ناب افزود — خود مستی و ذوق شوق و اسرار
زد بادۂ عشق جوشِ ثانی — در ملک تجلیات و انوار
اعیان بدرون علم جایافت — ہر سرِّ نہاں گرفت اظہار
تفصیل گرفت جملہ اجمال — ظاہر شدہ انچہ بود استار
خود جملہ صفات کردہ جنبش — از سمع و ارادت وہم ابصار
ظَهَرَتْ بِهٖ اُمَّهَاتُ سَبْعُ — زو جملہ صفات کردہ اظہار
اسماء و صفات در تجلّی — جبار و ودود و نیز قہار
اینجا ست مقام انس و ہیبت — ہم معدنِ مہر و قہر و انوار
ساقی قدحی بدہ دگربار — تا افگنم از سر وردستار
یک جرعہ بکام جان من ریز — وزبادہ شکن خمار پندار
در جام بزیر خون شیشہ — ساقی پئے عاشقانِ خونخوار
جاں مست بکن ز جامِ توحید — وز شرک خفی دلم بروں آر
تا محو شویم ما بہ عشقش — از سینہ خیال غیر بردار
تاباز رہم من از من و تو — زیں ہستئ وہمیم بروں آر
خبر تو دگرے بہ چشم ناید — از دیدہ خیال غیر بردار
تو باشی وغیر تو نباشد — دلدار شود مشو دل آزار
زاں برقِ جمال سوخت جانم — داریم چو ابر چشم خونبار
سیلاب زخوں روانست از چشم — دل موج زند چو بحر ذخّار

شد گیسوی او کمند جانہا — دامی ست درست و دل گرفتار
از آتشِ عشق جانِ من سوخت — گو آبِ زلالِ وصلِ آں یار
قرباں بکنیم جاں بدعوت — مہمانِ دل ست عشق دلدار
او آں من ست و آن اویم — ما کالۂ عشق او خریدار
مرأت جمال و حسنِ یاریم — ما آئینہ او مرا خریدار

غزل

اے یار بیا سوئے من زار — بے روئے تو جان ماست بیمار
شد آب جگر زدردِ عشقت — دل خون شدہ است و دیدہ خونبار
در عشق تو گشتہ ایم رسوا — وزمہر تو خستہ ایم وہم خوار
افسوس فتادہ جانِ مسکیں — در دست ستمگر جفاکار
زخمی ست بدل زتیرِ غمزہ — جاں درخم زلف او گرفتار
محویم بحسن روئے جاناں — رستیم ز قیل و قال و گفتار
ہستیم بہ عشقِ یار بیخود — رستیم زکسب و از ہمہ کار
گشتیم شکارترک خوباں — ہستیم اسیرِ زلف خمدار
ما مست وخرابِ جام عشقیم — چشم ساقی مرا ست خمار
از آتشِ عشق جانست سوزان — وز دردِ دل ست دیدہ خونبار
احمؔد اثری ست عشقِ اورا — تاگم شدہ ایم ما باسرار

جوشِ ثالث بادۂ عشق مسمّٰی بہ حضرت ارتسام

ساقی قدمے دگر مدد کن — افروختہ ارتسام رخسار
زد بادۂ عشق جوش ثالث — گشتہ چو حباب چرخ دوار
ظاہر شدہ ایں قلوب و ارواح — پوشیدہ بخود لباس انوار

افعال بذات اوست پیدا — آمد بظهور از وهمه کار

ناظر بجمالِ لوحِ محفوظ — شائستهٔ ذوق و شوق و انوار

هم صاحب کشف ووحی والهام — آگاه نفث راح و اسرار

افعال تمام از و بخیزد — هر فعل بذات او در اظهار

عکسِ خط تست نقطهٔ جاں — گردیم بگرد خود چو پرکار

جز جانِ خراب در نگنجی — دیار توئی و دل ترا دار

گفتار که بغیر دل نگنجم — بنگر که دل ست جائے دلدار

صد حرف کنی و کم نگردد — دانم که دل ست بحر زخار

از سینه هزار شکل خیزد — گهه رنگ گل آید و گهے خار

صد موج زسینه سربر آرد — هر موج ویست دُرِّ شهوار

از معدنِ دل هزار الفاظ — بیروں بنهاده سرور اظهار

آمد به بروں ز بحر بیرنگ — اشکال هزار رنگ بسیار

در خویش نگشته بیش ونے کم — دل قلزم و هست بحر زخار

ناید بخیال وسعت دل — تاچیست دل و چه دارد اسرار

تو جانی و جانِ ماست جایت — جان و دلِ ماترا بود دار

آں بادهٔ ناب ساقیا ریز — در جامِ دلم برنگ گلنار

تا مست شویم و فارغ از غم — در میکده رهن ساز دستار

ای عشق بیاو دست من گیر — بازم برساں بکوئے دلدار

جاں مست بکن زبادهٔ خویش — بازم برهاں زننگ و ازعار

زاندیشه ننگ دل شود پاک — در خرقه و زهد آیدم عار

ای عشق اگر به هستیِ من — آتش بزنی منم سزاوار

از هر چه جز اوست نیست گرداں — غیر آں بتِ ماه رو نه بگذار

بے عشق تو خانہ بے چراغ ست | بے مہر بدیدہ نیست انوار
بے مہر تو طالع واژگون ست | بے عشق تو بخت نیست بیدار
بے مہر دل ست سنگ خارا | یا ہیزم خشک قابلِ نار
از عشق ہر آنکہ بو نبردہ | خود مردہ دل ست یا کہ بیمار
خود طالب جاہ و ننگ و ناموس | چوں زاغ نشستہ گرد مردار
ایں بندۂ دوزخ و بہشتند | عاشق نہ طلب کند بجز یار
در خرقۂ تونہا نست زاہد | خود بینی تو بجائے زنّار
دانی دل خویش گر تو واصل | صوفی بدماغ تست پندار
از ہستی تو چوذرہ باقیست | میداں بہ یقیں کہ ہست زنار
گر علم دوکون جمع آری | غالب آئی بہ بحث و تکرار
چوں سرِّ تو شد بحق نہ ساکن | باشد ہمہ قیل و قال و گفتار
ای دل مددے طلب زساقی | کز ہمّتِ او بر آیدت کار
اے پیک بیار مژدۂ وصل | تاجان بکنیم برتوایثار
ایں مردہ تنم بر و بجاناں | کو مردِ خدا ست نیک کردار
مردیم در آرزوئے رویت | یکبار زرخ نقاب بردار
باز آو مرا بدست خود کش | تاسر بہ نہیم زیر تلوار
چشمے کہ زعشق خون بگرید | از جنت دوست ہست انہار
چوں خاک بہ ناز عشق گشتیم | روئید بجاں ہزار گلنار
خوں ریخت ہزار مثل حلاّج | عشق است بذات خویش خونخوار

غزل

مائیم ز درد عشق بیمار | وز سوختگان مہر دلدار
آلودہ بخوں دو چشم داریم | زخمی ست بدل ز غمزۂ یار

افتادہ بکوئے یار بسمل
از دردِ مجتیم بیمار

سودا زدۂ جنون عشقیم
رسوا شدہ بکوئے دلدار

داریم ز درد چشم پُر خوں
کاریست مرا بعشق خونخوار

دیوانۂ حسن آں پریرو
شوریدہ سریم و خستہ و خوار

جاں گشتہ اسیر دامِ جاناں
زنجیر دل ست زلفِ دلدار

آہے ست بہ لب دو چشم پر اشک
از عشق شدیم بیدل و زار

بے روئے تو نیست چشم روشن
بے عشق تو نیست بخت بیدار

احمد زجمالِ آں پریرو
دیوانہ شدیم بیخود و زار

جوش رابع بادۂ عشق مسمےٰ بحضرت مثال

ساقی قدحے شراب دردہ
دیدیم بجام عکس رخسار

زوبادۂ عشق جوش رابع
تاشکل خیال بست دستار

رو کردہ ز غیب در شہادت
پوشید ہرانچہ بود اسرار

صورت بگرفت نور بیرنگ
ارواح در آمدہ در انظار

تنزیہہ نہاں شدہ بہ تشبیہہ
جسم آمدہ بہر روح ستار

تقید ببردہ رنگِ اطلاق
آئینہ برفت زیر زنجار

ظاہر شدہ خلق وحق نہاں شد
پنہاں شدہ گنج زیر دیوار

آں نور لطیف شد مشکل
ہر شکل خیال و وحیِ جبار

تادیدۂ باطنش بہ بیند
آمد بہ بصیرت و درانظار

اسرار قلوب کردہ ظاہر
آوردہ بجسم وحی و اسرار

اسرار نہاں از وست افشا
زو غیب بنہ گرفتہ اظہار

آرندۂ غیب در شہادت
اظہار کنندۂ ہر اسرار

آں جسم لطیف بے تجری | پوشیدہ بخود لباس انوار
از عالم روح سوئے اجساد | آرد خبرے بحسن اطوار
از سرِ نہاں و غیب ملکوت | وز وحیِ خدا و دیگر اسرار
از ہر چہ بہ قلب آید اورا | آرد سوئے جسم و سوئے گفتار
یکرخ سوے قلب و یک بجسم ست | برزخ بمیان خاک و انوار
رازے کہ نہان بغیب بودہ | از ذات وے آمدہ در اظہار
از بادہ سرور بخش ساقی | وز سر کسلِ خمار بردار
اے مہر سپہر عشق بازی | ہستیِ مرا چو سایہ بردار
ماغیر ترا عدم شماریم | مارا بوجودِ تست اقرار
مادیدہ بروئے تو کشادیم | از غیر تو جانِ ماست بیزار
خیر ہستیِ اودگر عدم داں | ہستی تو بیگمان ست پندار
زاہد تبو وعدہ است فردا | امروز مرا ست نقد دیدار
از بہر تو عشق دشت پُرخار | بہر دل ماست ہمچو گلزار
ایں عشق کہ درس بیزبانی ست | در مدرسہ اش بہ بحث و تکرار
اے دل تو اگر مریضِ عشقے | روح القدس آیدت بہ تیمار
سلطانی ہردوکون دارد | عاشق کہ بادست یار ہموار
جانے کہ بیار ہست مشغول | باشد ز خیال غیر بیزار
یک لحظہ زیادنیست غافل | دیوانہ بکار خویش ہشیار
خفتد بدوچشم و دل نہ خسپد | دایم دل عاشق ست بیدار

غزل

داریم بہ عشق آں دل آزار | صد آہ و دو چشم تر دل زار
مجروح خدنگ چشم شوخیم | ہستیم اسیر زلف خمدار
دیدیم بہ جام عکس ساقی | مستیم ازاں شراب دیدار

عشق دل من شکست زنّار

دیدم رخِ تو شدم مسلماں　　دیدیم رخت شدیم دیندار •

آں روئے چومہر مصحفِ ماست　　دل سجدہ کند حضور دلدار

در حضرتِ یار جانست حاضر　　گشتیم بعشق دلبراں خوار

رفتیم بُروں زننگ و ناموس　　از بہر بُتاں شدیم زوّار

رندیم و خراب در خرابات　　خود کعبۂ ماست کوئے دلدار

ابروئے بتانست سجدہ گاہم　　چشم ساقی مرا ست خمار

عشق بتِ ماہر وست خرم　　ہستیم خرابِ عشقِ دلدار

مستیم ز چشم مستِ ساقی　　بستند ہزار دل بیک تار

گردید کمندِ جاں خمِ زلف

احمدؔ ترسم ز راز دلبر

گر فاشِ کنم کشند بردار

جوشِ خامس بادۂ عشق مسمےٰ بحضرت شہادت

ساقی قدحے زیادہ بردار　　مست آمدہ سوئے بزمِ دلدار

زد بادۂ عشق جوشِ خامس　　تا صورت غیب یافت اظہار

جانے کہ زچشمہا نہاں بود　　چوں جسم بدیدہ شد بدیدار

از غیب چو اسپ را رواں کرد　　در ملکِ شہادت آمد آں یار

گردید بشان و شکل اجساد　　پوشیدہ لباسِ جسم اسرار

آمد بظہور سہ موالید　　حیوان و نبات و نیز احجار

شد جوہر قلب جسم محسوس　　صورت بگرفت سرّ و انوار

چوں برف و چوژالہ شکل بگرفت　　آں آب لطیف مثل احجار

ہر شے بکمال خویش نادر　　بروحدتِ ذات او بگفتار

آں چیز کہ از نظر نہاں بود　　روکردہ زغیب سوئے اظہار

پوشیدہ لباسِ جسم اعیان　　ظاہر شدہ انچہ بود اسرار

تکمیل گرفت در شہادت — آں حسن و جمالِ روئے دلدار
بے مثل بہ مثل بستہ تمثال — بیرنگ برنگ گشتہ انصار
اطلاق بقید میل کردہ — اسرار گرفتہ شکل اظہار
ارواح گرفت شکل اجساد — عکسے بنمود آئینہ وار
مائیم جو لفظ او ست معنی — مضمونست نہاں بزیرِ اشعار
حق ہستیِ مطلق ست و عالم — موہوم و وجود ماست پندار
دلبردہ ز عاشقاں بہر شاں — ہر شانِ ویست نادر اسرار

غزل

ماسجدہ کنیم دیدہ دیدار — زاہد بکند بسوے دیوار
مائیم خراب عشق آں یار — دلداۂ حسنِ روے دلدار
اے عشق بیاؤ مونسم شو — ہستیم ز عقلِ خویش بیزار
بدمست مرابکن چو منصور — تا سربہ نہیم بر سرِ دار
مطرب بنواز نغمہ امروز — تا رقص کنم چو چرخ دوّار
جانہا ہمہ یک بکن زمستی — تا چرخ زنیم مثل پرکار
بر آتشِ زہدم آب مے ریز — تاخاک شوم بکوئے خمّار
از بادہ غرور توبہ بشکن — بدمست مرا ببر ببازار
عشقم چو قضا آسمانست — پس سوئے بتاں رویم ناچار
قسام ازل نصیبِ ماکرد — رسوا شدنم بکوئے خمار
دانیم شعارِ ورع مانیز — امانشدست بخت ہموار
با بختِ سیہ فتاد کارم — برحسب ورع کنیم چوں کار
ہر چند دلم بکرد فریاد — ایں عشق مرا نداد ز نہار
دل جذب کند جمالِ محبوب — از خود نرویم سوئے دلدار
از ہستیِ خویش احمدا اخیر — وے گفت مرا بگوش آں یار

جوش سادہ بادۂ عشق مسے بحضرت انسان کامل

ساقی ز شراب ناب گلرنگ — درده که به بزم آمد آں یار
زد بادۂ عشق جوش سادش — بگرفت کمال حسن دلدار
دلبر بکمالِ حسن آر است — باناز و اداؤ رنگ رخسار
دل برده ز خلق جملہ عالم — آں حسن جمال روئے دلدار
مجموعۂ جملہ عالم آمد — شد ماند ز جشن تمام اسرار
از روح بود محیط عالم — شد مرکزِ دائرہ چو پرکار
کونین درون او بگنجد — در صورت قطرہ بحر ذخّار
گر دید ازیں خلیفہ اللہ — بر بخت جہاں نشستہ شہوار
خود سجدہ برائے او ملک کرد — از سرِّ خداست ذاتش اسرار
خورشید بشکل ذرہ آمد — تابندہ ز حق دروست انوار
در ارض و سما کہ حق نہ گنجد — گفتا دلِ او مرا بود دار
کونیں بذات اوست قائم — گردید خلیفۂ و سپہدار
ہم عاشقِ خویش و خویش معشوق — مطلوب خودست و خود طلبگار
عالم ہمہ جسم او چو جانست — ذاتش پے چشم ہست ابصار
چوں تن کہ بزیر حکم جان ست — کونین بدام او گرفتار
جز دردل تنگِ مانگنجی — دل نیست مگر ترا دار
ایں کوہ و فلک زمیں بکردہ — از حملِ امانتِ تو انکار
خواندی چو مرا ظلوم جاہل — دشنام خوش ست از لب یار
زنہار نہ عقل امر سازد — کے پشہ تو بار کوہ بردار
از تست عطا ہر عزیمت — گوہر توئی و توئی خریدار

از من عدم و وجود من نیست | از تست تجلیات و استار
بر ہستیٔ ما بکن تجلی | تا محو شویم ما باسرار
تو باشی و غیر تو نباشد | ایں علم بجان خستہ بگمار
یک جلوہ کن و مرا زمن بر | بے پردہ در آحجاب بروار
تو بامنی و منت بجویم | عشق من و تو بود عجب کار
مائیم و یاتوی ندانیم | عقل آمدۂ پیش سرّ تو خوار
آمد حیرت مرا زمن برد | ہستیٔ مرا شکست پندار

احمد حذرے کن از رقیباں
تا ایں بہ سرت کشند بردار

غزل

ای ز دردِ عشق تو بیمار جاں دارم ہنوز | داشتم مہر تو در دل ہمچناں دارم ہنوز
خاک گردیدم زغم لیکن درونِ جانِ خویش | آرزوئی دیدنت اے دلستاں دارم ہنوز
سالہا بگذشت برمن تا کہ بیمارِ ویم | ہمچو بے از در دعشقِ او فغاں دارم ہنوز
من بدل از ترک چشمی خوردہ ام تیر نگاہ | کز جراحتہاش چشم خوں فشاں دارم ہنوز
ہر سحر از دردِ عشقت ای گلِ خندان من | نالہا از سوز جاں چوں بلبلاں دارم ہنوز
عمر من پیری شدہ تا گشتہ ام خاکِ درش | وایٔ جانِ من دلش نامہرباں دارم ہنوز
گر چہ خوردم زخمہا در عشقِ یارِ نازنین | لیکہ میل دیدنِ آں جانِ جاں دارم ہنوز
اینکہ می بینی ز چشمم اشک خونی ای حریف | در جگر از زخمِ تیغِ او نشاں دارم ہنوز
عشقِ خوباں دردلم آخر قضاے آسماں ست | خاک گشتم لیکہ مہر دلبراں دارم ہنوز
خوردہ ام روزی زخمِ بادہ اش یکجرعۂ | زاں بجاں من منّتِ پیر مغاں دارم ہنوز
پیش خورشید رخت مانندِ انجم گم شوم | عمر شد کیں آرزو پنہاں بجاں دارم ہنوز
تن فتادہ برزمین روے و جاں سوے فلک | در مکانم قید و شوقِ لامکاں دارم ہنوز

روزِ اول چوں نظر کردم بخورشید رخش
آتش از عشقِ او در دل نہاں دارم ہنوز

پیشِ ترکِ چشم او نخچیر وش بیجاں شدم
دل ہدف زاں تیرِ غمزہ ہمچناں دارم ہنوز

آنکہ بود آرامِ دل آرامِ جانِ من ربود
در غمِ آں جانِ جاں بیمارِ جاں دارم ہنوز

باش یک شب مونسِ جانِ حزیں اے نازنیں
بیقرار از عشق تو روحِ رواں دارم ہنوز

تافتہ بر جانِ من چوں عکسِ خورشیدِ رخش
از شعاعش پرتوی آئینہ ساں دارم ہنوز

در ہوائے بے نشاں گردیدہ ام من بے نشاں
گشتہ ام گم لیکہ عشق بے نشاں دارم ہنوز

در غمِ تو ہمچو فانی ز آرزو ہا مردہ ام
آرزوئے دیدنِ تو ہمچناں دارم ہنوز

من بہ عشق لالہ رویاں خوں بسی بگریستم
رخ برنگِ زعفراں اشک ارغواں دارم ہنوز

گشتہ عمری تا کہ خود را من شکارش کردہ ام
پیشِ تیغش جاں بزیرِ امتحاں دارم ہنوز

در غمِ عشقِ تو جانم روز و شب گریہ کناں
سیل خوں از چشم خود ہر دم رواں دارم ہنوز

پیشِ خورشیدِ رخش مانند سایہ گم شدم
چوں قمر از نورِ ذاتِ اونشاں دارم ہنوز

در ازل از دست ساقی خوردہ ام یکجرعۂ
در دلِ خود ای حریفاں سکر آں درام ہنوز

خرقہ و سجادہ افگندہ بکوئے مے فروش
اعتکاف خویش در دیرِ مغاں دارم ہنوز

کعبۂ من کوے یار و قبلۂ من روے دوست
سجدہ سوے طاق ابروئے بتاں دارم ہنوز

ترک کردہ زہد و تقویٰ از سرِ مستی و شوق
وقت خوش با ساقیاں و میکشاں دارم ہنوز

بادہ و ساقی زپندِ واعظانم دل گرفت
تنگ جاں از صحبت ایں ناکساں دارم ہنوز

عشق خوباں از منِ مسکیں قرارِ دل ربود
خار در دل در ہوائے گلرخاں دارم ہنوز

دل بہ طرّاری ربودہ از منِ سادہ سلیم
تا صدائے الاماں از جورِ شاں دارم ہنوز

سوخت جان و روح من از برقِ حسن دلبراں
مدتی شد ز آتش او دل طپاں دارم ہنوز

بے جمالِ گلرخاں شد گلشن دل پائمال
از تطاول ہائے غم در جاں خزاں دارم ہنوز

دوش من از ترک چشمی خوردہ ام تیرِ نگاہ
در جگر از غمزہ اش زخمِ سناں دارم ہنوز

آہ ای دل کی بوصلِ آں گل رعنا رسم
زانکہ حایل خار ہستی درمیاں دارم ہنوز

گم گشتہ ہیچکہ خود بحر ذخارست دِل — تاز چشم از موج او سیلی رواں دارم ہنوز

در الم احمدؔ کہ میل شاہد وساقی نہانست

پیر گشتم لیکہ عشق خودجواں دارم ہنوز

غزل

درد دلم بہ بیں زغم دلربا مپرس — رنگ رخم نگر دگراز حالِ ما مپرس

عشق پری رخاں زدلم شرم ریختہ — بے ننگ گشتہ ایم زما ازحیا مپرس

جورو جفائے یار بہ بخسنش گذاشتیم — مابندہ وئیم زما جز وفا مپرس

از حسن آں نگارو جمالش چگوییت — دلہای زار بیں توازاں دلربا مپرس

آرام جان من چودل آرام من ربود — از کشتۂ مسیح ہلااز دوامپرس

ازسرد مہریٔ وگراں غم نمی خورم — بیگانگی کہ کرد خود آں آشنامپرس

آلودۂ بخوں مژہ ام روئے زرد بیں — بنگر بحال زاروز آہ و بکامپرس

میریم مازدرد و دریں عشق سرخوشیم — روخواجہ کارخویش کن از حالِ مامپرس

چشم چوابر وبرق جمالش مرابس ست — از گریہای ابروزبرق دسنامپرس

ماعاشقانِ روئے رودلارام بودہ ایم — از محو حسن قصۂ جورو وفامپرس

ماوالۂ جمالِ دل آرائے دلبریم — دلدادگاں بہ بیں دگراز دلربامپرس

ایں عشق ہچوعشقہ گرفت ست شاخِ دل — بے بیخ سبز ہست زنشوونمامپرس

جاں سوختہ زتابش خورشید روئ او — ایں خیرگیٔ چشم نگروزضیامپرس

عاشق بہ پیش یار چوانجم بہ پیش خور — درابتدای عدم شدہ از انتہامپرس

گم گشتہ ایم مابہ تجلی آں جمال — ازجلوہ ہایٔ حسن جزآں مہ لقامپرس

دوراز چگوں وچوں سوئے بیچوں ہمی رویم — محویم مابہ عشق وزچون وچرامپرس

از رنگہا گذشتہ بہ بیرنگ گم شدیم — از جلوۂ ہارنگ وہم از لونہامپرس

از چشم اعتبار نگر اینکہ میرود — انچہ گذشتہ در ازل از ماجرامپرس

بکشایٔ چشم دل بنگر جلوۂ جمال — اشخاص نوربین تو ز سرِّ خدامپرس

اے دل بیاو ہستی و ہمی خویش را — کن غرقِ بحرِ وحدت و از ناسوامپرس

شد آب صاف از اثر مہر برف — ماء نمیرداں تو ازیں ژالہامپرس

ہنم زد ورآدم و دروی نہاں پریست — اسرارِ شاہ بیں تو زحالِ گدامپرس

ہردم بصورتے زدلم سربرآورد — آید بصد لباس بدو[۳] چشم مامپرس

درخون وپیہ نور نظر بس عجب بود — شرحی بکن زروح ودگراز خدامپرس

یار آمدہ چو عشق نشستہ درونِ جاں — یکبار برد ہستی ماراز مامپرس

حال گلی کہ گلشن دلہاست جائے او — از بیدلاں بپرس ز باد[۴] صبامپرس

ای دل زغیرِ عشق سعادت طلب مکن — در پیش ظلِّ عشق زبالِ ہمامپرس

تقویٰ و زہد ثمرۂ عقل ست زاہدا — از بیدلانِ عشق روانارومپرس

بامہوشاں بدیر مغاں دل خوشیم وشاد — از ماز زہد وورع وزنور وصفامپرس

حیرانِ حسن یار چو آئینہ گشتہ ایم — صوفی ز عاشقاں زفنا وبقا مپرس

ساقی دیارو بزم حریفانِ بادہ نوش — از حلت وزحُرمتِ می واعظامپرس

اسرارِ عشق و لذتِ ساقی و جام می — رو از حریف پرس ز ناآشنامپرس

مرگ وحیات ماچو بہ ہجر ووصال اوست — خور بادۂ وصال وز آبِ بقامپرس

بے جام و بادہ آہ چو چو وقت عزیز رفت — زود آقضا بکن دگراز ماضیٰ مپرس

نارو نعیم قبلۂ و ایمان زاہدست — از بیدلان عشق زخوف ورجامپرس

از بہرسرِّ یاردلِ سوختہ ست جاں[۵] — خوش این کنایتی ست زعبدالہویٰ مپرس

ای دل اگر طلب کنی اسرارِ عشق دوست — از سوختہ بپرس و زاہل تقامپرس

عشق ست کارِ مردیٔ ومردان حق دلا — ارکارزارو جنگ زخواجہ سرامپرس

آنانکہ گم شدند بہ عشق و ہوایٔ دوست — زیشاں زغیر یار وزدیگر ہویٰ مپرس

عاشق نثار یار بکردہ جہان و جاں — از اہل بخل ہیچ زجود و سخامپرس

زنجیر قہر گردنِ دلہابہ بستہ است | از جان مبتلا بجز از ابتلا مپرس
خالی زخویش باش و پراز سرآں نگار | از عرش ولامکاں ودگراز خلا مپرس
آئینہ سادہ گشت پر از عکس مہر شد | از جان پر خیال زوقِ خدا مپرس
موسیٰ ست روح وعشق بدستش بود عصا | اسرار روح اینہمہ دان از عصا مپرس
از ہمت شریف ظلومیم و ہم جہول | دوں ہمتی چرخ نگر وزِ ابا مپرس
احرام بحر منزل دلدار بستہ ایم | از ماز کعبہ و زصفا و زمنا مپرس
بیرون واز درون زپس وپیش شد محیط | سریست بوالعجب ہمہ تن دلکشا مپرس
ما چشم مستِ ساقیِ مخمور دیدہ ایم | بے بادہ سر خوشیم زمستی ما مپرس
چشمے کہ تر زعشق بود جاں فدائے اُو | زیں خشک چو بہا زمحبت دلا مپرس

احمدؔ رہین الفت دلدار گشتہ ایم
از ما بمہر یار بجز از رضا مپرس

ایضاً

دوش دیدم برہے مغبچۂ بادہ فروش | روئے ہمچو قمرو زلف چو زنار بدوش
رفتم از خویش چو دیدم رُخِ خورشیدوشش | زدلم تاب وتواں رفت زسر عقل و ہوش
گفتم ای جانِ جہاں گرد سرت برگردم | گفت خاموش شوای بوالہوس بادفروش
سینۂ خویش بکن پاک تو از ماؤ منی | وانگہی پیش من آور نہ تو چنداں مخروش
اگر از بادہ عشقم بدلت ذوقی ہست | بیکے جرعۂ مئی خرقہ ہستی بفروش
من ازین یک سخنش بیخودو بدمست شدم | کہ درونِ سر من نے خردم ماند ونہ ہوش
عاشقاں گرد مہ چاردہ اش حلقہ زدہ | بود ور ہر طرفی نالۂ و فریاد و خروش
پُر خمار از مۓ عشقش بجہاں رندانند | کز ازل مست شدہ تابقیامت مدہوش
رند از بادہ عشقش ہمہ مستند وخراب | نہ کہ زاہد کہ بود ہمت اوزہد فروش

عاشقانے کہ چو از بادۂ عشقش مستند — ہمہ در جوش وخروش و ہمہ در نوشانوش

دل و جانم زمئی مہر رخش مست شدہ — خوں چکاں از مژہ ہا سینہ چو دیگ اندر جوش

چوں مرا دید زخود رفتہ و مدہوش شد — نزدمن آمد و بگرفت مرا در آغوش

گفت خوش نیست چنیں پردہ دریِ اسرار — رو چو منصور نہ بے پردگیِ راز مکوش

ضبط کن انچہ ترا پیرمغاں گفت نہاں — راز پنہانیِ جانا نہ توارزاں مفروش

پرطرب باش ز صہبائے محبت ہردم — بادۂ مہر و وفا بارخ جانا نہ بنوش

در ازل قسمت تو بارِ محبت کردند — حالمش باش چنیں گفت مرا دوش سروش

جہد کن از دل و جاں گر قدم صدق تراست — تا بوصلش برسی ای دلِ من نیک بکوش

ایں چہ رازیست کہ جاں گشتہ از و مست وخراب — ایں چہ سریست کہ گرویدلم زدمدہوش

باکسانیکہ ہمہ بستۂ نازند و نعیم — کم ز عشقش سخنے گوئے و ہلا باش خموش

احمدا کن حذر از گوش رقیبانِ راز
سرِّ خود فاش مکن فتنۂ شاں دارد گوش

ایضاً

بہر تماشائے رخش عشاق شیدا ہر طرف — جانہا ز حسن شوخ او دارند غوغا ہر طرف

دلہا بہ شوقش از طرب رقصاں شدہ مانند طور — دیدار خوباں آمدہ صد مثلِ موسیٰ ہر طرف

زآہ وفغانِ عاشقاں عالم شدہ پرشورش — ہردم ز چشم شوخ او فتنہ است برپا ہر طرف

پیشِ جمال روئے او ہر جاں شدہ حیرت زدہ — دیدہ بمثل آئینہ محو تماشا ہر طرف

وی از شعاعِ حسن او در تابِ خورشید رخش — روشن شدہ کون و مکاں دیوار و در ہا ہر طرف

بودہ ہجوم عاشقاں گردِ سرائے آں پری — دیوانگاں عشق او سر پر ز سودا ہر طرف

دیدہ ز دردِ عشق او عشاق راشد خوں فشاں — وز اشک چشم عاشقاں سیلاب و دریا ہر طرف

بودہ جمال آں صنم غارت گر ایمان و دیں — از عشق حسن روئے او آشفتہ دلہا ہر طرف

در کربلای عشق او ہر عاشق دیوانه
میداد جانِ خویش را خود بے محابا ہر طرف

از خانه چوں آمد بروں در خلق غوغائی فتاد
در عالم از حسن رخش شورست برپا ہر طرف

گرد سرای آں پری عشاق او از فرط شوق
کرده نثار مقدمش جان بی تحاشا ہر طرف

جان بر لب و دیده بره قومی ز رنجوران عشق
شد مجتمع باصد چنیں بہر مسیحا ہر طرف

شوریدگانِ عشق او افتاده اندر کوئے او
از بہر یک نظارۂ آں روئے زیبا ہر طرف

از بہر مجنونان او کز خویشتن بگذشته اند
در ہر نظر جلوه کنان صد حسن لیلیٰ ہر طرف

پروانه وش از بیدلی بر گرد شمع روئے او
ہر عاشق از جوش جنوں میداد جانرا ہر طرف

بہر مریضان غمش حسنش چو روح الله بود
جمّ غفیرِ عاشقان بہر مدوا ہر طرف

از قامتِ رعنائی او قایم قیامت گشته بود
مضطر گروه عاشقاں جان ناشکیبا ہر طرف

بہر خدای ماہر یکدم نقاب از رخ گشا
استاد قوم عاشقاں باصد تمنا ہر طرف

در عشق او تنہا نه من آشفته و شیدا شدم
دیوانه حسن رخش ناداں و دانا ہر طرف

جاں ہای عشاق رخش روشن شده مانند طور
زان پر تو روئے نکو نور تجلیٰ ہر طرف

جانہا مسخر کردۂ سحرست اندر چشم تو
مفتون حسن روح تو شد پیر و برنا ہر طرف

با چشم مست و پر خمار آمد سوئے بزم آں نگار
عشاق بیخود آمده چوں مست صہبا ہر طرف

از برقِ حسنِ آں پری وز شعشعۂ نورِ رخش
جان سوخته عشاق را چون طور سینا ہر طرف

در عشق روئے آن نگار از عاشقانش صد ہزار
آشفته و حیرت زده بودند چوں ما ہر طرف

دیده جمال آن پری واں شوخی واں دلبری
ہر عاقل و فرزانه گردید شیدا ہر طرف

در عشق آں روئے نکو افتاده اندر کوئے او
ہم زاہد و ہم عابد و ہم گبر و ترسا ہر طرف

زان نرگس پر از خمار و چشم میگون نگار
بدمست جانہا آمده موہوش دلہا ہر طرف

از عشقِ حسنِ آن پری زاں سحر وزاں جادوگری
افتاده شور اندر جہاں برخاست غوغا ہر طرف

ہر دم برائے بیخوداں تاباں تجلی جمال
از بہر عشاق رخش صد ماه سیما ہر طرف

آئینه حسن رخش چون انفس و آفاق بود
عکس جمال روئے او گشته ہویدا ہر طرف

یکبار از کتم عدم چوں بحر عشقش جوش زد
آن گنج مخفی ازل گردید پیدا ہر طرف

دل قلزم آمد بی کنارا امواج خیز دزو ہزار
این چشم و گوش عقل و ہوش انہار دریا ہر طرف

از دردِ عشق و سوزِ دل جانہا بفریاد آمد
وز حسن پر آشوب او شوریست ہر جا ہر طرف

شوریدگانِ عشق او پیش جمال آن پری
دیوانہ و حیرت زدہ مثل مرایا ہر طرف

راز نہانی ازل چون بود پنہاں در عدم
از جوشش عشق و جنوں گردید افشا ہر طرف

دیوانہ و بیخود شدہ دلہا بعشقِ آن پری
از غایتِ شوریدگی عشاق رسوا ہر طرف

احمد برائے جرعۂ در بزم آن ساقی جان
ہر عاشق شوریدہ سرمست تقاضا ہر طرف

ایضاً

دل ربود از من بت شیرین لقائے خوشخصال
عالم آشوبی بہ نازہ خوبی و حسن و جمال

گاہ ہوشم می برد مانند موسیٰ از جمال
گاہ میسوزد دلم چون طور از نارِ جلال

گاہ می سازد زتیغ ہجر جان من ہلاک
گاہ زندہ میکند روح من از بوی وصال

گاہ میگوید برو از پیش من غوغا مکن
گاہ میگوید کہ ای شوریدہ سر این سوتعال

گاہ میگوید کہ این مہیائی تو خوش آیدم
گاہ میگوید کہ ای بے صبر خود چندین منال

میزند زخمی بدل گاہی کہ تا آہے کنم
گاہ مرہم مے نہد تا زخم گیرد اندمال

سخت حیرانم زجذب درد آن جان جہان
گاہ خواند گاہ راند چیست این اسرار و حال

میبرد ہر جا کہ میخواہد خود آن یار عزیز
سخت افتاد است اندر گردن جانم عقال

چون پرکاہی بدستِ صرصرے دل مبتلاست
میکند ہر لحظہ از رنگی برنگی انتقال

ہر زمان بادی وزد از غیب ہر جان و دلم
گہ نسیم و گاہ صرصر گہ دبور و گہ شمال

کیست آں تا پیش حیاریش گوید کہ منم
عقل مبہوت ست آنجا ناطقہ گنگ ست ولال

فہم سرگردانست از اسرار قرب و بعد او
ای بری از قیل وقال و اتصال و انفعال

این منم یا خود توئی جز حیرت اینجا ہیچ نیست
کے بکویت راہ یا بد وہم و عقل یا خیال

برتر است آن عالم از نور و ظلام روز و شب
نیست آنجا وقت و ساعت نیست آنجا ماه و سال

نیست آنجا هیچ شی جز هستی مطلق دگر
عالم بیرنگ باشد برتر از وهم و خیال

میوزد بادے از و بر جان و بر دل هر زمان
عالم اجساد از وی می پذیر و انفعال

عالم بی مثل و بیچوں گرچہ از دیدن بریست
لیک دارد جلوه بادرشان تشبیه و مثال

فهم از ادراک ذات روح گو عاجز بود
لیک ظاهر میشود هر صورت و شکل خیال

ساقیا از مستی می وهم هستیم شکن
تو کریمی بر کریمان کی گران باشد سوال

ما ز عمری اندرین غم روز و شب افتاده ایم
باز خر جان مرا اے جان عالم زین ملال

سوختم از تف هجرت ای مرادِ عاشقاں
تشنگانِ وصل را باشد لبت آب زلال

ما بجان ای جان جان محتاج دیدارِ تو ایم
بهر مسکینان شهان را صد بود جود و نوال

روح ما را از ازل آغاز از مهر تو بود
گردم آخر در آئی خوش بود مارا مآل

اے فلک بر رفعت خود اینقدر نازی مکن
بار عشقش را نگر کرد این ضعیفی احتمال

همچو انجم پیش خورشید رخش گم گشته ام
از وجودِ من نشان باقیست گو مثل هلال

من نیم در هست تاب آفتاب روئے اوست
هستیِ ذره ز نورِ شمس دارد انفعال

تا توانی خویشتن را محو حسن یار کن
فکر کم کن از سرور و حزن و از هجر و وصال

در حضور حضرتش گر یاد از خویش آوری
بهر جان خستۂ تو نکبت ست و هم نکال

چوں نشیمن ساختی در تنگ نائے ایں حدوث
بر کشا سوئے قدم ای مرغ عرشی پرّ و بال

همچو دزداں اندریں تشبیه محبوس آمدی
چوں فراموشت شده شاهی و ملکِ بیزوال

هر زماں بر قصر شاهِ جاں صلائی میزنند
کای غریب بینوا و تشنه لب این سو تعال

هیچ ای دل ز حکم حضرتِ پیر مغاں
تادم آخر بکن فرمانِ او را امتثال

بیدلاں سوخته را فکر غیر یار نیست
عاشقاں را جز خیال دوست نبود اشتغال

عاشقاں بنگر رهین نقد وقت خود شدند
ماضی و مستقبل آنجا نیست حاشا غیرِ حال

عاشق دلداده را دل سوئے آں دلدار رفت
میکند هر لحظه جانش سوئے جاناں ارتحال

بادۂ عشقش که جان مرده را بخشد سرور
نزد ملا شد حرام و نزد عاشق شد حلال

ما دل و دیں را فدائے حسن جاناں کردہ ایم
زو مپرس از بیدلاں تو از کمال و از زوال

غارت ایمان و دین عاشقاں از ناز کرد
صد ہزاراں دل ربوداں شوخ از غنج و دلال

من چہ گویم از جمال آں نگارِ نازنین
صد ہزاراں جان ز ناز خویش کردہ پائمال

ای پریرو از نگاہی کارِ عالم کن تمام
زانکہ خون عاشقانت گشت بہر تو حلال

ای جمالت برتر از مدح و ثنای عالم است
لیکہ ہر کس حسب فہم خود کند قال و مقال

سوختم از آتشِ سودائے عشقش سالہا
از نگارم وہ خبرای قاصدَ فرخندہ فال

آنکہ من از بہر او صحرا نوردی می کنم
کے بدامِ من در اُفتد یارب آں وحشی غزال

نالہا کردیم از درماندگی خویش ما
گوش نکند نالہ ام کس آہ شدہ قحط الرجال

پند دادن عاشقِ دیوانہ را سودی نداشت
حضرت ناصح کہ ہست اندر دماغش اختلال

گاہ باشد کان پریرو نور چشم من شود
ای دل مخزوں ز دردِ ہجر او چنداں منال

ہوشدار احمدؔ دریں عالم برہستی حق
ہستیٔ وہمی برائ جانِ تو آمد وبال

ایضاً

بوئ یاری از صبا بشمیدہ ام
بیخود و بدمست زو گردیدہ ام

مست گشتم چوں پیغمبر از اویس
رفت از دستم دلِ شوریدہ ام

بوئ از پیراہن یوسف رسید
گشت چوں یعقوب روشن دیدہ ام

یا کہ بوئے کاکل لیلیٰ ست ایں
تا چو مجنوں زاں قبا بدریدہ ام

پردہ ہائے غیب را بدرید عشق
راز را بے پردگی زودیدہ ام

چونکہ عنقارا نشاں پیدا نبود
عشق گوید تا بدو برسیدہ ام

پس بہ شوقِ دل سرا ایں نامہ را
من بنامِ عشق آغا زیدہ ام

من ز سر کنت کنزاً مخفیاً
شوخیٔ ایں عشق را فہمیدہ ام

عشقم آورد از عدم سوئے وجود
بوئ دردِ دل از و بوئیدہ ام

قدسیاں از دردِ عشقش مفلس اند
در ازل ایں درد را بخریدہ ام

چرخ زاں بارِ امانت کرد اِبا — حامل او من بجاں گردیدہ ام
می نگنجد آنکہ در ارض و سما — من و را درخویش گنجا نیدہ ام
منکہ مسجودِ ملک بودم کنوں — بندۂ روئے بتاں گردیدہ ام
از برائے آں نگارِ نازنین — بس تعبہا کان بجاں بکشیدہ ام
زیں بنالم تا نرنجد یارِ من — از ملولی دلش ترسیدہ ام
ہمچو مجنوں از جنونِ عشق خویش — صد گریبان حیا بدریدہ ام
از برائے یک نظر بر روئے او — سالہا در کوئے او گردیدہ ام

ایضاً

صبر نکند ایں دل شوریدہ ام — تا نہ بیند روئے جاناں دیدہ ام
یکدم ای یوسف بسوئے من بیا — ریخت چوں یعقوب نورِ دیدہ ام
باز آ بہ نشیں میانِ جانِ من — خانۂ تست ایں دلِ شوریدہ ام
گریہا دارم بعشقت چوں شعیب — و ز غمت داؤد ساں نالیدہ ام
در غم آں لالہ رو مانند ابر — اشک چوں از چشم خود باریدہ ام
کے گذارم عشق آں جانِ جہاں — بہر جاناں را بدل ورزیدہ ام

احمدا ایں ہائے و ہو ارزان مدان
عشق او را من بجاں بخریدہ ام

ایضاً

یار من با جان من ہمراز بود — چوں بنالم دور از و گردیدہ ام
آنکہ صبر از جانِ من بربودہ است — من ز بی صبریٔ خود کالیدہ ام
گشتہ ام رسوا سرِ بازار ہا — از جنوں بے پاؤ سر گردیدہ ام
کے اثر ایں آہِ سوزاں مرا — نالہ ام گوید بدو نرسیدہ ام
دل ز دستم رفت ای صاحب دلاں — ہمتے بہرِ دل شوریدہ ام

که زکامم لذتش بیرون رود — چاشنی درد او به چشیده ام
عشق من از کفر و ایماں فارغ است — چوں بری از غیر او گردیده ام
کفر و ایماں در بروی من به بست — دیده هر دو کز جنوں ژولیده ام
ساقیا از جرعۂ مستم بکن — فرشِ راحت بادجان ودیده ام
مست کن چندانکه تا از خود رهم — راحتے یابد دلِ شوریده ام

غزل

حسن روئے آں پری را دیده ام — زار و دیوانه ازو گردیده ام
در هوائے آں غزالِ خوشخرام — درکه و صحرابسے بدویده ام
بابتانِ ماه وش خوش خلوتے — در خراباتِ مغاں بگزیده ام
درپئے آں رشک لیلیٰ روز و شب — همچو مجنوں کوبکو بدویده ام
حاملِ بارِ محبت چوں شدم — بس ملامتها بخود بکشیده ام
عشقِ او جانِ مرا بے ننگ کرد — خرقه ناموس را بدریده ام
احمدا در عشق آں شیریں لقا — سالها من کوه غم کاویده ام
جاں فدائے آنکه دل شیدائے اوست — عشق او از جان و دل بگزیده ام
جان و دل یک پرتوِ خورشید اوست — مستم ازوی هست از وگرویده ام
دور جستم او چو جان نزدیک بود — رخ نه بیندچشم و نور دیده ام
چشم و نور چشم باهم اقرب اند — گفت چشم از نور خود پوشیده ام
او بماازجان من نزدیک هست — گرنه بینم مهر تیره دیده ام
باشما من از شما گفت اقربم — سِرِّ رمز یار را فهمیده ام
مبدۂ تو هم معادِ تو منم — تو مرائے من ترا گردیده ام
گشته ام در ظاهرو باطن محیط — من شمارا نورجان و دیده ام
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَه — گم درونِ مستیش گردیده ام
او زباطن سوئے ظاهر آمده — اینست سر دلبرِ بگزیده ام

آمد و رفت از کجا من از کجا | چوں ارادت من بخود جنبیدہ ام
بودہ ام در ذات اول بی نشاں | درمقامِ حیرت آرامیدہ ام
گشتہ ام من بعد اسما و صفات | در تجلّی ہائے خود جنبیدہ ام
صورت افعال گشتم بعدازاں | ہمچو سبزہ در دروں روئیدہ ام
بعدہ اندرشہادت آمدم | صورتِ لون و جسد گردیدہ ام
مرغ عرشم آشیانم قدس بود | از نشیمن ناگہاں پریدہ ام
روح قدسم لا مکانم جائے بود | ہَی مقید درمکان گردیدہ ام
جسم عالم را منم مانندِ روح | مثل جاں نور دل و ہم دیدہ ام
جوش عشق ست اینکہ کردافشاء راز | ورنہ اندر ذاتِ خود پوشیدہ ام
شور عشق ست اینکہ در عالم فتاد | ہمچو دیگ از تُفت خود جوشیدہ ام
عشق آمد راز جانرا فاش کرد | از جنوں ایں خرقہ را بدریدہ ام
طرفہ آں سری کہ از گفتن بریست | دوش از پیر مغاں بشنیدہ ام
ساقیا از بادہ بیخود کن مرا | مہر تو درجان و دل بگزیدہ ام
مست کن چندا نکہ از گفتن رہم | از تو ساقی حلِّ مشکل دیدہ ام

غزل

سالہا عشق بتاں ورزیدہ ام | زانکہ سرِّ حق درایشاں دیدہ ام
بادو چشم خویش در باغِ شہود | از جمال گلرخاں گل چیدہ ام
عشق من از پرتوِ حسن ویست | من دریں آئینہ رویش دیدہ ام
از دم مطرب کہ جانم مست شد | نالۂ جان سوزنی بشنیدہ ام
از شعاع و تابشِ خورشید حسن | سوخت نور چشم من دردیدہ ام
چوں تو حسنے در نظر نامدمرا | گرد عالم من بسے گردیدہ ام
دل بجستم گفت از عشق احمدا | من زچشمت خوں شدہ بچکیدہ ام
عشق آمد شور در عالم فگند | آہ من بے پردہ زوگردیدہ ام

عشق آمد راز پنہاں فاش کرد
ورنہ از چشم جہان پوشیده ام

کنز مخفی بودم اندر غیب من
شہرۂ عالم کنوں گردیده ام

روح ھم از عدم برمیده ام
در وجودِ خلق آرامیده ام

چون نَفَخْتُ فِیْهِ مِن رُّوْحِی بگفت
در تنِ آدم ازان بخزیده ام

پرتوی بودم ز خورشیدِ جمال
درسحابِ تن کنوں پوشیده ام

بوده ام باشندۂ ملک قدم
مسکن حادث کنوں بگزیده ام

در مقام ذات بودم بے نشاں
چوں ارادت درنہاں جنبیده ام

آمدم اول بجبروت صفات
صورت سمع و بصر گردیده ام

پس سفر کردم بملکِ ارتسام
ثوب ملکوتی ببربکشیده ام

آمدم آنگہ باقلیم مثال
جامہائے نور را پوشیده ام

بعده در ملک ناسوت آمدم
در لباس خلق آرامیده ام

دور ہر انسان کامل ختم شد
تادر آخر صورتش گردیده ام

شخص کامل آں رسول اکرم ست
جملہ استعداد دروئے دیده ام

تاقیامت نائبش قایم بود
در قبایش ہر زمان پوشیده ام

منکہ درالوان اقسام آمدم
نقشہا بر لوح خود بکشیده ام

ہر زماں تجدید امثالِ من ست
ہر زماں شان دگر گردیده ام

آمده بیرنگ اندر قیدِ رنگ
زیں اسیری پُرغم و رنجیده ام

حُبِّ حق خود باعث اظہار بود
ورنہ گنجے سخت تر پوشیده ام

اضطرار عشق شور افگنده است
منکہ بے پرده از و گردیده ام

متحد در اصل بودم من بدو
لیکہ درصورت جدا گردیده ام

او مرا برحسن خود عاشق نمود
در دلِ دلدار خود بگزیده ام

خود منم مشاطۂ حسن و جمال
بررخش گلگونہ گردیده ام

حسن وعشق ایں عاشق یکدیگراند
مائکم او من بدو گردیده ام

جان و تن را ہست باہم اتحاد
او چو جان و من چوتن گردیدہ ام

او چو جان بے تن نمی گیرد قرار
من چوتن بے روح اوژولیدہ ام

او نہان مانند جان در تن شدہ
من چوتن از تخم جاں روئیدہ ام

اینہہ تنزیہہ و تشبیہہ وی ست
او چو خورمن نورِ خور گردیدہ ام

نورِ خور از ذات خور کی شد جدا
از وجودِ جاں چو نور دیدہ ام

جملہ عالم پرتو نور ویست
گر ندیدستی نگر از دیدہ ام

در حقیقت ماہ را خود نور نیست
گوید او از نور خود زائیدہ ام

نیست ہستی مرکسے را غیر او
نیست بودم ہست از وگردیدہ ام

ہادیٔ عشاق شد نور یقیں
من زجودش از گماں برہیدہ ام

شد یقیں آئینہ روئے حبیب
اندریں آئینہ رویش دیدہ ام

سربنہ احمد بہ پائے پیرِ رہ
خاک راہش باد کحل دیدہ ام

غزل

با ماہ رخے امشب مہمان خراباتم
خورشید بکف دارم سلطان خراباتم

سودائے مَی و ساقی دارم بدرون خود
از بہر خریداران دوکانِ خراباتم

درخلوت مَی نوشاں تاغیر کسے ناید
باچند خراباتے در بانِ خراباتم

از غایت بدمستی گم گشتہ ام از ہستی
آئینہ نمط بیخود و حیرانِ خراباتم

ایں عشق بمن گفتہ روحم بتن عاشق
من زندہ کن دلہا من جان خراباتم

برقِ رخ مہروئی زوشعلہ بجان من
گفتم تو کے گفتا لمعان خراباتم

صدداغ زعشق اوچوں لالہ بدل دارم
گلزار محبت ام بستانِ خراباتم

ازصحبت بر زاہد حقا کہ دلم بگرفت
مشتاق حریفان و زندان خراباتم

در عاشقی و رندی می نوشی و مدہوشی
من صدر ملامت ام دیوان خراباتم

ازصدق و نیازِ دل خاک رہِ عشاقم
در مشرب و در ملت پیران خراباتم

ای زاہد ظاہر بیں بر خویش ہمی نازی — تو بندۂ خود بینی من آن خراباتم
صد زخم زند عشقش بر جان من از مستی — چوں گوئی زچوگانش گردان خراباتم
در دیر مغاں روزی بدیدم صنمی دلکش — گفتم تو کے گفتا جانانِ خراباتم
پیمانہ نہ بگذارم زاں عہد کہ بربستم — اشکستہ نگردد تا پیمانِ خراباتم
من مست نیم لیکن خاکِ در خمارم — من زندنیم اما حیران خراباتم
چوں چرخ ہمیگردم برگردِ بتان زاہد — تاحشر نگردوکم دورانِ خراباتم
باباده بگفتم من جان مست زبوی تست — خندیده و بگفتا من ریحان خراباتم
ای پیر مغاں سویم نظرے زکرم فرما — بگذاشتہ تنہایم یارانِ خراباتم
تاحشر زجانِ من عشقت نرود ساقی — وز دل نہ برون گردد میلانِ خراباتم
در مدرسۂ عشقش از بہر کتاب دل — دیباچۂ الفت ام عنوانِ خراباتم
ایں بخت سیاہ من برگشتۂ زراہِ دین — گز رندی و قلاّشی جویانِ خراباتم
در عین پریشانی جمعیت دل دیدم — تابند خم زلف خوبانِ خراباتم
چوں روز ازل مارا کردند خراباتے — دارد دل پُروحشت جولان خراباتم
ای زاہد خوش سیرت شائستہ کرداری — من رند خراباتی شایان خراباتم
چوں اہرمن ایں عشقم یارب رہِ دینم زد — تاوالۂ و شیدائی فتّان خراباتم
دی چشم بمن گفتہ خون ریختنم بنگر — من چشمۂ الفت ام سیلانِ خراباتم
از مستی می احمد زیں ہستیٔ خود رستم — ہم کاسۂ می نوش و رندانِ خراباتم

غزل

گر بخت من یارے کند خاک رہِ جاناں شوم — در پا بچشم من نہد ممنونِ آں احسان شوم
بنمائی رخ تا پیش تو چوں آئینہ حیراں شوم — خالی زنقش خویشتن پُر جلوۂ جانان شوم
دی گفت آن جان جہان با من کہ اے شیدائ ما — جان کن بعشق من فدا تا من تر خود جاں شوم
در حشر خورشید رخش گر جلوۂ آرد بہ پیش — مانند انجم من زجان درنورِ او پنہاں شوم

یکدم اگر لبهایٔ او دمساز گردد بالبم   تا از دم او همچو نی بیخویشتن نالاں شوم

خوش آن دمی باشد کہ من از پرتوِ مہر رخش   مانند ذرہ سربسر تابندۂ و رخشاں شوم

ای بادہ وحدت دمی در خم جانم جوش زن   تا خرقہ ہستی کود براقگنم عریاں شوم

چوں مرغ عرشی آشیاں اندر فزائی لامکاں   از پر وبال عشق او ہمچوں پری پراں شوم

شو جلوہ گر در چشم من یکبار ای نورِ جمال   تا پیش روئی خوب تو چوں آئینہ حیراں شوم

خود مطرب مجلس اگر در نغمہ آرد نام یار   مانند صوفی از طرب در مستیش رقصاں شوم

از ناز گفت آں بت من در کفر عشقم جان بدہ   خود ای مسلماں تا ترا من قوت ایماں شوم

ای کعبۂ دلدادگان در کوئی خود راہم بدہ   تا چوں طواف حاجیاں بر گردِ تو گرداں شوم

گفتم کہ اے دلبر شمی شو شمع بزم من بکفت   گر جاں کنی قربان من در خانہ ات مہماں شوم

یکبار ای خورشید جان از ہستی من سر برآر   چوں ذرّہ تاباں شوم چوں صبح تا خنداں شوم

در عشق آن جان جہاں بگذارم ایں کون و مکاں   در جان بیازم در رہش سر حلقۂ رنداں شوم

گفت آں مسیحِ جان ما ای سوختہ سویم بیا   حزنِ ترا شادی کنم درد ترا درماں شوم

سویم بیا باشمت ہرجا دلیل راہ تو   گر فانی عشقم شوی من بہر تو برہان شوم

حسنت مسیح جان من مہرت بود آبِ بقا   میرم اگر در عشق تو من حی جاویداں شوم

دی گفت عشق او بمن خوش خلوتی بایار کن   خوش خوش نشیں در خلوتش من بہر تو درباں شوم

در خلوتی عشاق او کی باریابد جبرئیل   گفتا اگر بالا پرم بابال و پر سوزاں شوم

غم دیدہ ام من سالہا از عشقت اے شیریں لقا   یکبار در چشمم بیا گز دیدنت شاداں شوم

گر اے گل خنداں من رخ پوشی از چشمان من   مانند بلبل ہر سحر از دردِ تو نالاں شوم[6]

کے باشد ای جان حزیں بایار باشم ہمنشیں   با آں نگار نازنیں یکبار ہمدستاں شوم

از صرصر عالم کجا میرد چراغِ عشقِ من   لیکن بچشم ناقصاں شمعی تر داماں شوم[8]

ناگاہ پایٔ جان من شد بستہ دامِ شیون   از قید تعین گر رہم در ملک دل سلطان شوم

ساقی ز چشم مست خود جانِ مرا بدمست کن   تا نزد مستان مَیت من نیز از مستاں شوم

زاہد بتاں ماہر و آئینہ حسن حق اند   بینم رخ ایشاں ازیں تا صاحب عرفاں شوم

بارِامانت راگر زاہد کہ انساں حامل است
عشق بتاں ورزم اگر من نیز از انساں شوم
احمدؔ اگر در خانہ ام آن ماہرو مہماں شود
صد بار گردم گرد اوو ز جان و دل قرباں شوم

در نعت

ای سریرآرائے ربِ ذوالمنن
فرتو بر ملکِ ارواح ست وتن

قدسیاں گرد سرایت از ادب
ربِّ سلّم ربِّ سلّم بانگ زن

انبیا پروانہ وش بر گردِ تو
تو چو شمعی درمیان انجمن

چونکہ ابرِ رحمتی بحر کرم
رشحتے زاں دردہانِ من فگن

ازطرب روحانیاں رقص آورند
برجمال روئے تو ای بوالحَسَن

گر بردبویت بگورستاں صبا
مردہ از مستی بدراند کفن

عاشقاں مشتاق دیدارِ تواند
پردہ برداراز رخ ای جانانِ من

باش ساقی بہرِ جانِ پرغمم
ازطرب حزن وخمارِ من شکن

غزل

ای ظہور ذات ربّ ذوالمنن
ظل نور تست ارواح و بدن

ہستیِ کون ومکاں قائم بہ تست
توچوروحی جملہ عالم چون بدن

مستیِ عشاق تو بربوئے تست
چوں اویس و بوئے جانش ازیمن

جان سراید مدحت توبی زباں
نعت تو بیروں زلب ہست و دہن

ای گلِ خنداں ریاضِ ذوالجلال
بلبل سدرہ ز شوقت نعرہ زن

پرتو حسن تو ہر خوباں بتافت
گشت زاں دیوانہ قیس و کوہکن

از مکینہ اُمت تو احمدؔ است
سایۂ رحمت بجانِ او فگن

سوزش عشقش ربودہ عقل من
چوں نباشم زاہدا توبہ شکن

عاشقاں را پیش شمع روی یار
ہمچو پروانہ بباید سوختن

واهای بیجه مقال تو   گشته چوں گلها شگفته در چمن
بلبلاں نالاں به شوق روی تو   گل بعشق تو دریده پیرهن
هست حیراں نرگس از چشم خوشت   شرم دارد از رخت برگ سمن
هست جانم را تمنا اے کریم   باشد از هجر تو مرگ و زیستن
ساغرے از لطف در کامم بریز   کز طرب جاں رقص آرد در بدن
از که ترسم چوں پناه من توئی   غم چه دارم چوں توئی اقبال من
یک نظر فرما ز رحمت سوئی من   تا رهد جانِ من از رنج و محن
از کرم باب یقیں بر من کشا   تا رهائی یابم از اوهام و ظن
جز بتوفیق تو اے بحر عطا   نیست آساں از خودی بیروں شدن
احمد عاصی شفاعت خواه تست   لرزد از خوف گناه خویشتن

غزل

رشکِ ماهِ چارده شد روئے تو   میبرد مشک را گیسوئے تو
چرخ سرگرداں بجست و جوئی تو   غیرتِ قوس قزح ابروئے تو
مهر و مهه گشته غلام روئے تو   هست ترکِ آسماں هندوئے تو
ای حیاتِ جاں جمال روئے تو   راحت روح ست بوئی موئی تو
سوخت جاں از برق حسن روئے تو   خاک گردیدیم اندر کوئے تو
مست مقناطیس حسنِ روئے تو   میکشد جانهائی عاشق موئے تو
اشکبار یزم بعشق روئے تو   تشنه لب هستم میانِ جوئے تو
دل ربوده نرگس جادوئے تو   کرد شیراں را شکار آهوئے تو
گل گریباں در به عشق روئے تو   مست بلبل در چمن از بوئے تو
از غم تو لاله را در سینه داغ   شد پریشاں سنبل از گیسوئے تو
آمدی گلگونه حسنِ بتاں   شد نهاں در عشق هائی و هوئے تو
سوختی از ناز جانِ عاشقاں   چوں ننالم جانِ من از خوئے تو

ز من بیچارہ و سادہ سلیم
دل ربودہ چشم پر جادوے تو

آمدم من از برائے جستجو
دی دلِ من گم شدہ در کوئے تو

چوں جمال تو الٰہ عاشقانست
زیں سبب ہر جانست والہ سوئے تو

زاں چوں انجم پیش تو گم گشتہ ایم
تا نشیند چوں توئ پہلوئے تو

مارمیت ازرمیت شد گواہ
جنبش فانیست از نیروئے تو

ماہمہ یک قطرۂ بحر توایم
راہ دار و خُمِ جاں باجوئے تو

ای زعشقت جاں طربناک آمدہ
مست و بیخود درسماع وطوئے تو

گشتہ ام خاک درت از فرطِ شوق
تازنم من بوسہ برزانوئے تو

از دل و جاں گشتہ ای جان جہاں
عاشقاں محو رخ نیکوئے تو

جانِ مارا کہ گذاری در ملال
چونکہ احمد ہست مدحت گوئے تو

غیرت شمس الضحیٰ شدروئ تو
لیلۃ القدر آمدہ گیسوئے تو

از شعاعِ آفتابِ روئے تو
رشکِ خاورگشت جاناں کوئے تو

ہر سحر آیم میانِ کوئے تو
تادر آید درمشامم بوئے تو

کعبۂ جانہاست جاناں کوئے تو
سجدہا آریم سوئے روئے تو

زندہ ایم ای جان بیادِ روئ تو
روح تازہ شد زبوئ موئے تو

بی نیازی از برائے عاشقاں
ایں بتاں آموختہ از خوئے تو

اشک چوں سیلاب دل آتشکدہ
بہر عاشق ہست ایں جلدوئے تو

دیدہ احمد درجمالِ دلبراں
جلوۂ خورشید حسن روئے تو

عاشقاں شیدا بہ حسن رُوئے تو
دلبراں پابستہ گیسوئے تو

ای صبا با آں نگارِ من بگو
سوختم در آرزوئے روئے تو

ای ہمائ قدس سویم بازپر
جاں فدا بر بال و بر بازوئے تو

قدسیاں دیوانۂ حسن تواند
جملہ سرگرداں بجست و جوئے تو

بہر دیدارت نمازی می کنم
سجدہ گاہے ماشدہ ابروئے تو

شد نگاہِ مست تو سحر حلال — برد عقلم چشم پر جادوئے تو
نالہا دارد چو بلبل جانِ من — ای گلِ خنداں بیاد روئے تو

غزل

از غم من بے نیازی میکند — بخت من آموختہ ہم خوئے تو
حامل بار محبت کردۂ — نیست آں قوت جز از نیروئے تو
ہمچو آدم کوشد از جنت جدا — دور گشتم از بہشت روئے تو
ہستم از عمرے مقیم کوئے تو — بو کہ آید در مشامم بوئے تو
ای زجاں روحانیاں محو تو اند — ہمچو آئینہ بہ پیش روئے تو
بستۂ جانم بتار زلفِ خویش — بہر دل زنجیر شد گیسوئے تو
گل بہ عشق تو دریدہ پیرہن — مست بلبل شد ز بوئی موئے تو
صد ہزاراں جاں فشاں پروانہ وار — ای پری وش پیش شمع روئے تو
ما بہ عشق روئے تو دلدادہ یم — او فتادہ بیخود اندر کوئے تو
بادہ ہائے عشق تو نوشیدہ ام — مست جان ست از نشاط و طوئے تو
سوئے رویت سجدہا آرند جاں — طاقِ طاعت آمدہ ابروئے تو
والۂ وشیدا ست دل بر روئے تو — مست جانِ عاشقاں از بوئے تو
گشتہ ام مجنوں بہ عشق روئے تو — آمدہ زنجیر دل گیسوئے تو
ہمچو نی خالی شدم از خویشتن — ہائے وہوئے ماست ہائے ہوئے تو
از دہانِ بیخوداں چوں فاختہ — می برآید ہر زماں کو کوئے تو
ہمچو پیراں دستگیرم بودۂ — آفریں ای عشق بر بازوئے تو
جاں زعیب آوردۂ سوئے شہود — بود ای عشق ایں ہمہ نیروئے تو
جذب حسن است اینکہ جانِ خستہ را — موکشاں آورد سوئے کوئے تو
سحر کردی سکرت اَبصارَنا — در نظر نامد مرا جز روئے تو
عشق من عکسی ست حسن روئے تو — آمدہ از سوز جانم بوئے تو

حالِ زارِ عاشقاں را درنگر　　ہائے و ہو دارند اندر کوئے تو
یک نسیم خود مکن از من دریغ　　میزیم ای جان من بر بوئے تو
ای مرادِ عاشقاں دیدارِ تو　　راحتِ جانست حسن روئے تو
از غم عشقت نجاتے نے مرا　　دام دلہا آمدہ گیسوئے تو
احمدؔ مسکیں زجاں مشتاق تست　　کے بود تا آنکہ بیند روئے تو
گم شدم ای جان بجست و جوئ تو　　رفتم از خود چونکہ دیدم روئے تو
عشق مارا خود توئ بخت جواں　　ناتوانائیم از نیروئے تو
ای محبت بیکساں راکس توئ　　ناز ہا داریم بربازوئے تو
ہستیٔ وہی کہ اصلش ہیچ نیست　　گشت ابرے آفتاب روئے تو
از ہزاراں عاشقِ جاں سوختہ　　می برد دل زلفِ عنبر بوئے تو
نالم از عشق تو می ترسد دلم　　جان من از بی نیازی خوئ تو
قمریاں درجستجو کوکناں　　بلبلاں از شوق مدحت گوئ تو
قبلۂ عشاق حسن روئے تُست　　میکشد از ہر طرف دل سوئ تو
کشتگانِ عشق تو در خاک وخوں　　اوفتادہ کربلا شد کوئ تو

باز آ در چشم احمدؔ جلوہ کن
صرف عمرم شد بجست و جوئے تو

غزل

چہرہ چوں شمع بصد ناز برافروختۂ　　مثل پروانہ دلِ شیفتہ ام سوختۂ
دیدۂ جانِ من از دیدن تو خیرہ شدہ　　ہمچو خورشید بصد جلوہ رخ افروختۂ
بیکی جلوہ ربودی دل صد ہمچو منی　　طرز طراری و شوخی ز کہ آموختۂ
رشک حُسنت کہ تا باز نہ بیند رخ غیر　　دیدۂ جانِ مرا باز نمط دوختۂ
بہ بہائ نظری سوئے تو جاں ارزانست　　لیکہ دانستہ زرِ ناسرہ نفروختۂ
شہِ خوباں برکاتی دل مسکیں خوش کن　　زانکہ سرمایۂ از حسن بس اندوختۂ

بغمش شمع صفت ای دل من میسوزی — تا ز پروانه چنیں سوختن آموختۂ
چوں بہ بزم دگری را چو توئی نورِ بصر — تا بہ درونِ نظرم نورِ خود افروختۂ
بہوائ رخِ خوب آں گل خنداں ایدل — مایۂ درد چو بلبل بدل اندوختۂ
باہمہ روئے نکو باہمہ ایں حسن و جمال — کشتنِ دل شدگان از کہ تو آموختۂ
بیکے جلوۂ حسن رخ خود ای مہ رو — بربودی دلِ من جان مراسوختۂ
از پے سوختن جانِ منِ دیوانہ — ای پری چہرہ تو چوں شمع رخ افروختۂ
چونی ای جان من وائے دلِ دیوانہ من — سبق عشق بگو تا ز کہ آموختۂ
ای دلِ گم شدہ من چہ ترا پیش آمد — تاچو مجنوں بغم لیلیٰ خود سوختۂ
بہوائ رخِ اُو ای دل شوریدۂ من — مایۂ درد محبت بخود اندوختۂ
تا کی ای دوست من از درد محبت نالم — جان بیمارِ مرا ز آتش غم سوختۂ
شعلۂ حسن کہ چوں برق برافروختہ — خرمن ہستی عشاق ازاں سوختۂ
حرم دینِ من و مصحف ایمانم سوخت — آہ زاں شعلہ کہ از حسن برافروختۂ
بردرِ دیرِ مغاں بہر بیتے خیمہ زدہ — کعبہ دیں بکف ساحرہ بفروختۂ
شہرۂ خلق شدی در ہوس شاہدومی — طبل رندی و ملامت بجہان کوختۂ
چشم وار از کرمش زانکہ تواز راہ بناز — سالہا خاک درِ پیر مغان روختۂ
ہمچو لالہ بدلم داغ ز عشق تو فتاد — تو چو گل چہرہ بصد ناز برافروختۂ
ما دل شیفتہ در عشق تو بفروختہ ایم — تو کہ صد خوبی وصد حسن براندوختۂ
بنگاہی دل و دینم بربودی ای شوخ — چشم را ساحری از بہر من آموختۂ
احمداسوز دل ودرد جگر آہ و فغاں — نیک سرمایۂ عشقش بدل اندوختۂ
روئ چوں مہر بصد تاب برافروختہ — تاچو انجم ہمہ تن ہستی من سوختۂ
زاتش عشق ہم از شعلہ حسن رخ خویش — ز دلم دغدغہ دیرو حرم دوختۂ
ای دلِ من بچہ پابندِ صور گردیدی — سبق بی صوری ہیچ نیاموختۂ
سوخت کثرت بدرونِ نظرم ہمچو نجوم — تاتو خورشید رخ خویش برافروختۂ

ہمچو آئینہ بہر جلوهٔ او اے احمد
حیرت و بیخودیٔ و گم شدن آموختهٔ

غزل

چوں پری آمده در ہستی من بہ نشستی
دیدهٔ جان من از دیدنِ خود دوختهٔ

چشم خلق از رخ پاکِ تو نہ بیند چہ عجب
دیدهٔ جان من از دیده خود دوختهٔ

زکجائی و کی ای دل من فکر بکن
علم از مبدهٔ ارواح نیاموختهٔ

مبدهٔ تو چہ بود باز معاد تو بہ چیست
غافل از اصل خود و دیده ازاں سوختهٔ

از کجا آمدیٔ اصل و خود تو ز چیست
علم تحقیق ز کس ہیچ نیاموختهٔ

چیست خویشی چہ خودی چیست وجود من و تو
مایهٔ وسوسهٔ و وہم در اندوختهٔ

اینکہ بینی نظر تست و خیال دل و تو
اینہمہ علم زہمسایہ در آموختهٔ

وسعت عرش درون دل و جان میداری
از ہوسہا تو قباتنگ بخود دوختهٔ

باز عرشی و ترا قدس نشیمن بوده
روش بوم دریں کنج در آموختهٔ

روح حق ہستی و مسجود ملایک بودی
آه ارزان دُر نایاب تو بفروختهٔ

ذاتِ تو نور قدیم ست وعدم اصل وجود
وہم ایں ہستی حادث بدل اندوختهٔ

لوح ساده ز ازل آمدی و باز اینجا
نقش شتی بدل خویش در اندوختهٔ

حق چو روح ست و جہاں ہمچو بدن آمده است
علم تحقیق ز اُستاد نہ آموختهٔ

گرچہ ناید بنظر لیکہ محیط جسم ست
روح مارا صفتِ ذات خود آموختهٔ

حق چو جانست و بود ہستی من ہمچو خیال
ای دلِ من زحق ایں علم در آموختهٔ

قطرهٔ ہستی خودرا تو بہ قلزم انداز
چہ دریں خاک کده خاک در اندوختهٔ

از عدم تابوجود تو مدد باست بسے
مایهٔ ہستی خود از عدم اندوختهٔ

روح ساده بجہاں آمدیٔ و نفس زکی
از ہوا و ز ہوس ایں ہمہ اندوختهٔ

صورت نقش جہاں عکس خیال تو بود
ایں در است مگر از خواب در آموختهٔ

مثل خواب ست جہاں عکس خیالِ دل من
خواب دان ہرچہ کہ زیں علم در آموختهٔ

جاں کہ پاکست ز آلودگی نقش وخیال — ایں ہمہ تفرقہ از وہم در اندوختۂ
آہ زیں رنگ کہ بیرنگیٔ جاں کم کردہ — آہ ای ہوش چرا ایں سبق آموختۂ
آہ ای عقل کہ از عشق تو دور اُفتاد — آہ ای دل کہ تو زیں دردو الم سوختۂ
آہ ای دل بہوائیٔ کہ مرا میسوزی — آہ ای جاں ز کہ ایں سوختن آموختۂ
آہ ای دیدۂ تو چوں رویٔ کسے میدیدی — تا کہ از آتشِ عشقش دلِ من سوختۂ
آہ زاں آتش عشق کہ دلم سوخت ازو — آہ زاں شعلہ کہ در جانِ من افروختۂ
آہ ای دیدہ تو چوں اشک زخوں میریزی — آہ ای دل بغمِ عشق کہ تو سوختۂ
آہ زاں یار کہ ہجرانِ مرا کرد پسند — آہ ای جاں کہ تو اندر غم اوسوختۂ
آہ وصد آہ دریں دار حیات ای احمد — غیر از درد و الم ہیچ نہ اندوختۂ

دیگر

پردہ برویٔ خویش زما چوں کشیدۂ — پیراہن شکیب دل مادریدۂ
مابیدلاں زعشق تو سرگشتہ وخراب — تو چوں نقاب بررخ زیبا کشیدۂ
با ما بگو کہ منتظرانیم قاصدا — از حالِ یار ما خبری گرشنیدۂ
میریم از غم تو نہ پرسی زحال ما — ای شمع چوں تو سوزش پروانہ دیدۂ
کویت گذاشتہ تو بگو ما کجا رویم — چوں بے درم بتا دل مارا خریدۂ
نامد بہ ہیچگاہ ترا دامنش بدست — ای دل تو سالہا بہ پئے او دویدۂ
بودی بخویش مردِ توانا و سرو قد — اکنوں چوچنگ از غم عشقش خمیدۂ
اندر جہاں کہ جاذب جانہاست حسنِ تو — دلہا بزور عشق سویٔ خود کشیدۂ
طعنہ مزن بحالِ منِ زار زاہدا — افسوس میکنم کہ تو اوراندیدۂ
از حسن آں نگار ترانیست سیریٔ — ہر چند سالہا بغم او طپیدۂ
ما از جنون عشق گریباں دریدہ ام — تو از فراق جامۂ جانم دریدۂ
ما بر جمال رویٔ تو عاشق نگشتہ ایم — خود سوئی خویش ایں دلِ مارا کشیدۂ
اشک ارغواں و رنگ رخ من چو زعفران — ای دل زباغ عشق گلِ داغ چیدۂ

که دیده و شنیده یکے هست زاهدا | مادیده ایم از دگراں تو شنیدهٔ
از آتش محبت و از سوز عشقِ یار | از راه دیده خوں شده ایدل چکیدهٔ
آرزوگیت هیچ اثر بردلش نکرد | صد سال ای دل ازغم او طپیدهٔ
بی صبر و بی سکوں زغم عشق گشته ایم | پیراهن ثبات و قرارم دریدهٔ
هر چند پیریٔ و زسرت عاشقی نرفت | پستان اُم عشق به طفلی مکیدهٔ
ماخود شگار تیر نگاهِ تو گشته ایم | تو چوں ز ماچو آهویٔ وحشی رسیدهٔ
صد آفریں ببازوئے تو ای جنوں عشق | کیں خرقهائے زهدِ ریا رادریدیدهٔ
بر لوح جاں چو وسوسه صد نقش میکنی | هستیم آنچناں که مرا آفریدهٔ
گر راست درکجیم همه صنعِ دست تست | آنیم همچناں که تو نقشے کشیدهٔ
در پردهٔ مجاز حقیقت نهاں شدست | خود عود نورِ دیدهٔ یعقوب دیدهٔ
جز یار نیست کار تو ای عشق باکسے | پیوندها او شده زهمه ها بریدهٔ
چوں طور هستیت بیقیں پاره میشدے | دانم مگر تجلی حسنش ندیدهٔ
ای بس عجب به عشق تو بی روح مانده ایم | از دشنهٔ فراق رگِ جاں بریدهٔ

احمد فغاں و شورِ تو خود نیست بی سبب
شاید که چاشنیٔ وصالش چشیدهٔ

ایضاً

ز جمال روح پرور چو نقاب بر کشائیٔ | ببری ز عاشقاں دل بکمالِ دلربائیٔ
بغمِ تو ای نگارم بلب ست جانِ زارم | سر نو حیات یابم ز درم اگر در آئیٔ
دل عاشقانِ شیدا بر بودهٔ تو ای جان | بکمال دلفریبی بهزار خوشنمائیٔ
نگرم اگر برویت دلِ من رود ز دستم | چو نهاں شوی ز چشمم غم و دردِ من فزائیٔ
بیکے نظر بروت دو هزار جان نه ارزد | برهِ تو جاں چه باشد تو بسی گراں بهائیٔ
شدهٔ ز دیده پنهاں چو پری ز چشم آدم | ز خیال هم را بدرت ممکن نشد رسائیٔ
دل من به عشقش ای گل به فغانست همچو بلبل | تو گهی نپرسی از من بچه درد مبتلائیٔ

تو بسان روح ای جان ہمہ تن حیات جانی | بمثالِ نوردیده بدرونِ چشمہای
بخمار چشم میگوں ز نگاہِ مست ایجاں | بہزار خوش و مستی بدلم دری کشای
نہ کسی ببرد خود را بسلامتی زکویت | دل خلق می ستانی بہزار دلربای
ز سر حکیم دانا کہ بعشق منکر آمد | بہزار علم و دانش تو کلاہ میربای
بخدا کہ دردو عالم توی آفتاب دلہا | توبچشمہا چونوری پئے تیرہ جان ضیای
دلِ من ز روز اول بجمالِ تست شیدا | رخ خویش باز بنما بدہ داد آشنای
تو مسیح جان مای بجمال وحسن وخوبی | ز برای درد منداں کہ دوا وہم شفای
بغمش تمام عمرت شدہ صرف وائے ایدل | نہ نجات شد ترا زو تو ہنوز مبتلای
بہ بلای عشق صابر بشوای دلِ حزینم | چو اسیر دام یاری و بدست پر جفای
بسلاسل محبت چو بہ بستہ اند پایت | بہ اسیر دام خوباں نبود گہی رہای
اگرت ہوای وصلِ صنمی ست ایدل من | ز برای خواری وغم تو بعشق او سزای
زملامت و زخواری دل من چہ تنگداری | نہ تو شیخ وقت ہستی نہ تو مرد پارسای
زحرم برآ وروکن سوی کوی مے فروشاں | ز محبت آتشی زن تو بخرقۂ ریای
نہ کسی بہ قیل و قالی بوصال اورسیدہ | بسپار جاں بجاناں بگذار ژاژخای
تو بایں غرورزاہد ہوس بہشت داری | نرسی بعرش ہرگز کہ تو طائر ہوای
خبری ببر بمسجد بر زاہدان خودبیں | کہ سوی بت طبیعت مکنید جبہ سای
ز ہوا دمی جدا شونفسی ز خود برون آ | برسی ببال عشقش سوی اوج کبریای

غزل

تو بایں جمال و خوبی بکمال دلربائی | دل عاشقاں شیدا ببری بخوشنمای
ز جمالِ دلفریبت دو جہاں شدست برہم | کہ بسحر نرگس خود تو عجیب فتنہ زای
بنگاہ عاشقانت ز جمال تست پیدا | ہمہ صنعتِ الٰہی ہمہ نور کبریای
مکن آہ وشوروافغاں ز جفاوجور خوباں | کہ بتان دلربارا روشی ست بیوفای
تو بہوای روی آن گل دل وجان خودفدا کن | تو بچند ہمچو بلبل بہ غمش سخن سرای

حذری بکن ز خوباں که بزهد دشمنانند
مگذر ز کوی ایشاں که تو مرد پارسائی

چو شنید نالهایم بتِ من بگفت با من
تو چه درد داری احمد بفغاں بگو چرائی

نه بشب قرار در تو نه بروز صبر در دل
که بدردِ عشق دلبر همه وقت مبتلائی

بوصال آں پریرو هوس فضول داری
به شهان باریابی که فقیر و بینوائی

نه پری نه بال داری چو پری بسوئے قصرش
نه به بخت تو سعادت که کند بدو رسائی

ز جفائے تیغ جاناں ز بلائے عشق دلبر
چو شدی شهیدای جاں تو بعین کربلائی

همه بیدلاں بافغاں که دلم ببرده دلبر
بمثال دزد پنهاں دل عاشقاں رُبائی

چو در آمدی بجانم شب من چو روز کردی
که به مسِ تیرهٔ دل تو عجب کیمیائی

چو مکان و جا گرفتی بدرون جانِ عاشق
تو اگرچه عشق برتر ز همه مکان جائی

نه ز خلق اینجهانی نه ز جنس آسمانی
بمن عشق حال برگو تو کئی و از کجائی

تو که نادر و غریبی بجهاں بسی عجیبی
بصفات و جوهر خود همه سایهٔ همائی

تو ز جان و تن برونی ز چنیں چناں فزونی
نه عرض نه قسم جوهر نه خلا و نے ملائی

تو همائے لا یزالی به فزای بے مثالی
ببری دل برشته سوئے اوج کبریائی

دل مبتلائے غم را ز الم همی رہائی
که ببازوئے تو باشد همه قوت خدائی

چه ثنائے تو بگویم که ز مدحها برونی
بکمال ذاتی خود تو مدیح و خود ثنائی

ز تو هست در لبانم همه شور و نالهٔ من
چو پری ز جان عاشق بفغاں همی درآئی

همه شورِ عاشقانت ز دم تو هست هر دم
شدهٔ نهاں بدلها بمثال بانگ نائی

بخُم دلم چو باده همه جوش میزنی تو
بمثال مستیِ می ز فغانِ من برآئی

همه دل به تست شیدا ز جمالِ تو نشاں نی
همه جاست شور عشقت تو بگو کدام جائی

نه ترا قیاس یابد نه حواس درک سازد
بمثال در نگنجی ز همیں همان داریٔ

نه کسی بجهد و کوشش به نشاں تو رسیده
تو خدائے و بسوی دلِ طالبان خود آئی

ز برائے جمله اسما صنما توئی مسمے
پئے هر کمال ذاتی تو بخویش منتهائی

تو منزهی ز صورت ز مثال و از تشبّه
تو ز چند و چوں برونی ز همیں همان ورائی

تو نہ اینی و نہ آنی نہ ہمینی و ہمانی
زتوئ منی برونی ہمہ ایں توئ ومائ

ہمہ ہستی دو عالم چو حبابِ بحر باشد
نہ منی ماست اِلاّ زتو ہست ایں انائ

توئ ہمچو جان عالم بمثال جسم باشد
جسد ست آشکارا تو چو روح درخفائ

بمثال مہرتاباں کہ شدہ رواش نورش
پۓ ستر سر ذاتی تو بخویش خود ردائ

بدرونِ جانم ای جان تو چو عشق بر نشستی
بحیات و مرگ ہر دو زتو نیستم رہائ

بدل شکستۂ من نظرے ز لطف فرما
کو برائ مستمنداں تو کریم ومرتجائ

شدہ ام اسیر زلفت بمثال جان عاشق
زکمند تو دلم را نبود گہے رہائ

بہ محبت نگاری دل من بسوخت احمد
بہ بیان ہجر و وصلش تو ہنوز مبتلائ

ایضاً

شاہ ہمہ خوبانی در خوبی و زیبائی
روح ہمہ عشاقی جان ہمہ جانہائی

چوں جلوہ کناں آی و باروی دل آرامی
از من ببری یکسر آرام و شکیبائی

ای راحت جان من کے از تو جدا گردم
چوں عشق بدلہائ دردیدہ چو بینائی

اے نورِ نگاہِ من بے روئ دل افروزت
جان برلب من آمدہ و باید کہ تو بازائی

ایمان ببری غارت صد خانہ کنی ویراں
چوں تو نہ کسی باشد در شوخی و رعنائ

رنگ ہمہ گلہائ حسن ہمہ خوبانی
تو جوشش ہر عشقی تو مستی صہبائی

در تفرقہ عالم من جمع ترا دیدم
گر دیدہ تعددہا آئینہ یکتائی

کے علم تر داند کے عقل ترا یابد
چوں تو شدۂ پنہاں در شدت پیدائی

فرخندہ دمی باشد میمون نفس باشد
جانے کہ رہید از جا گم گشتہ بہ بی جائی

مدحی کہ ترا گویم بر تر تو ازاں ہستی
وصفیکہ ترا سازم زاں وصف مبرّائی

دردے کہ بدل دارم جز تو نبود دارو
آرام ہمہ دلہا ہم راحت جانہائی

جانہا بہ فغان آمد از شورش عشق تو
بے صبر دسکون گشتہ بی تاب وتوانائی

در قتل من مسکیں جز جرم محبت نی
در ہر طرفے غوغا یک خلق تماشائی

ہر آنچہ کہ می بینی آں صورت علم تست
مرعی ہمہ گم کردد گر گم بشود رائی

عشق آمده در جانم رسوائی جهانم کرد　　از ننگ چه غم دارد شوریده و رسوائی
مانند خراباتی در کوی بتاں ساکن　　مجموعۂ بدنامی فارغ ز خود آرائی
شوریده سر عاشق از ننگ کجا ترسد　　تا شیوۂ عشق آمد خود رندی و رسوائی
ای حسن ترا هر دم صد گونه تجلی ها　　هر لحظه بشان تو دردیدۂ من آئی
جانے کہ ترا ای جان در کسوت مجنوں دید　　باالله شود مجنوں داند کہ تو لیلائی
هر چند نشانہایت در انفس و آفاق است　　بے نور یقیں لیکن دردیده نمی آئی
از شورش عشق او چوں نی بفغان هستم　　ایں نالۂ زار من میدان زدم نائی
دیوانہ دل عاشق جز یار نه آرامد　　پابند کسے کی شد ایں وحشئ صحرائی
مستغرق عشق او در قلزم بیرنگی　　صد بار ز ند غوطہ چوں ماہئ دریائی
قربان شومت ساقی یک جرعه به احمد دہ　　تا از کرامت جانم برهد زمن و مائی

ایضاً

کن زنده جانم ای صبا از بوی گیسوئ کسے　　چوں مرده ام از حسرت لعلِ سخن گوئی کسے
من عاشق شوریده سر از کفر و ایماں برترم　　وینم شده مهر کسے ایمان من روئی کسے
آمد سجود زاهداں سوئ حریم کعبه　　شد سجده گاه عاشقاں محراب ابروئی کسے
روح دو عالم آمده ریحاں زلف عنبریں　　صد جان عاشق بستۂ شد در تار یک موئی کسے
شد تُرک چشم نازنیں غارتگرِ ایمان من　　وز دیده دین و دل زمن یک زلف هندوئی کسے
شد مذهبم عشق کسے شد مشربم مهر کسے　　شد قبله ام روی کسے شد کعبه کوئی کسے
دیدم گل خوش رنگ را خاری خلیده در دلم　　صد فتنه آمد بهر من ار روئی نیکوئی کسے
ایں نالۂ وافغاں من بے سود آمد احمدا　　چوں گشتن دل دادگان شد شیوۂ وخوئی کسے

ایضاً

آمد نسیم دلستاں سوئے من از کوی کسے　　شد پر سرور و پر طرب جان من از بوئ کسے
از اندروں واز بروں گردیده ام بی چند و چوں　　رفت از سرم هوش و خرد از سحر جادوئ کسے
آمد چو اصل رنگہا بی رنگی و بی صورتی　　روئے سوبی سوئ دلا ایں است ره سوئ کسے

از مصحف او آیتی چوں انفس و افاق شد　　والشمس واں روئی کسے والیل گیسوئ کسے
لیلیٰ کجا مجنوں کجا بود آں تجلی جمال　　در من جنون عشق واں از زور بازوئ کسے
شد سایہ افگن بر سرم آن جان جاں ہمچوں پری　　آید زہای و ہوئی من وز آہ من بوئ کسے

بر ہای و ہوئے عاشقاں ہم نالہائ زارشان
کے رحم آرد احمدا چوں جور شد خوئ کسے

☆☆☆

غزلیات

غزلیات

غزل

ساقیا از بادۂ خود مست کن جانِ مرا — وز طرب بشکن خمارِ حزن و حرمان مرا
جلوہ گر شو پیش من وز آفتابِ روئے خویش — باش نوردیدۂ مشتاق و حیران مرا
عشق خوبان رانہاں چون جان بدل میداشتم — فاش ای چشم نمودی راز پنہان مرا
سالہا چوں زاہداں من زہد و تقویٰ داشتم — تا بہ پیمانہ شکستی عشق پیمانِ مرا
زاتش حسن رخ او گرچہ ای جان سوختی — بردلِ او کے اثر ایں آہِ سوزان مرا
از یکی غمزہ ہزاراں دین و دل بربودۂ — بردۂ ودر غارت اے طرّار ایمان مرا
نالہا دارم چونی من از دم یارِ عزیز — فہم نکند ہیچکس اسرار افغان مرا
زاتش دل خرقۂ زہد ریاراسوختیم — از قبائے عشق پوشان جسمِ عریانِ مرا
کن تجلی بردلم اے مایۂ نورِ یقیں — روشنی افزا برحمت چشم عرفانِ مرا
ای قدم از نور خود ہستیٔ حادث محو کن — وی وجوب از من برایں وہم امکانِ مرا
باش ظاہر بر دلم ای ملہم اسرارِ غیب — پُرز دردِ عشق ساز اشعار دیوان مرا
بی تو مینالم چو بلبل ای گل خنداں من — چوں خزاں عشقِ تو آتش زو گلستانِ مرا
باز آ و چوں محبت دردلِ احمد نشیں — ساز آباد از رخِ خود جان ویران مرا



غزل

ساقیٔ فرخندہ رو خیزو بدہ جام را — وز مئی خود مست کن ایں دلِ ناکام را
بر سَرِ بامم شبی جلوہ کن ای ماہ رو — وز رخِ چوں آفتاب صبح کن شام را
در رہِ عشقت اگر خلق ملامت کنند — لیکہ چہ پروائی ننگ چوں منِ بدنام را
ماٰمنِ دلدادگان چوں درِ پیرِ مغاں ست — ای دل من غم مخور گردشِ ایام را
قبلۂ من روئے تو کعبۂ من کوئے تست — بستہ ام از مدتے بہر تو احرام ر

از من شوریدہ سر بردۂ آرام جاں
بارِ دگر جلوہ دہ روئے دلارام را

بادۂ عشق بنوش نعرہ چو بلبل بزن
خیز وتماشابکن شاہد گلفام را

کے سراوجت پرد مرغ خیالات و عقل
سوختہ نارِ جلال شہپر اوہام را

زآتش حسن رخش سوختہ الم ای صبا
کن خبر از حالِ من سروگل اندام را

ای دل من در غمش چونکہ تو کم سوختی
زآتشِ مہر رخش پختہ کن ایں نام را

احمدؔ اگر اے صنم لائق انعام نیست
از کرمِ عام خویش خاص کن ایں عام را



غزل

ایکہ بس شبہا بروز آمد دریں سودائے ما
کم نشد از صد یکی زین بیقراری ہائے ما

سوختی از نازای مہر و دلِ شیدائے ما
نالہا داریم ونکنی گوشِ ایں ہیہائے ما

بے جمالِ دلفروزِ آفتاب روئے تو
سوختہ جان و دل ما آتش سودائے ما

چند نالم می نپرسی ہیچ از حالِ دلم
خاک گردیدیم درعشق رخت ای وائے ما

چہرۂ زردم نگر وز حالِ زارِ ماپرس
عاشقی و بیدلی پیداست از سیمائے ما

ماکہ درعشق بتاں از خانماں آوارہ ایم
گشت زیں دیرِ مغاں وکوئے خوبان جائے ما

ای حریف از دردِ جاں و بیدلی ماپرس
دل ربوداز ماجمال دلبرِ زیبائے ما

مفلسیم و بی نوا خانہ گرو دکان خراب
عشق غارتگیر بردہ ایں ہمہ کالائے ما

آں پری چہرہ کہ ما مجنوں وشیدائی اوئیم
کے خبر جانِ ترا ای عاقل از لیلائے ما

اں اسیر رنگ و بو وبستہ نام ونشاں
بگذار از خود بیخودی موجیست از دریائے ما

در ہوائے آں پری ماز جان گم گشتہ ایم
گشت بیجائی زحیرانی عشقش جائے ما

چوں دمِ نای درون نی نہانِ گردیدہ ایم
از دہانِ عشق بشنو در جہاں غوغائے ما

احمدؔ از گردشِ دورِ زمان فکری مکن
شد درِ پیر مغاں ماوائی ماملجائے ما



غزل

رحمی نہ دردل یارب بتاں را | بی جرم کشتہ ایں نیمجاں را
ساقی بمادہ رطلِ گران را | تاروندانیم این را و آں را
للہ یاراں از حالِ زارم | آگاہ سازید آں مہرباں را
کردیم وقفش دین و دل خود | در عشق جاناں دادیم جاں را
آرد بنالہ ایں دردِ جانم | چوں ضبط سازم آہ و فغاں را
سینہ سپر شد از بہر غمزہ | جانم ہدف گشت زخم سناں را
مائیم وِرندی وہم عشق خوباں | زہدست وتقوئی مرزاہداں را

احمدؔ بہ عشق آں ماہ پیکر
ایثار کردیم جان و جہاں را



غزل

صنما بحالِ زارم نظرے بکن خدارا | کہ نماند بے تو صبرے دلِ ناشکیب مارا
بدرونِ پردۂ دل غم عشق بود پنہاں | بنمود اشک چشمم ہمہ راز آشکارا
زجمال دلفروزت نفسے نقاب برکس | مگمار بہر قتلم دم خنجر حیارا
بجمال وحسن وخوبی تو مسیح جان مائی | بمریض خویش للہ برسان وے دوارا
چہ کنم من عمر فانی چو توئی حیات باقی | تو چو نور چشم مائی چہ کنم دگر ضیارا
بجمال دلفروزت بکمالِ دلربائی | کہ نماند در دلِ من بجز از تو کس نگارا
بغمت مریض ہستم بصد عجز بر نشستم | چہ بود کہ دستگیری چو من شکستہ پارا
تو کہ شاہ حسن وخوبی بہ سریر دلربائی | زجمال دہ زکوتی من بینوا گدارا
بہ نسیم زلف مشکیں دل من حیات یابد | سحری رساں بجانم بہ شمیم خود صبارا
بیکے سنان غمزہ دو ہزار خوں بریزی | بکمال حسن وخوبی دلِ تست سنگ خارا
بہ محبت نگاری بہ بلائی عشق شادم | ہمہ عیش ای حریفاں ہمہ دلبراں شمارا

تو بہ قربِ ہمچو جانی کہ بدیدہ می نیائی	دل عاشقانت حیراں بکمالِ تست یارا
بتو زندہ ایم ای جان کہ توی حیاتِ جانم	توئی نورِ دیدہ من بتو بنگرم نگارا

ہوسی ست در سرِ من کہ بہ عشقِ تو دہم جان
زشکستہ جانِ احمد بہ پذیر ایں دعارا

☆☆☆

غزل

بہ عشقت جانِ من بیمار شد بیمار تر بادا	وگر دل از محبت زار گشتہ زار تر بادا
زرسوای و بدنامی کجا ترسد دلِ عاشق	بہ سودائے محبت خوار اگر شد خوار تر بادا
زدی زخمی بجانم آنچناں گزوی دلم خوں شد	دو چشم گراز اں خونبار شد خونبار تر بادا
پے غارتگریٔ جاں عاشق زلف ہندویش	بشوخی ہا اگر طرار شد طرار تر بادا
اگر آں چشم پر فتنہ بہ تیر غمزہائے خود	برائے عاشقاں خونخوار شد خونخوار تر بادا
بعیاری و شوخی خون عاشق ریختہ آں بت	دو چشم او بخون عاشقاں عیار تر بادا
زتیغ نازاں دلبر دل شوریدۂ عاشق	چہ غم دارد اگر افگار شد افگار تر بادا
دل شوریدۂ عاشق زدستِ ساقیٔ مہرو	بجام عشق اگر میخوار شد میخوار تر بادا
زصہبائے محبت وز دو چشم پر خمارِ اُو	دلِ عاشق اگر سرشار شد سرشار تر بادا
مترس ای دل براہِ عاشقی از ننگ رسوائی	خوشا گر راز تو اظہار شد اظہار تر بادا
درآمد عشقِ تو در دل ہمہ پیوند بگستہ	غمت بہر دلم غمخوار شد غمخوار تر بادا
تمامی منکراں وزاہدانِ خشک را ساقی	بآبِ بادۂ تو خرقہ و دستار تر بادا

زصہبائی کہ ساقی مست کردہ جانِ احمد را
چو منصورم خمار از بادۂ اسرار تر بادا

☆☆☆

غزل

شوخی کہ آموختہ شاہداں را	کز غمزہ جان سوختہ عاشقاں را

این رهزنان و این ترک چشمان — غارت بکرده ایمان و جاں را
یاریکه آرام جانم ربوده — سویم بیارید آں دلستاں را
از جورت ای بت تاچند نالم — کشتی به غمزه این نیمجاں را
هر کس که دیده باغ جمالت — دیگر نه بیند او گلستاں را
بی شمعِ رویت روشن که سازد — این ظلمت هجر و تیره شباں را
از جامِ عشقش بیخود چو گشتم — دیدم همیں جا من لامکاں را
این رنگ زردم وین آه سردم — خود فاش کرده رازِ نهاں را
کے از ملامت ترسد دلِ ما — تا ترک سازیم عشق بتاں را
بیند جمالش چشم یقینم — زاهد بکرده قبله گماں را
احمدؔ زحالِ سوز درونی — تاچند گوئی در کش زباں را



غزل

عشق جبارست بر ارواح ما — آنچنانکه خلق در حکم قضا
چیست انجم پیش مهر نیمروز ۱ — حکم قاضی راست و مقضی محوولا
همچو گوئی جان پیشِ صولجاں — تاهمی پرّاندش تحت و علا
حبل جباری شده ویرامهار — همچو اشتر گویدش این سو بیا
دامِ خس انداخته بدنام من — تا ملامت باشده مارا صِلا
ازدل ما سر برآرد وحی وار — ازغم وازحزن واز لطف وعطا
تادگرگرددمرا این چشم وگوش — تادگرگرددل وفهم و ذکا
کیست آں تادم زند چوں ذرهٔ — پیش تاب حضرتِ شمس الضحیٰ
این منی و مای ما چوں سراب — پیش بحر قلزم بے منتهےٰ
یک دمی ای مهرتاباں خوش بتاب — ذرّه هارا بشکن این وهم انا
تابه پیشت محو گردند این همه — ماهرو یکدم نقاب از رخ کشا

وایٔ ناکامی ما در عشق تو — وائے جانم وائے درد بے دوا
داغ عشقت چوں نہادی بردلم — مرہمے شو ہم پئے ایں زخمہا
کشف کن برمادمی اسرار خویش — نیز ہر ایں عدم ہستی نما

احمد و محمود و حامد وصف اوست
ذاتِ پاکش مدحہا را منتہیٰ



غزل

بارخ چوں مہر اے جانان ما — باش نورِ دیدۂ حیران ما
تو چو جانی جان ندیدہ ہیچکس — زیں نمی آئی تو در چشمانِ ما
کس ندیدہ روح را از چشم سر — دیدنش خواہی بہ ہیں ابدان ما
یار چوں عشق آمد و در دلِ نشست — آنِ او گشتم شدہ اُو آن ما
ای پری در ایں جہان و آنجہاں — عشقت آمد حجت و برہان ما
آنکہ کردہ سینہ ام را پر ز داغ — شد بہارو رونق بستان ما
بہر تست ای ماہِ من شام و سحر — درد و آہ نالۂ و افغان ما
از جمال ہمچو ماہِ چاردہ — ساز روشن کلبۂ احزان ما
ہمچو بلبل نالہا دارم بسے — در غم تو اے گلِ خندان ما
صبر نگنجد یکدم و یک لحظۂ — بے جمالت دیدۂ گریان ما
ای حیاتِ عاشقاں دیدار تو — حسن تو بودست روح و جان ما
جان و دل را تا بقربانت کنم — شو برحمت یک شبے مہمانِ ما
در دلِ شیدائی ما آتش زدہ — شعلۂ حسن رخ جانانِ ما
گم شدن در عشقِ تو توحید ماست — دیدن رویت بود عرفان ما

دیدن دلدار احمدؐ دین ماست
ہست مہر آں صنم ایمان ما



غزل

زآتش سودائے مہر تو جگر گردید آب
اشک خوں میریزد از چشم بعشقت چوں سحاب

گشتہ چوں حسن بتاں غارت گرِ دین و دلم
بر درِ دیرِ مغاں افتادہ ام مست و خراب

فتنۂ خلق جہاں خود آفتِ عشق تو شد
در فغاں و نالہ آمد از تو جان شیخ و شاب

بیرخِ چوں لالہ ات ای سرو گل اندام من
میرود از چشمِ من ہر لحظہ سیل خون ناب

عشق خوباں مردگانِ گورِ تن را زندہ کرد
قوت دلہائے پیران آمدہ حسن شباب

فتنۂ دین و دل عشاق چشم شوخ اوست
وز نگاہِ مست نازش صد ہزاراں جان خراب

در کمند زلفِ خود چوں گردن جان بستۂ
بندۂ روئ تو ایم و تو خداوند رقاب

ساقیا زیں ہوشیاری بس خمار آلودہ ام
غرق کن ہستئ من در بحر مستئ شراب

احمدا در مدرسہ من درس عشقش میکنم
مصحفِ روی حسیناں بس بود مارا کتاب



غزل

گر حقیقت از جمال خود براندازد نقاب
از وجود تو نشاں باقی نماند ہیچ باب

تابش خورشید معنی چشمہارا خیرہ کرد
در ردائے نور خود پنہاں شدہ خود آفتاب

ایں وجود ہستی ما جز گمان و وہم نیست
ہستئ حق بحر باشد ہستئ عالم سراب

در ازل چوں بحر معنی موج زد در خویشتن
سر بروں آوردہ زو جملہ جہاں مثل حباب

ہوش احمد ساقیا از بادۂ توحید بر
یکدو ساغر دہ کہ تا جانش سود مست و خراب



غزل

دی صبا پر مشک آمد سویم از کوئ حبیب
مست و شیدا شد دلم زاں نکہت و بوئے حبیب

یک نگاہ مست او صد دین و دل کردہ خراب
سحر دارد بہر جانہا چشم جادوئے حبیب

کعبۂ شوریدگان و بیدلاں شد کوئ دوست | قبلۂ جانہائ عشاق آمدہ روئے حبیب

صد ہزاراں عاقلاں در دام زلفِ او اسیر | گشت زنجیر دل عشاق گیسوئے حبیب

بنگر از چشم حقیقت منگر از چشم مجاز | ہست سرو لایزالی قد دلجوئے حبیب

کاکلِ مشکینِ جاناں دامِ دلہا آمدہ | بستہ چوں زنجیر جانِ عاشقاں موئے حبیب

عاشق گم گشتہ دل را جاں نہ بیسوئے رسید | پس بہر سوئے کہ رو آرد بود سوئے حبیب

سجدۂ زاہد بسوئے سنگ دیوارست و خشت | سجدۂ عاشق بود برجلوۂ روئے حبیب

ہر یکے را در جہاں طاقِ عبادت دیگرست | سجدہ گاہِ عاشقاں محراب ابروئے حبیب

عاشقاں را دائما غارتگرِ دین و دل اند | ترک چشم مست نازو زلف ہندوئے حبیب

من نیم تنہا قتیلِ بے نیازی ہائے او
صد ہزاراں جانست احمد کشتۂ خوئے حبیب



غزل

بوئ یارِ مہربانم آرزوست | راحت روح و روانم آرزوست

خرقۂ و شملہ چہ کار آید مرا | دردِ دل سوز نہانم آرزوست

چاشنی غمزہ ات نرود زدل | زخم دیگر زاں سنانم آرزوست

کردہ ام سینہ ہدف ای ترک مست | تیرز ابروئے کمانم آرزوست

از دل و جاں پیش شمع روئے تو | سوختن پروانہ سانم آرزوست

بیخودم کن زاں دو چشم مست ناز | یک نظر ای جان جانم آرزوست

مثل موسیٰ برسرِ طورِ یقین | زاں تجلّی عیانم آرزوست

نیست گشتن اندرونِ ہستیش | گم شدن در بے نشانم آرزوست

تا جمالش بینم از چشم یقیں | برتر از وہم و گمانم آرزوست

نیست گردم او نشیند جائے من | از دمش چوں نے فغانم آرزوست

احمدا چوں گشتۂ درعشق پیر
قوت بخت جو انم آرزوست



غزل

ایکه دردِ عشقِ تو در جانِ ما درمانِ ماست — آتشِ مهرِ تو در دل روشنیِ جانِ ماست

شعلهٔ زو عاقبت تا عقل و جانِ من بسوخت — آتشی از عشق کاں در سینهٔ سوزانِ ماست

بے جمالِ دلفروزت اے مہ تابانِ من — سیلِ خوں ہر دم رواں از دیدۂ گریانِ ماست

عکس من آں پریرو با کمال آب وتاب — ہمچو آئینہ درونِ دیدۂ حیرانِ ماست

زخم ہائے کاں زدی بر دل ز تیزِ غمزہا — خوں چکاں از چشم و آلودہ از و دامانِ ماست

بیخودی و محو و حیرانی نشانِ عشق اوست — گم شدن در عشق آں جانِ جہاں برہانِ ماست

مید مد در جانِ من چوں بسے دم خود آں پری — تا از واین ہائے و ہوئ نالۂ و افغانِ ماست

جاں چہ باشد صد ہزاراں جاں بقربانش کنم — کاں حیاتِ عاشقاں جانِ جہاں مہمانِ ماست

کم نشد ہر چند آب چشم بروی ریختم — آتشی کاں از سرِ سودائے او در جانِ ماست

نالہ و افغانِ جانِ عاشقاں اندر جہاں — یک علم از حسنِ روئے حضرتِ جانانِ ماست

انفس و آفاق احمدؔ چوں تجلی گاہ اوست
عشقِ ما و حسنِ خوباں صورتِ عرفانِ ماست

☆☆☆

غزل

روئ ہر دلبر تجلی گاہ حسنِ روئ اوست — نکہتی کاں آورد باد صبا آں بوئ اوست

پرتوِ خورشیدِ رویش [4] ہر جہت بگرفتہ است — پس بہر سوئے کہ آوردیم رو آں سوئ اوست

قبلۂ دل کعبۂ جاں روئ آں جانِ جہانست — سجدہ گاہِ عاشقاں طاقِ خمِ ابروئ اوست

میلِ ہر دل بر جمال و حسنِ رویش منتہی ست — منزلِ دیر و حرم ای دل خمی از کوئ اوست

آنکہ زد شعلہ بجانم برقِ حسنِ آں پریست — وانکہ بر بودہ دلِ من نکہتِ گیسوئ اوست [5]

جملہ دلہا شیفتہ بر حسنِ روی آں پرست — جانِ خلقِ دو جہاں بستہ بتارِ موئ اوست

ترکِ چشمِ مست او غارتگرِ جاں ہای ماست — وانکہ دزدیدہ دل و دیں طرہ ہندوئ اوست

از سرِ ناز بتاں عشاق را جان سوختہ — سحر ہائے چشمِ خوباں غمزہ جادوئ اوست

احمدا باکہ بگویم خالِ آں طناز و شوخ
شیوۂ عاشق کشی و بے نیازی خوئی اوست



غزل

بیا بیا کہ دل و دیدہ ہر دو خانۂ تست — تو نورِ چشم منی چشم آشیانۂ تست
دل و جگر ہمہ پیشِ تو کردہ ایم ہدف — تو تیرِ غمزہ بزن سینہ ام نشانۂ تست
بحسن خود دلِ فرہاد بردۂ وز قیس — جمالِ لیلیٰ و شیریں یکے بہانۂ تست
سجود کافر و مومن ہمہ بسوئے تو بود — وجودِ دیر و حرم سنگ آستانۂ تست
زروئ ماہ رخاں حسن روئے تو پیدا — فغانِ دل شدہ گلبانگ عاشقانۂ تست
جنونِ عشق ترا ایک جہاں تماشائی — بہر طرف بزبان ہمہ فسانۂ تست
زدی درون دلم آتشی چو پروانہ — بحسن شمع رخاں شعلۂ و زبانۂ تست
زدست عشق بدل زخمہ می زنی بہ نہاں — فغان بربط جانم یکے ترانۂ تست
تو شہسوار جمالی و کاکل مشکیں — سمند عشق مرا نیک تازیانۂ تست
برائ رند خرابات و عاشق بدنام — سرور و مستیٔ عشق از مئے مغانۂ تست
محبتِ تو بجا نہاست گو ہر نادر — ہم اشک عاشقی بیدل دُرِ خزانۂ تست
چو زلف و خال کہ بر روئے ہچو مہ داری — بصید مرغ دلم طرفہ دام و دانۂ تست
حریف بزم محبت ندیم خسرویت — غریقِ بحر حقیقت دُرِ یگانۂ تست
سرودِ عشق تو گشتہ فغان و نالۂ من — حنین درد دلم جنگ و ہم جفانۂ تست
بری ز حسن دلم وانگہم کشی بردار — بکشتنِ من بیچارہ خوش بہانۂ تست
دلا بعشق و غم گلرخانِ گلشن دہر — چو بلبلاں ہمہ گلبانگ عاشقانۂ تست

ربودۂ دل احمد بہ غمزۂ شیریں
بجانِ وی ہمہ افسونِ ساحرانۂ تست



غزل

ساقیا آں راحِ ریحانی کجاست
بہرِ خمارم مستیِ جانی کجاست

آں لبِ چوں لعلِ ربانی کجاست
تشنہ کام آبِ حیوانی کجاست

منکہ رندم خرقہ را آتش زدم
در دلِ من ننگ عریانی کجاست

ما ہمہ از بہرِ دیدار آمدیم
اے خلیل امروز مہمانی کجاست

کر جمالِ مہر مسلکش دیدۂ
در تو چوں آئینہ حیرانی کجاست

ہمچو یعقوبم شدہ دیدہ سپید
آں جمالِ ماہِ کنعانی کجاست

سوختم از عشق ایں سنگیں دلاں
بہرِ ایں دل راحتِ جانی کجاست

آنکہ شد بارِ امانت را حمول
جوشش آں روحِ انسانی کجاست

متحد بودیم ما با جانِ جاں
ای دریغ آں عہدِ روحانی کجاست

ای خلیفہ زادہ مسجودِ ملک
بمذغ تو فرِ سلطانی کجاست

حق شناسی رابرو دعویٰ مکن
در دلِ تو ذوقِ عرفانی کجاست

خوردۂ از نفسِ خود بنگِ غرور
مستیِ آں خمریزدانی کجاست

جانت اندر بندِ دیوی شد اسیر
سیرِ روحی بہرِ زندانی کجاست

جاں فدا کردند بردیں اہلِ دیں
اے مسلماناں مسلمانی کجاست

مست کردہ آنکہ جانِ بایزید
آں مے پر جوشِ سبحانی کجاست

عشق آید خانماں ویراں کند
اگر تو داری عشق ویرانی کجاست

غیر او را چوں بدل راہی دہی
ای دلم بنگر کہ دربانی کجاست

رحمتی کاں گبر و مومن را گرفت
اے رحیم آں رحمِ رحمانی کجاست

آنکہ جانت بردہ از یک جلوۂ
احمدا آں شکلِ روحانی کجاست

☆☆☆

غزل

باز دردِ عشق خوباں الغیاث
می کند در سینۂ من انبعاث

اے دریغا عشق خونم ریختہ — نیست کس بر جورِ جانم مستغاث
ہر کہ دمہ اندریں سودا خراب — بستۂ زلفش ذکور وہم اناث
عشق خونم میخورد خود بے دریغ — آنچنانکہ مرد مان شاخِ کراث
مایۂ درد و بلا اندوختم — نیست اندر خانہ ام جز ایں اثاث
اے دلم از درد واویلا مکن — شیوۂ مرداں نباشد انبثاث

غم مخور از جور ہجرش احمدا
از کرم روزی شود یارب عناث



غزل

کشتۂ جورِ نگارم الغیاث — زو بجان صد زخم دارم الغیاث
دل ربود از من نگارم الغیاث — باز گشتہ خوار و زارم الغیاث
آنکہ بود آرامِ جانِ بیقرار — از دلم بردہ قرارم الغیاث
خون دل خوردہ بجاں آتش زدہ — الغیاث از جورِ یارم الغیاث
بے جمالِ دلفروز گلرخاں — من سراپا خارخارم الغیاث
دین و دل بردند ایں غارت گراں — وزستم ہا کشتہ زارم الغیاث
از تطاول ہائے زلفِ دلبراں — بس پریشاں روزگارم الغیاث
در ہوائے لالہ رویاں ہمچو ابر — خوں زچشم خویش بارم الغیاث
عشق خوباں خونِ جانم ریختہ — نالہا زیں درد دارم الغیاث
یک دو جام دہ زغم آزاد کن — ساقیا سرپر خمارم الغیاث

ترکِ چشم مست تیر غمزہ زد
احمدا زاں دلفگارم الغیاث



غزل

اے زجورِ چشم جاناں الغیاث — زد ز غمزہ زخم در جاں الغیاث

بے جمالت ای حیاتِ جانِ ما
نالہا داریم و افغاں الغیاث

وحشتِ سودائے زلفِ دلبراں
کرد جانم را پریشاں الغیاث

از فراقِ آں نگارِ ماہ رو
ہمچو بے ہستیم نالاں الغیاث

آں ستمگر خونِ جانم ریختہ
از سنانِ تیر مژگاں الغیاث

ہمچو طرّاراں دلم بردہ بتاں
ہم نہاں دز دیدہ ایماں الغیاث

لشکرِ غمزہ بتان سنگ دل
کعبۂ جاں کردہ ویراں الغیاث

ما مریضاں را سنانِ غمزہ ات
میخلد در جاں چو پیکاں الغیاث

ساقیا از بادہ جانم مست کن
سخت از ہوشم پریشاں الغیاث

ہستیِ وہمی بروں آوردہ سر
رخ حقیقت کردہ پنہاں الغیاث

جانِ احمد ہمچو پروانہ بسوخت
بے رخت ای شمعِ خنداں الغیاث



غزل

از محبت بیقرارم الغیاث
دل ازو پردرد دارم الغیاث

من ز دردِ عشق زارم الغیاث
روز و شب زو بیقرارم الغیاث

با فغان و نالہ ہا کارِ من است
دائما در اضطرارم الغیاث

سوختہ جانِ غریباں بیدریغ
آتشِ حسنِ نگارم الغیاث

در جگر صد تیر از غمزہ زدہ
ترکِ چشمِ مستِ یارم الغیاث

آہ در عشقِ بتان ماہ رو
سر بسر رسوا و خوارم الغیاث

من بجانِ خویش از تیرِ غمش
ای حریفاں زخم دارم الغیاث

گفتہ ام حق لیک ایں حق ناشناس
کردہ ناحق سربدارم الغیاث

احمدا در دامِ زلفِ دلبراں
او فتادہ چوں شکارم الغیاث



غزل

سوخت جانم عشقِ خوباں الغیاث | ریخت خونم تیغِ ہجراں الغیاث
ای پری در عشق تو دست جنوں | میدرد جاں را گریباں الغیاث
گشت چوں یعقوب چشم من سپید | از غمت ای ماہِ کنعاں الغیاث
ای حقیقت باش کشتیبانِ من | میشوم من غرق طوفاں الغیاث
آفتاب ذات از فرط شعاع | گشتہ شمعے زیر داماں الغیاث
صبح وصلِ روزما را شام کرد | ظلمت شب ہائے ہجراں الغیاث
یارزخم لن ترانی می زند | دیدہ ام دیدارِ جویاں الغیاث
شورشِ عشق ست از حسن پری | زاں چونی داریم افغاں الغیاث
نالۂ بے از دمِ نائی بود | عشق نالاں جرم برجاں الغیاث
فتنۂ حسن ست ومن رسوائے شہر | سوئے دارم بردہ ناداں الغیاث
مصحفِ ایمانِ احمد سوختی | از ستم ای نامسلماں الغیاث



غزل

بہ عشقش سر فدا کردن چو حلاج | روان عاشقان را ہست معراج
پریروئے بعونِ لشکر حسن | ای ملک جاں را کرد تاراج
تو در خوبی و زیبائی شہ حسن | جمالت برسرِ خوباں بود تاج
بہ تختِ جاں چو شاہِ حسن بہ نشست | ازاں خانہ خرد را کردہ اخراج
جمالش از ہمہ خوبان عالم | ستاند ہمچو شہ از ہر یکے باج
ہتِ من از برائے تیر غمزہ | دلِ عشاق را کردست آماج
پئے تاراج کردن ملک دلہا | زغمزہ حسن تو بفرستہ افواج
بخود چوں جوش زد بحرِ حقیقت | دو عالم سربر آوردہ چو امواج
دل احمد بتاں سوئے جمالت | برائے یک نظر گر دید محتاج



غزل

ساقی قدحے بدہ ازاں راح　　کومست کند قلوب و ارواح
از مستی و از نشاط مے ریز　　در کاسۂ روح ما چواقداح
اے مطرب عشق نغمہ کن ساز　　تا رقص کنند جملہ اشباح
افسردگی دلِ پریشاں　　از بادہ در آرسوئے اصلاح
از بہر کشادن دلِ تنگ　　داری تو بدست خویش مفتاح
از کذلکِ بیخودی تو حک کن　　نقشے کہ گرفتہ اند الواح
بردارزمن تو ظلمتِ ہجر　　از حسن رخت چونوراصباح
جانند ز مہر تو زجاجہ　　عشقِ تو دروبسانِ مصباح

احمد بدر تو سر نہادہ
دارد جانش بتو صد الحاح



غزل

بدیدم دی رخِ زیبائے فرّخ　　جمالِ دلربا سیمائے فرّخ
جنونے کز غم عشق تو باشد　　مبارک وحشتے سودائے فرّخ
چومے جانِ مرا مستی فزودہ　　خمارِ نرگس شہلائے فرّخ
ببالِ بیخودی پرواز کردم　　رسیدم تا مقام و جائے فرّخ
ز قیدِ ننگ ساقی جاں رہا کرد　　بیک جامِ مئی وصہبائے فرّخ
نظر کن از فرح بر داغ سینہ　　بباغِ دل بہ بیں گلہائے فرّخ
دلی کو آئینہ ساں محوِ حسن است　　چو مجنوں پرشد از لیلائے فرخ
بحسن روئے خود صبرم ربودہ　　قرارم از قد بالائے فرخ
بہ عشق یار عمر خود کند صرف　　زہے عاقل زہے دانائے فرّخ
دلم بردہ یکے سروِ روانی　　بباغے با قدِ رعنائے فرّخ

بیا احمدؔ چو مرداں جاں فدا کن
بہ حسنِ یار دل آرائے فرخ



غزل

در غمِ عشق تو گریاں دیدۂ یعقوب باد — در بلاہا یار من صبر دل ایوب باد
سر ز سودائے محبت والہ و شوریدہ بہ — وز فروغ حسن جاں در فتنہ و آشوب باد
تن ز جوشِ عشق اندر چرخ در قصاں ہمچو طور — سوختہ جاں از تجلی جمالِ خوب باد
روح من از راح عشق تو بود مخمور و مست — جان من از سیلیِ اجلال تو مضروب باد
کم مبادا لذت زخم سنان غمزہ ات — چاشنیِ جور تو جان مرا محبوب باد
چشم جان و علم و عقل و فہم من اے ماہرہ — از تماشاء جمالِ غیر تو محجوب باد
دل ز فرطِ شوق و مستی شراب بیخودی — دست افشاں از سرور و از طرب پاکوب باد
ہوش من مدہوش بادا از مئے مہر حبیب — وز جنونِ عشق و سودا عقل من مغلوب باد
دل ز تنگیِ کشاکش ہای عقل آزاد بہ — جان من در کاروبار عشق خوش اسلوب باد
شعر ہایم در حضورِ حضرتِ جانانِ ما — بہرِ اظہارِ غم دل نامہ و مکتوب باد

آرزو دارد دل شیدائے احمدؔ روز حشر
باسگانِ کوئے او ہستی من منسوب باد



غزل

جاں فدائے حضرت جانانہ باد — دل ز فکر غیر او ویرانہ باد
ہمچو مجنوں از جنونِ عشق تو — ہر کہ دیوانہ نشد دیوانہ باد
باہمہ تقدیسِ جبریلِ امیں — پیش شمع روئے تو پروانہ باد
ہر دل افسردہ اے ساقیِ عشق — از دو چشم مست تو مستانہ باد
خرقۂ سالوس و زہد خشک ما — دائما رہن مئے و پیمانہ باد

در غمت چشمی که خونِ دل بریخت　　پر زخون آں دیدہ ہا را خانہ باد
دردِ عشقت شد نصیب دوستاں　　دور ازیں غم جانِ ہر بیگانہ باد
اندرونِ جان من از عشق تو　　صد چنیں چوں اُستنِ حنانہ باد
آتشِ عشق تو نورِ جان ماست　　زیں چراغ آباد دل را خانہ باد

احمدا دائم دعا کن ہر سحر
مہر رویش شمع ایں کاشانہ باد



غزل

خوش آں شیدا کہ شیدائے تو باشد　　خوش آں رسوا کہ رسوائے تو باشد
خوش آں جانے کہ مہر تست دروے　　خوش آں دل کاندرو جائے تو باشد
خوش آں سینہ خوش آں سر کاندرونش　　زعشق و سوز و سودائے تو باشد
نہ بیند سوئے حورانِ بہشتی　　کسے کو در تماشائے تو باشد
حیاتِ عاشقانِ بیدل و زار　　جمال روح افزائے تو باشد
فرشتہ گر جمالت را بہ بیند　　فدائے روئے زیبائے تو باشد
ملائک سجدہ می آرند کانجا　　نشانِ از کف پائے تو باشد
ز غوغائے قیامت کی بترسد　　ہر آنکو مست و شیدائے تو باشد
کند عشاق را زیں عشق فانی　　کہ تا ہستی نہ ہمتائے تو باشد
نہ ترسد ہمچو منصور از سرِ دار　　کسے کو مست صہبائے تو باشد
جہاں آئینہ و خوبی عالم　　نہ عکس روئے زیبائے تو باشد
ہر آں کو شد بہ بحر بیخودی غرق　　گرامی درّ دریائے تو باشد

بگیر احمد درِ پیرِ خرابات
کہ آں ملجا و ماوائے تو باشد



غزل

آنکہ دل بردہ زمن نکہت گیسوئے تو بود
وانکہ زد زخم بجاں غمزہ جادوئے تو بود

مثل پروانہ پئے شمع رخت سوختہ ام
نالۂ بلبل جانم نہ گل روئے تو بود

دین من دیدنِ تو مہر تو ایمان من است
قبلۂ من رخ تو کعبۂ من کوئے تو بود

زلف مشکیں تو زنجیر جنونم گشتہ
مسکن ایں دل دیوانہ سرِ کوئے تو بود

چوں پری آمدہ در روح وطن ساختہ
بود فانوس دلم شمع درو روئے تو بود

قصر عشقِ تو بود بیخودی و بیرنگی
حیرت وگم شدن از پیچ وخم کوئے تو بود

آنکہ از احمد مسکیں دل و دیں غارت برد
شوخی غمزہ و آں طرۂ ہندوئے تو بود



غزل

آفتاب روئے جاناں پردہ از رخ چوں کشود
ہمچو انجم جان من محو شعاع حسن بود

از وفورِ جلوۂ و از تابشِ خورشید حسن
سوخت جان و دیدہائے عقل شد کور و کبود

عاشقاں رازاں تجلی جمالِ بے مثال
غرق جاں در بحر وحدت بود و دیدہ در شہود

ساقی آمد بادو چشم مست و جام می بدست
زاں شراب کہنہ ہوشِ اہل مجلس در ربود

از سرودِ مطرب واز نغمہ ہائے دلنواز
جان عاشق ہمچو گردوں در سماع و رقص بود

نالۂ نے ہمچو اسرافیل جانرا زندہ کرد
اہتزار آمد میانِ روح زاں بانگِ سرود

من زخود رفتم مپرس احمد زمن زاں وقت و حال
بیخودی آمد بجانہا وین دو چشم سر غنود



غزل

آں جان عاشقاں بسوئے خانہ میرود
جانم زبی دلی پئے جانانہ میرود

آں شوخ رانگر کہ چہ مستانہ میرود
خلقے پیش چو عاشقِ دیوانہ میرود

آں ماہرو کہ روشنیٔ جاں جمالِ اوست | بارخ چو مہر و طلعتِ شاہانہ میرود
بے اختیار دل سویٔ دلدار می کشد | وز اضطرار جاں سوئے جانانہ میرود
از سویٔ کشتگان و شہیدانِ تیغ ناز | رو یک طرف بکردہ و بیگانہ میرود
جانہائے عاشقاں ز سرناز سوختہ | دلہا بہ زلف بستہ و مستانہ میرود
عاشق ز بیخودی سویٔ شمع جمال دوست | بے اختیار صورت پروانہ میرود
سوزد ہزار بار اگر جان عاشقاں | کے عشق شمع از دلِ پروانہ میرود
از وحشتِ جنون محبت ہر عاشقے | بگریختہ ز خلق بویرانہ میرود
زاہد بہ عشق ساقیٔ مہر و وشوقِ مے | خرقہ گرو نہادہ بہ میخانہ میرود
عاشق جو یافت لذت ساقی و جام مئے | بیخود بسویٔ بادہ و پیمانہ میرود
چوں شکل دلفریب بتاں دید یک نظر | زاہد ز کعبہ جانبِ بتخانہ میرود
شوریدہ سر چو دید مرا آں نگارِ من | خندید و گفت احمد دیوانہ میرود



غزل

نہ یارے کہ جانم بجاناں رساند | مریض دلم را بدرماں رساند
خدارا من زارو بیمار دل را | کسے تاب آں راحت جاں رساند
صبا کو کہ تا نکہتے زاں گل تر | بایں بلبل زارو نالاں رساند
حیات دلم شد لب لعل جاناں | نہ خضرے کہ تا آبِ حیواں رساند
زدرد دل و گریہ ہمچو ابرم | بآں ماہ چوں برقِ خنداں رساند
کجا قاصدے تاب آں راحتِ جاں | حکایاتِ حال پریشاں رساند
خدارا کسے تابہ آں آئینہ رو | حدیثی ازیں چشم حیراں رساند
چو یعقوب ایں جانِ مشتاق مارا | بآں غیرت ماہ کنعاں رساند
نہ پیکے کہ از حالِ زار دل من | خبر پیش آں شاہ خوباں رساند
صبا را بگو بلبل جان مارا | بآں روئے رشکِ گلستاں رساند

من از صحبتِ زاہداں تنگ جانم — مرا کس سوئے بزم رنداں رساند
کجاہست ساقی کہ تا جانِ مارا — بہ خمخانۂ مے پرستاں رساند
چو قطرہ مرا سوئے بحر معانی — چو ذرّہ بہ آں مہر رخشاں رساند

نہ ہمدم رفیقے کہ تا جان احمدؔ
بآں روئے چوں ماہ تاباں رساند



غزل

جز آں مہ دردلِ شیدا نہ گنجد — بجانم غیر ایں سودا نہ گنجد
دل عاشق زفکر غیر خالی ست — درونِ قیس جز لیلےٰ نہ گنجد
بہ بزم مے پرستانِ حقیقت — خمار و سکر چوں صہبا نہ گنجد
بجز حیرت من و مارا گذر نیست — کہ اوئ و توئی آنجا نہ گنجد
عجب مائ بے مائ ست کانجا — خیال لا و ہم اِلّا نہ گنجد
برو در بحر وحدت قطرہ انداز — تعدد اندراں یکتا نہ گنجد
چو آئینہ بہ پیش حسن رویش — بجز حیرانی دلہا نہ گنجد
بکن نفی وجود غیر اورا — کہ در سلطانیش ہمتا نہ گنجد
دراں میداں پر جبریل سوزد — کسے در قوس او ادنےٰ نہ گنجد
بہنگامِ تجلی گشت بیہوش — در آنجا ہستیِ موسےٰ نہ گنجد

بہ بحر انداز احمدؔ قطرۂ خویش
کہ اندر کوزہ ات دریا نہ گنجد



غزل

ہزاراں موج از دریا برآمد — بہ شکل ہر عدو یکتا برآمد
چو بیرنگی لباسِ رنگ پوشید — پس عین انجمع تاشئ برآمد

بصد خوبی با عیاں جلوہ ہا داد — مسمیٰ صورت اسما برآمد
سوئ تشبیہ مائل گشت تنزیہہ — نہانی ہا ہمہ پیدا بر آمد
عجب بے مثل پر بستہ است تمثال — کہ روح القدس پیشم تا برآمد
نہاں شد در لباسِ خوبرویاں — پس انگہ بارخِ زیبا برآمد
باوّل چوں قبائے جسم پوشید — بشکل آدم و حوا برآمد
گہے کردہ تجلی برسر طور — گہے شکل یدِ بیضا برآمد
بکرد از نفس خود احیائ اموات — چو روحی از دمِ عیسےٰ برآمد
تجلی کردہ در ارواح و اجساد — شہنشاہانہ از بطحےٰ برآمد
درونِ حسن لیلےٰ جلوہٴ کرد — چو مجنوں سر پر از سودا برآمد
ز مستی ہا قبا بدیدہ چوں گل — چو بلبل بادلِ شیدا بر آمد
ز حسن دلبراں بافتنہ پرداخت — بعالم صورت غوغا برآمد
بر آمد در لباس عشق بازاں — سر بازارہا رسوا برآمد
بروئ گلرخان گلگونہٴ حسن — چو درد و سوز از دلہا برآمد
میانِ باغ چشم و گلشن دل — چو سروے باقد رعنا برآمد
چو بادہ جوشہا زد درخم جاں — بدل چوں مستیٔ صہبا بر آمد
بہرجا جلوہٴ حسن رخِ اوست — یقیں میداں کہ بے ہمتا برآمد

بچشم فکر چوں دیدم احمد
بر آمد او دلی بے ما برآمد



غزل

مہرش بہ درونِ دل چون روح وروان باشد — واں شوق لقای او یک مونس جاں باشد
چشمیکہ سوی دلبرای دل نگراں باشد — دیدارِ رخش بہتر از جان و جہاں باشد
آں حسن دل افروزش واں ناز جہاں سوزش — تا قبلہٴ ارواح صاحب نظراں باشد
در عشق ز خود رفتن دل دادن و گم گشتن — ایں شیوہٴ عشاق و ہم اہل دلاں باشد

اندر دلِ خود عاشق صد عیش و طرب دارد
از مستیِ عشق او ایں پیر جواں باشد

جائیکہ دل عاشق تا مسکن خود کردہ
آں منزل او برتر از وہم و گماں باشد

جائی کہ بکردہ جا در خلوت بیرنگی
تا مسکن او بیروں از کون و مکاں باشد

اسرارِ محبت کاں در عاشق و معشوق است
علمی است کہ او بیرون از شرح و بیاں باشد

در عین پریشانی جمعیتِ دل دارد
سرسبز گلستانش در عین خزاں باشد

درخلوتِ بیخویشاں کی وہم و گماں گنجد
آنجانہ چنیں باشد آنجانہ چناں باشد

ہر عاشق دلدادہ در گوشہ بر افتادہ
در عشق تو گم گشتہ بے نام و نشاں باشد

اندررہ آں دلبر جاں باختن اے احمدؔ
ایں کار ز خود رفتہ ہم درد کشاں باشد



غزل

دلا چو نقطۂ موہوم ایں جہاں باشد
بحسب علم تو در چشم من نہاں باشد

ہمیں کہ علم دلِ تست انچہ می نگری
بداں جہانِ تو در جانِ تو نہاں باشد

بیاؤ پاک بکن لوح دل ز نقش و نگار
کہ جان سادہ نشانی زبی نشاں باشد

محبت دل عاشق ز کنز مخفی است
نشانِ حسن ازل حسن دلبراں باشد

بعشق آں گل خنداں بگلشن ہستی
فغاں و نالۂ من ہمچو بلبلاں باشد

چگویم از غم دل تاز آتش شوقش
برائے شمع رخی سینہ ام طپاں باشد

بہ حسن و صورت نونو برودلم آں شوخ
چو بنگرم بتفکر ہماں ہماں باشد

گہے بصورت شمع و گہے برنگ گلے
ہماں جمال بدیں شکل ہا عیاں باشد

دراصل خویش ہماں نورِ سادۂ و بیرنگ
بہ دیدۂ تو بہ تمثالہا عیاں باشد

ہمہ نقوش بداں صورت خیالی تست
کہ ہیئتش بکشیدہ بلوحِ جاں باشد

درآں خیال کہ طبعِ تو ہست مصروفش
دراں بمیری و حشر تو ہم دراں باشد

بہر خیال کہ نہمی در وشوی بیدار
فنا و حشر تو در ذاتِ تو نہاں باشد

جحیم و دوزخ تو خوئی زشت تو آمد — صفات نیک پئے جان تو جناں باشد
چنانکہ جانِ تو پنہاں ست اندریں جسمت — بہشت و دوزخ تو خود درونِ جاں باشد
تو آں دُری کہ ملک از تو شرم میدارند — کجا بہمتِ تو کوہ و آسماں باشد
ہزار حیف کہ تو قدرِ خود نمیدانی — ہمہ جمال و کمالِ تو رائیگاں باشد
دریں حیات تو ارزاں خریدۂ خودرا — عجب دُری کہ بہایت بسے گراں باشد
بہ کشتِ زار دل خویش اُنچہ میکاری — بحشر و نشر ترا ثمرہ اش عیاں باشد
ہر آں شرف کہ تو داری ندید جن و ملک — کجا بعقلِ سلیم تو قدر آں باشد

بگیر دامن ساقی بدست دل احمدؔ
کہ روزِ عسرت و تنگی ترا اماں باشد

☆☆☆

غزل

می ربائی جانِ من از حسن دلدارِ دگر — میفزائی بہر جانم ہر دم آزارِ دگر
از برای مستیٔ جانہای مخمورانِ عشق — ساغر دیگر بود ہم خمر و خمّار دگر
ہر کہ بیخود آمدہ در عشقِ آں جانِ جہاں — سرزند از سینہ اش ہر لحظہ اسرارِ دگر
عشق او ہر لحظہ از جوش جنوں ہمچوں پری — از دہاں عاشقاں آید بگفتار دگر
درمیان جان من چوں بادہ جوشی میزند — از دہانم سِرّ خود آرد باظہار دگر
از برائ عاشقانش آمدہ از سوئے غیب — ہر زماں چشم دگر ہر لحظہ دیدار دگر
از پئے افزایش سودائے جان عاشقاں — حسن دیگر باشد و ہم زلف و رخسار دگر
بہر جانہا ہر دمی تازہ خیال ست و مثال — ہر زماں شمعے دگر ہر لحظہ ابصارِ دگر
در لباس حسن خوباں ہمچو جاں پنہاں شدہ — وز فغانِ عاشقاں او را ست اظہار دگر
در دلِ عشاق ہر دم شعلۂ تازہ زند — دودِ آہِ عاشقاں بودست از نارِ دگر

آنکہ جانت سوخت احمدؔ آتشِ دیگر بود
خوردنِ خون دلت را ہست خونخوارِ دگر

☆☆☆

غزل

به شوخی حسن روئے یار بهتر | بدردِ عشق جانم زار بهتر
ز تیر غمزهائے آں پریرو | دلِ دیوانه ام افگار بهتر
پئے دزدیدنِ دین و دلِ ما | بتانِ شوخ و هم طرار بهتر
اگر زخمی زند برجانِ عاشق | ز تیرغمزه آں عیّار بهتر
به عشق ایں بتان ماه پیکر | بپوشد زاهد از زنّار بهتر
برائے خوردنِ خونِ دلِ ما | بتاں را دیدهٔ خونخوار بهتر
بمیخانه برائے یک دو جامے | گرو گشته اگر دستار بهتر
اگر در عشقِ آں رشکِ حسیناں | شوم رسوا سر بازار بهتر
بدیں تسبیح وایں زهد ریائی | ز مسجد خانهٔ خمّار بهتر
سرے کاں پر ز سودایش نباشد | بنزدِ عاشقاں بردار بهتر
به شب هائے درازخون وهجراں | غمِ او بهر من غمخوار بهتر
بعشق نرگس بیمارِ جاناں | دلِ شوریده ام بیمار بهتر
برائے من به عشق خوبرویاں | دلِ پُردرد و جانِ زار بهتر
بعشق او اگر از کسب مانم | مرا از جمله کاروبار بهتر

مرا احمدؔ ز حوران بهشتی
تماشائے جمال یار بهتر



غزل

درعشق آں جانجهاں جانراست سودائے دگر | مجنون وشیدا گشته ام برحسنِ لیلائے دگر
زهدِ مرا ره میزند توبه کنم او بشکند | وزدیده دین ودل زمن طرار ورعنائے دگر
دل می برد در هرزماں ازجلوه هائے خویشتن | درسینه ها ازعشق اوسوزی وسودائے دگر
از پرتو حسن رخش هرسوبجلوه مه رخے | وزعشق او در هرطرف خواری ورسوائے دگر

در عشق او دیوانہ ام و ز خویشتن بیگانہ ام — بربود از من جانِ من حسنِ دلارائے دگر

دردش بود درمانِ من مہرش بود ایمان من — چوں کرد جا در جانِ من پس چوں روم جائے دگر

یاریکہ شیدائی ویم رسوا ز سودائے ویم — جز ایں حسینان جہاں حسنی ست زیبائے دگر

اے کعبۂ من کوئے او وی قبلۂ من روئے او — کے در دلِ شیدائے من جزوی تمنائے دگر

از عشق می نوش آمدم زاں مست و مدہوش آمدم — دارد زمستی جان من شوری و غوغائے دگر

از ہستیٔ خود رستہ ام با بیخودی پیوستہ ام — خوردست جان خستہ ام امروز صہبائے دگر

ماند موسیٰ ہوش من بربود آں رشکِ چمن — دیدم تجلی رخش برطورِ سینائے دگر

جاں می پرواز بیخودی ہر دم ببالِ عشقِ او — بیروں ازیں ارض وسما برسیدہ جاں جائے دگر

موسیٰ تجلی خدا در وادیٔ ایمن بدید — من دیدہ ام بر شاخ گل جلوہ بصحرائے دگر

دیوانۂ و شوریدہ ام وز خویشتن ببریدہ ام — از بیخودی و بیدلی جاں دید اقصائے دگر

در بحر غوطہ خوردہ ام گوہر بدست آوردہ ام — جز ہفت ایں قلزم بدل بودست دریائے دگر

او می دمد در جانِ من ایں جملہ گفتار و سخن — از من مبیں ایں ہائے و ہو اینست ہیہائے دگر

حیراں مشوای چارہ گر ہستی ز درماں بے خبر — بہر علاج دردِ دل باشد مسیحائے دگر

احمد بہ عشقِ دلبراں افسانۂ عالم شدی
چوں تو نباشد در جہاں رندی و رسوائے دگر



غزل

ای جمالت را بہر دم جلوۂ و شانے دگر — ہر زماں جانِ مرا از عشق افغان دگر

می نماید مہر در آئینہ ہائے رنگ رنگ — صورت و شکل دگر ہم شان و الوان دگر

بہر مہمانانِ عشاقش از جناب جان جاں — کاسہ کاسہ بادۂ ذوق است از خوان دگر

چوں بسوزد جانِ ما از شعلۂ حسن رخش — کاں پریرو جلوہ ہا دارد بہر آن دگر

دل ربود از عاشقاں اندر گلستانِ شہود — مہ رخی شاخ گلے سروِ خرامان دگر

عاشقان خویش را از ہجر و وصل خویشتن — می کشد از غمزہ ہا و می دہد جان دگر

ہست اندر خانۂ جانم ز ذوقِ عشق او یک عزیز نادر و ہر لحظہ مہمان دگر
عاشقاں را ہر دم و ہر ساعتی پیش رخش خود یقین دیگرست و تازہ ایمان دگر
اے گل خنداں بہ عشقت بلبل جانِ مرا شد جز ایں گلشن نشیمن در گلستان دگر
احمدا از بہر دفعِ ظلمتِ شب ہائے غم
یاد روئے یار من شمعِ شبستانِ دگر



غزل

مپرس از من ز حالِ زارم امروز ز دردِ ہجر او بیمارم امروز
چگو نہ جان من یا بد رہائی اسیرِ دامِ زلفِ یا رم امروز
ربودہ آں پری دین و دل من بدست ساحرِ طرا رم امروز
ز عشق آں پریرو کے رہم من رہینِ حسنِ آں عیارم امروز
ز چشم خود بہ عشق آں گل اندام بسان ابر خوں میبارم امروز
بدیدار بتانِ ماہِ پیکر بگرد بت کدہ زوارم امروز
بہ مستی و برندی در رہِ عشق چساں رسوا سرِ بازارم امروز
ز مخموری بجانِ پاک ساقی کہ من خاکِ درِ خمارم امروز
درونِ خود ز فرحت می نہ گنجم چو آمد از درم دلدارم امروز
ز دیدارِ جمالِ روئے ساقی بحمد اللہ کہ بر خور دارم امروز
ز مستی و خرابی در خم جاں بجوش آمد مئے اسرارم امروز
دہن از گفتنِ حق کے بہ بندم چو منصور ارکنی بردارم امروز
دمد عشقش چو نے اندر دلِ من من از دمہاش در گفتارم امروز
نہ چوں احمد بہ بختِ خویش نازم
کہ شاد از دولتِ دیدارم امروز



غزل

کم نہ شد از آب دیدہ آتشِ جانم ہنوز — در ترقی ہست ای وا سوزِ پنہانم ہنوز

میزند سر شعلہ از عشقِ تو در جانم ہنوز — جوئے خوں از دیدہ در ہجرِ تو میرانم ہنوز

شعلہ زن چوں آتشِ عشق است در جانم ہنوز — تا ز درد و سوزِ جانِ خویش نالانم ہنوز

شد دلِ من خوں ز دردِ ہجرِ آں رشکِ چمن — تا چو بلبل زاں رخِ گلگوں در افغانم ہنوز

مثلِ پروانہ بہ عشقِ روئے خوبت سوختم — سالہا شد کز غمت چوں شمع گریانم ہنوز

پیشِ خورشیدِ جمالت چشمِ جانم خیرہ شد — تا چو آئینہ ز تابِ حسن حیرانم ہنوز

خندہا از ناز و خوبی میزنی مانندِ برق — من بگریہ از غمت چوں ابرِ نیسانم ہنوز

سالہا شد تا کہ جانم سوختہ در انتظار — لیکہ نامد در برم ای وائے جانانم ہنوز

خوردہ ام روزِ ازل یکجرعۂ از جامِ عشق — میزند صد جوش آں می در خمِ جانم ہنوز

چوں دمیدی نالہائے درد خود در جانِ من — ہمچو نے تا از دمِ عشقِ تو نالانم ہنوز

خرقۂ زہد ریا را چوں گرو کردم بمے — من بصد رندی ز مستیہاش عریانم ہنوز

گشتہ جانِ خستہ ام در دامِ زلفِ او اسیر — زیں دلِ شوریدۂ خویش و پریشانم ہنوز

مردم اندر حسرتش لیکن ندیدم روئے او — اندریں غم خون ز چشمِ خویش میرانم ہنوز

روئے خوبت دیدم و لیکن فدا کردم نجاں — از گراں جانی خود واللہ پشیمانم ہنوز

میزند زخمہ بجانم عشقِ تو ہمچوں رباب — تا ازاں زخمِ نہاں در شور و افغانم ہنوز

گرچہ خوردم زخمہا از غمزہ اش احمدؔ بدل
لیکہ شوقِ دیدنش باقیست در جانم ہنوز



غزل

چگویمت ز دلِ زار و حالِ سوز و گداز — کہ ہست قصۂ من چوں حدیثِ عشق دراز

بآں جمال کہ دلہا خرابِ عشقِ ویند — ربود جانِ مرا ہم بصد کرشمۂ و ناز

بجانِ من زغمِ عشقت اُنچہ میگذرد — زحالِ خویش

اگر ہلاک کنی در بہ آتشم سوزی — امید نیست کہ ایں دل ز عشقت آید باز

چہ ایں نماز کہ زاہد تو سر بہ سنگ نہی — بیا و سجدہ بدیدار دوست کن بہ نیاز

بہ عشق ساز کہ در یک قدم بیار رسی — طریق زہد و ورع خود رہی ست دور و دراز

بعشق تو ہمہ خویشاں شد ند بیگانہ — کسے نماند مرا غیر عشق تو دمساز

اسیر دام شوی گر بخال و خط نگری — ببین بچشم حقیقت مرو براہِ مجاز

نشیمن تو نہ ایں تنگنائے ہستی شد — ببال عشق سوئے قصر دوست کن پرواز

غلام بندۂ خود راز کوئے خویش مراں — کہ بر درِ تو نہادیم سر ز روئے نیاز

غریقِ بحرِ حقیقت شو احمد از دل و جاں
کہ تا رہی ز مجاز و ازیں نشیب و فراز



غزل

عاشق دیوانہ ام از درد و درمانم مپرس — بندۂ جانانہ ام از کفر و ایمانم مپرس

آتش عشق رخِ او سوختہ جانِ مرا — دودِ آہِ من نگر و ز سوز پنہانم مپرس

بیخود و والہ ز حسنِ روئے جاناں گشتہ ام — ہمچو آئینہ ز حالِ چشم حیرانم مپرس

خرقۂ و دستار را من رہنِ بادہ کردہ ام — مستیِ جانم نگر وز جسم عریانم مپرس

من بہ عشقش گشتہ ام آوارہ و بے خانماں — بردہ سامانم جنوں از ساز و سامانم مپرس

من ز سودائی محبت والۂ و دیوانہ ام — وحشتم بنگر تو از حالِ پریشانم مپرس

عشق او ہمچو پری در جانِ من شوری فگند — در جنونم مبتلا از آفتِ جانم مپرس

از جمال دلربایش شرح کردن کے تواں — حال زارِ من نگر وز حسن جانانم مپرس

ہمچو آئینہ بہ پیش جلوہایش گم شدم — عشق او برہانِ من دیگر ز برہانم مپرس

عشق او در جانِ من چوں نے دمِ خودی دمد — نالہا دارم از و وز شور و افغانم مپرس

چند گوئی احمدا چوں خون ز چشم تو روانست — حالِ زارِ من نگر وز چشم گریانم مپرس



غزل

از همه عیش دوجهاں ساقی گلعذار بس
بهر نشاطِ جان من بادهٔ خوشگوار بس

چونکه نگاهِ مستِ او کم زشراب ناب نیست
بهر سرور و مستیم نرگس پر خمار بس

از رخِ همچو مهر خود پرده اگر بر افگند
از پئے روشنیٔ جان جلوه آں نگار بس

مهر رخش درون دل دولتِ جاں من بود
از همه آرزو و مرا وانکه هوائ یار بس

زآتشِ عشق جمله تن آه که لاله زار شد
بهر تفرج دلم سینهٔ داغدار بس

چونکه زپند واعظاں سخت فسرده شد دلم
بسکه حریفِ بزم من رند شراب خوار بس

در غمِ عشق آں پری بهر دلِ حزین من
از همه علت و مرض رحمت انتظار بس

برقِ جمال دلبراں آتش جانِ بیدلاں
ابر بهار عاشقاں دیدهٔ اشکبار بس

هست مرا بدوجهاں عشق رخش رفیقِ دل
مونس جان و حشتیم گشت خیال یار بس

غربتِ عشق و خواریش خوشترم از وطن بود
خاکِ در تو ای صنم خانه من و دیار بس

بهر فرونشاندن آتش جاں خسته ام
سیل سرشک دیده ام آب دوچشم زار بس

هست جمال گلرخاں گلشن جان عاشقاں
باغِ دلِ شکستگانِ جلوهٔ آں نگار بس

خونِ جگر شراب من دین دل من کباب من
بیخودی و فرامشی دلبر همکنار بس

شوق جمالش احمدا هست حریفِ بزم من
یادِ رخِ نگارِ من مونس و غمگسار بس



غزل

جوریکه کرد بردلم آں مه لقا مپرس
ماراز وصل خویش بکرده جدا مپرس

مانندِ نے به شور و فغانم ز هجر یار
اسرارِ دردِ جان من و نالها مپرس

یار یکه خلق شیفتهٔ حسن روئے اوست
دلهایٔ زار بیں تو ازاں دلربا مپرس

دل را ربود و باز نه پرسید حال من
بیگانگی که کرد خود آں آشنا مپرس

خوں میخورم به عشق رخش ای حریفِ من
حالم خراب بنگر وزاں مه لقا مپرس

ای شاہِ حسن در غم تو جان ہمی دہم | آخر کہ گفت تا تو زحالِ گدا مپرس
در خلق شور ایں ہمہ از سحر چشم او | تا چند کرد فتنہ بدلہا بپا مپرس
اسرارِ حسن و عشق کہ در بلبل و گل ست | از عندلیب پرس زبادِ صبا مپرس
ایں قصہٴ ہائے عشق حدیثی ست ناتمام | از ابتدا مپرس وہم از انتہا مپرس
جبّار عشق آمدہ از بہر قلب و روح | از مبتلا ز خوف جزا و سزا مپرس
در خلوتے کہ غیر نبودہ کسے در آں | رفت است اُنچہ با من و او ماجرا مپرس
ما زاں شرابِ دوش کہ خوردیم یم بیخودیم | مستیم و سر خوشیم ز اسرارِ ما مپرس
ما مست عشق ساقیٔ گلفام بودہ ایم | از ما ز زہد و ورع تو ای پارسا مپرس

از آتشِ فراق رخِ یار سوختیم
احمؔد ز کج ادائے آں بیوفا مپرس



غزل

روز اول چوں خم بادہ زدہ در خویش خوش | زاں شراب تندتر برخاست از جانہا خروش
ساقیٔ بادہ پرستاں ریخت چوں در جامِ مے | جاں شدہ بدمست از وی عقلہا ماندہ نہ ہوش
زاں شراب ارغوانی عقل مدہوش آمدہ | غلغلہ افتادہ در جانہا و در دلہا خروش
ساقیا زاں بادہٴ گلرنگ جانم مست کن | آنچناں کز بیخودی نے عقل من ماند نہ ہوش
ساقیا زاں بادہٴ منصور درکامم بریز | کز سر مستی او تا سر براندازم ز دوش
آہ زاں بادہ کہ ساقی آتش از وی زد بجاں | آہ زاں وقتی کہ جان چوں خم می آمد بہ جوش
کردہ جانِ خلق را در دام زلف خود اسیر | با رخ چوں ماہ و زاں کاکل کہ افگندہ بدوش
ہر طرف سوزی و دردی ز آتش سودائے عشق | ہر طرف یک ماہ روئے دلفریبی می فروش
ہر دمی آں می درونِ خم جانہا جوش زن | ہر زماں تازہ از و در سینہ ہا جوش و خروش
ہر دلی را ہر زماں رنگی و بوئ دیگر ست | بہر جانہا ہر دمی زاں بادہ صد جوش و خروش
ہر زماں دل از جہانی در جہانی میرود | راز غیبی را کجا ایں عقل داند یا کہ ہوش

سرّ جانرا چونکہ پنہاں کردہ ستارانِ غیب — پس سزاوارست اے دل تا تو ہم باشی خموش
آدمی کے قعر دریائے معانی رابدید — عاجز آمد احمدؔ از ادراک آں ہر عقل وہوش



غزل

بادۂ الفت بنوش و ساکنِ میخانہ باش — یارِ رنداں شو حریف ساغرو پیمانہ باش
ساغرِ عشرت ز دستِ ساقیٔ مانوش کن — مست و مدہوش از دو چشم دلبر مستانہ باش
خرقۂ زہد و ریا را سوز و مستوری مکن — در خرابی ہا و رندی شہرۂ و افسانہ باش
زاتش عشق رخِ او سوختن کن اختیار — شمع روئے یار را از جان و دل پروانہ باش
از ملامت ہائے عالم فکر بدنامی مکن — حسن روئے آں پری رخسار را دیوانہ باش
سوختہ چوں طور پیش جلوۂ جانانہ شو — بیقرار از عشق او چوں استن حنانہ باش
باخیالِ حسین لیلیٰ خلوتے از غیر کن — سر پراز سودا چو مجنوں ساکن پروانہ باش
شو خلیل حق بت ہستی خود را درشکن — خواہ بنشیں در حرم یا ساکن بتخانہ باش
عقل را در عشق آں لیلائے معنی کن فدا — ہمچو مجنوں در محبت باجنوں ہمخانہ باش
از تعدہ ہائے ایں امواج کثرت درگذر — در تگ دریائے وحدت چوں دُرِ یکدانہ باش
جاں فدا کن بر جمال ساقی مہروی خویش — عاشق و دلدادۂ آں طلعت شاہانہ باش
مایۂ ہستی خودرا در رہش ایثار کن — در طریق عشق بازی مرد حق مردانہ باش
در خراباتِ مغاں بنشیں خراب و مست مے — باہتاں شو آشنا و زخویشتن بیگانہ باش
ای جمالِ دلفروزت رشک ماہِ چار دہ — یک شمی از لطف و رحمت شمع ایں کاشانہ باش
عقل را بگذار احمدؔ وز شرابِ عشق دوست — پر ز جوش و مستی دل چوں خم خمخانہ باش



غزل

دل من مست گشتہ دوش از صہبائے دیدارش — چو موسیٰ رفت ہوشم تجلی ہائے انوارش

در آمد پیش من مخمور چشمے برسر راہے ‏— دل من رفت از دستم چو دیدم مست اسرارش

کجا یابد شفا ای دل ز افسونِ دمِ عیسےٰ — ہر آں جانے کہ گردیدہ مریض چشم بیمارش

ہر آں زاہد کہ میزد طعنہ ہا بر عاشق بیدل — خراب و مست دیدم دوش اندر کوئ خمارش

مپرس اے دل ز حال بلبل بیجاں بہ عشق گل — ز ہجر و آتش غم سوختہ گردید گلزارش

بدیدم واعظاں را دوش اندر کوئ خمارش — ز فرطِ شوق دل گردیدہ رہن بادہ دستارش

ز عشاقش چہ سودائے چہ شوریدہ چہ شیدائی — ہمہ ہارا بہ بستہ جاں بتارِ زلف طرّ ارش

در آمد برسر عاشق پریرو از رہِ رافت — فتادہ برسر راہی چو دیدہ بیخود و زارش

ہر آں جانے کہ شد مغرور بر تقویٰ و زہد خود — یقیں میداں کہ ہست آں رشتہ تسبیح زنارش

ز مخموریٔ ساقی بیخود و بیخویش گردیدم — چو دیدم از شراب حسن خود بدمست و سرشارش

نکردی فاش از منصور راز یار جانی را — نبردندے رقیباں بے تحاشا برسرِ دارش

عجب نبود کہ احمدؔ زندہ گردد بعد مرگ خود
بر آید برسر گورش اگر یکبار دلدارش



غزل

کے بود کز درد ہجر ایں نیمجاں یابد خلاص — ویں دل بیمار از جور بتاں یابد خلاص

طائر جانم شدہ در بند زلفِ او اسیر — آہ ایں وحشی کجا از قید شاں یابد خلاص

جلوہٴ کن پیش چشم زاہداں تا جان شاں — از جمال و خوبیٔ حور جناں یابد خلاص

غرق حیرت کن چو آئینہ ز حسن روئے خویش — تا دل من از خیال ایں و آں یابد خلاص

کن تجلی بر دلم اے مایہ نور یقیں — تا کہ جان من ازیں وہم و گماں یابد خلاص

برسر موری نہادی کوہ عشق خویش را — محو کن تا جاں ازیں بار گراں یابد خلاص

ساقیا از آب بادہ جان من سیراب کن — آں چناں کیں دل ز فکر و بندناں یابد خلاص

روئ بنما زانکہ جاں در آرزویت سوختہ — تا دلِ شوریدہ زیں سوزِ نہاں یابد خلاص

در دل بریانِ من صد تیر از غمزہ زدہ — احمدا کے جان ازیں زخم سنان یابد خلاص



غزل

ربود از من شکیب و صبرم بدلفریبی جمال عارض
به حسن جاناں کہ درد دل من چو جاں نشستہ خیال عارض

شکستہ رنگی نصیب رخسار گل بصحن چمن زرویش
ندید چشمی بحسن و خوبی بباغ عالم مثال عارض

چگویم از حسن آں پریرو وزاں کمال و جمال رویش
کہ خط کشیدہ بخوبی مہ بخط عارض بخال عارض

شعاع مہر جمال جاناں نگاہ دل رابکرد خیرہ
مثال خورشید چشم عاجز زچشم جاہ و جلال عارض

بحیرتم من چہ گویم اوراکہ عقل حیرانست در جمالش
بسان روح وروانست حسنش چہ آورد کس مثالِ عارض

نشستہ در جان من پریرو بسانِ نور نظر بدیدہ
بہر جہت رخ کہ آورم من بود بدانسو مآلِ عارض

بہ شوق دیدن ہلاک گشتم بیک نظر تارخش بہ بینم
شودنصیب نظر الٰہی برحمت تو وصال عارض

بفرط الفت بطیّب خاطربعشق حسنش دل پریشاں
بخویش دارد چو جانِ مجنوں ہمیشہ قال و مقال عارض

چہ سحر دارد دوچشم جادو کہ دل ربودہ بیک نگاہے
مپرس احمدؔ ز خوبی او بیاں چہ سازم زحال عارض

☆☆☆

غزل

عشق اگر نہ آورد بردل وروح انبساط
جاں نرہد زحزن وغم کے برودسوئے نشاط

روز ازل بنور خویش کرد چو عشق انبساط
زوبگرفت رابطہ ذاتِ محیط باحاط

دامن عشق گیر تا سوئ نجات آردت   گر تو روئ براہِ اوراست بود ہمیں صراط

زود برو بہ بیخودی ہستیِ تو وبال تست   فکر سفر بکن دلا خانہ مکن دریں رباط

ہر دل وعقل در جہاں نیش خورد زبہر نوش   زآتشِ ہجر غم مخور عشق ترا دہد نشاط

بادہ بخور بہر زماں بیخود و مست باش ازاں   تاکہ سرورِ جانِ تو ہیچ نگیرد انحطاط

گام بنہ بہ بیخودی باش جدا زما و من

احمدؔ اگر تو عاقلی ساز باو نہ اختلاط



غزل

از جمال خوبرویاں کور چشماں راچہ خط   وز سرور و ذوق ایماں نا مسلماں را چہ خط

حسن گل را از برائ چشم بلبل ساختند   از جمالش دیدۂ تاریک زاغاں راچہ خط

بادہ عشقش برائے بیدلاں گشتہ خمیر   زاہدان خود فروش وخشک طبعاں را چہ خط

حسن یوسف از برائے دیدۂ یعقوب بود   زاں جمال وخوبیِ او جان اخواں راچہ خط

علم وحکمت از برائ جانِ دانایان بود   زاں حریص نان وابن البطن ناداں راچہ خط

صورتِ خوش راحت بہ بخشد ہر دلِ پُر درد را   زاں جمادی الطبع وہم افسردہ جاناں راچہ خط

جان احمدؔ را عَلَم از وحیِ حق افراشتند

بولہب بوجہل کورو تیرہ جاناں راچہ خط



غزل

زآتش مہر رخ تو سینہ سوزانم چو شمع   ہم ز دردِ عشق تو ای دوست گریانم چو شمع

بے جمال دلفروزت زیستن کے خوش بود   جلوہ گر شو تا بہ پیشت جان برافشانم چو شمع

آرزو دارم کہ یک شب شمع بزم من شوی   از فراق روئ خود ہر شب مسوزانم چو شمع

عمر من بگذشت تا از ہجر خود میسوزیم   در غمت جز سوختن دیگر نمیدانم چو شمع

بے فروغ حسن تو در ظلمت ہجرم ہلاک   ساز روشن از رخِ خود خانۂ جانم چو شمع

ہمچو ماہِ چار دہ یک شب زبامِ من برآ
وز فروغ روئ خود روشن کن ایوانم چو شمع

سوختم در ہجر تو از آب وصل خود بیار
آتشے کاں از دلم برخاست بنشانم چو شمع

یک شبے مہماں من شو از کرم ای ماہِ من
روشنی بخش از رخِ خود در شبستانم چو شمع

مردن اندر عشق جاناں خود حیات عاشقاں ست
میسپارم جاں بمہرش باز خندانم چو شمع

سالہا من آتشِ عشق تو پنہاں داشتم
شعلۂ برخاست تا کہ از گریبانم چو شمع

دردل و درجسم دارم از تپ غم آتشی
سوختہ عشق رخت پیدا و پنہانم چو شمع

دود آہ و آتش دل را زگورمن نگر
درکفن پنہانست احمد شعلۂ جانم چو شمع



غزل

منم از کفر و از اسلام فارغ
بعشق او ز ننگ و نام فارغ

دل من تا کہ ایں جان است درتن
مبادا ازمی و از جام فارغ

بہ مستی میش شد ایں دل من
ز آغاز و ہم از انجام فارغ

بہ شوقِ دیدنِ زلف و رخ اُو
شدہ جانم ز صبح و شام فارغ

بعشقم مبتلا کردی کہ گشتم
ز مدحِ خلق و از دشنام فارغ

بکن بیخود مرا چند انکہ باشم
ز رنج و راحت و آرام فارغ

مدہ پندم کہ ہر گز نیستم من
ز عشق آں بتِ گلفام فارغ

شدم چوں نقطۂ پرکارو گشتم
ز دور و گردش ایام فارغ

ز رسوائ و خواری در رہ عشق
مبادا عاشق بدنام فارغ

ز عشق دلبراں ہر گز نکردہ
دل پُر درد وخوں آشام فارغ

ز حسرت ہائ عشق آں پریرو
مبادا ایں دلِ ناکام فارغ

چناں احمد یقیں درخویش دارم
کہ جانم ہست ازاوہام فارغ



غزل

از آتش حسن سوختہ روح وروان بہر طرف
عاشق زار روئ او ہست تپاں بہر طرف

ساقی بیدلاں چو داد جام شراب پُر طرب
مست وخراب زوشدہ بادہ کشاں بہر طرف

دیدہ جمالِ دلفریب آں بت گلعذار را
عاشق و بیدلاں از ونعرہ زناں بہر طرف

عاشق و بیدلانِ او رقص بکردہ ہمچو طور
زانکہ تجلیٔ جمال بود عیاں بہر طرف

آئینہ وش بحیرت اند بیخود و بے خبر ز خویش
محو جمال روئ او دل شدگاں بہر طرف

ہست ز جلوۂ رخش روح وروان عاشقاں
غرق بہ بحر بیخودی آئینہ ساں بہر طرف

پردہ فگن ز روئ خود زانکہ پئے جمال تو
منتظر ند عاشقاں گریہ کناں بہر طرف

دیدۂ عشق برکشا آیت حق نظارہ کن
زانکہ ز حسن بے نشاں ہست نشاں بہر طرف

نہ ز سرا قدم بروں حالت کشتگان نگر
ہست ز خون عاشقاں سیل رواں بہر طرف

دردلِ عاشقاں خویش تیر ز غمزہ چوں زدی
ہست ز جان بیدلاں آہ وفغاں بہر طرف

احمد ازاں دو چشم مست نیست فقط توئ خراب
فتنۂ خلق حسن او زوست فغاں بہر طرف



غزل

سوختہ جانِ مرا آتش سودائ عشق
ریختہ خون دلم نشتر غم ہائے عشق

درغم آں جان جاں ہست دلم پر فغاں
گوش کن ازمن چونی نالہ و ہیہائے عشق

شام وسحرای حریف از پئے لیلای خویش
صورت مجنوں شدم بادیہ پیمائے عشق

جوش بجان آمدہ ہر دم و ہر لحظہ نو
موج زند دردلم قلزم و دریائے عشق

خانہ گرو کردہ ام رخت ہم خوردہ ام
نیست ز املاک من غیر ز کالائے عشق

چہرۂ زردم نگر دیدہ پر از اشکِ خوں
والہ و شیدا ستم بر رخ زیبائے عشق

ہر کہ شدہ مست از و باز نشد ہوشیار
کے بسر آرد خمار مستیٔ صہبائے عشق

سرّ نہانی غیب انچہ کہ در پردہ بود
فاش بعالم شدہ جملہ ز غوغائے عشق

ای ز ازل تا ابد ہر چہ گرفتہ ظہور
نشو و نما یافتہ جملہ ز انشائے عشق

سرِ ازل عشق داں رازِ نہاں کُنتُ کَنز
آیت یزداں بود مصحف سیمائے عشق

ہست تجلی ذات مظہر جملہ صفات
نیست کسے در ظہور ہمسر و ہمتائے عشق

اینہمہ ارض و سما قطرہ بہ بحرش بود
وسعت گردونست دوں در بر پہنائے عشق

اسم ہزاراں ہزار آنچہ کہ در عالم است
اوست مسمّیٰ بحق اینہمہ اسمائے عشق

عقل بسے پر کشاد لیکہ ندید اوجِ اُو
بے مددش کس ندید منزل والائے عشق

کس نرسیدہ بحق غیر ببال یقیں
کس نہ پریدہ بخویش جانب اقصائے عشق

بے پر و بال آمدہ طائر روح کسے
آنکہ ندارد بدل حاجت و پروائے عشق

گرچہ کہ در ذات خویش مسکن اولا مکانست
در ہمہ دل خانہ اش در ہمہ جا جائے عشق

بیخود و شوریدہ سر عاشق و شیدا شوی
احمدؔ اگر بنگری روئے دل آرائے عشق



غزل

عشق معراج حقیقت را بود ہمچوں براق
می برد تا روح عاشق را بروں زیں نہ رواق

دیدہائے عقل از مہر رخش خیرہ شود
انجم ہستی ز تابش آید اندر احتراق

محو سازد عشق ای دل ہستیِ موہوم را
نیست و نابود گردی چوں قمر اندر محاق

ای دل نالانِ من زیں درد و اویلا مکن
قدر وصلِ یار افزاید بجان ہجر و فراق

در ہوا و آرزویت عمر آخر شد مرا
آہ جانِ خستہ ام را سوختی از اشتیاق

من بہ عشق روئے تو بس جفت غمہا گشتہ ام
تو بخوبی و جمال خویش ہستی فرد و طاق

درد می از یک کرشمہ خرقۂ زاہد برند
مطرب و ساقی اگر سازند باہم اتفاق

آتش عشقت بسوزد از دلت چرکِ ہوا
نیز سازد پاک جان را از ریا و از نفاق

بس خنک جانی کہ کلی ایں تعلقہا بسوخت
شاد آں دل کو بدادہ زال دینار اطلاق

در حیاتِ خویش ناز و فخر از بیدانشی ست
بعد مردن کو مرا و را جاہ و شان و طمطراق

سرِّ دلبر را مکن فاش احمدؔا ہشیار باش
کیں رقیباں چوں شیاطیں میکنندش استراق



غزل

کو حریفی تا بگویم ماجرائے اشتیاق
که بعمری خود ندیدم من سوائے اشتیاق

در حیات خود نشد روزی مرا جز آرزو
مادر گیتی مرا زاده برائے اشتیاق

دل برای دیدنِ دلدار خود مشتاق ماند
چشم جان من ندیده جز لقائے اشتیاق

یاد دلبر آمده چوں جاں درون دل نشست
عاقبت ایں سینۂ من شد سرائے اشتیاق

یاد یار مہرباں خود مونسِ جانم شده
شکرہا دارد دل من بروفائے اشتیاق

با که گویم حال زار خود مونس جانم شده
درد ہا دارم درونِ جاں ورائے اشتیاق

تا ز وصل آں گل خنداں جدا گردیده ام
ہمچو بلبل بشنو از من نالہائے اشتیاق

آرزوئے جان عاشق سُلّمِ قصر ویست
میرسد تا وصل جاناں منتہائے اشتیاق

عاشقاں را حزن و غمہا صیقل آئینه ہست
از وفاہا خوشتر آمد خود جفائے اشتیاق

بہر قلب ناقصاں اکسیرِ اعظم بوده است
خاک حسرت را کند زر کیمیائے اشتیاق

آنکه مشتاق است بہر یار یارش اقرب است
نیست داروی بوصلش ماسوائے اشتیاق

منگر از عاشق نگرایں ہائے ہواز دیگری
آں پری پنہاں شده زیر ردائے اشتیاق

احمدؔ اا از درد ہجر آں پری چنداں منال
بوئے وصل یار یابی گه بجائے اشتیاق



غزل

بیا ساقی بده جام طربناک
که تا جاں بر جہد زیں کوزۂ خاک

زمستی میت بیخویش گردم
برقص آیدتن من ہمچو افلاک

زننگِ خلق و از ناموس رستم
ز خواری ہائے عشقت نیستم پاک

ہر آں باده که جانرا مست سازد
برائے سمّ خود بینی ست تریاک

به عشقت از سرم شرم و حیا ریخت
زمستی جان من گردید بیباک

ز فکر غیر خالی می کند دل
محبت آتش آمد سوخت خاشاک

به جانِ پر کدر کے عشق آید | سزاوارِ محبت شد دل پاک
بکوئ دوست مردانہ قدم نہ | بسے خوں ریختہ ایں عشق سفاک
نباشد درس او جز نیست گشتن | فزوں است علم ایں از فہم و ادراک
ز صہبائے محبت جام برگیر | طربناک آیدت ایں جانِ غمناک

شعارِ عاشقاں دوں ہمتی نیست
بیا احمد دریں رہ باش چالاک



غزل

بہ عشقش جان و دل رنجور ہر یک | ز گریہ چشمہا بے نور ہر یک
بہ سینہ اشک ہایم بود پنہاں | زغم بے پردہ شد مستور ہر یک
بہ بزمش عاشقان بیدلانش | ز چشم مست او مخمور ہر یک
زجوش عشق او مستانہ اسرار | شدہ بردار چوں منصور ہر یک
دمیدہ صد طرب در جان عشاق | صدائے مطرباں چوں صور ہر یک
سنان غمزہ ات واں تیر مژگاں | برائے قتل ماسا طور ہر یک
دل عشاق او زاں شعلۂ حسن | بخود ہا سوختہ چوں طور ہر یک
شد از روز ازل ارواحِ عشاق | بکار عاشقی مامور ہر یک
دل دلدادگاں از جام عشقش | زمستی پر نشاط و سور ہر یک
خداوندان معنی بدر حق اند | نماید ہلال از دور ہر یک
چو آئینہ رواں عاشقانش | زعکس حسن او معمور ہر یک
خیالاتے کہ غیر یار باشد | برائے زخم جاں زنبور ہر یک

توئ احمد بہ غم ہا مبتلائے
رفیقانت نگر مسرور ہر یک



غزل

به عشقت گشته ام بیمار اینک
دو چشم بی تو شد خونبار اینک

ز شوقت گر شد پری حال زارم
دهم جاں در غمت ناچار اینک

ز دردی و ز غمم چه پری
بجام می گرو دستار اینک

بجرم عشق تو دلداده را
کشد ایں ظالماں بردار اینک

جہاں پامال کردہ از سر ناز
قیامت قامتِ دلدار اینک

دل و جاں سوختہ از شعلۂ حسن
بہ شوخی آتشیں رخسار اینک

بگردِ کوئے تو آغشتہ در خوں
فتادہ عاشقان زار اینک

بہ چشم مست جانہا کردہ مخمور
حریفان خانۂ خمار اینک

بتا در عشق تو خوں گشت دلہا
گواہش دیدۂ خونبار اینک

شب و روز است از عشق و جنونم
بکویت شور مجنوں وار اینک

مریض عشق را از ناتوانی
بہ لب برسید جاں زار اینک

شہیدان غمت افتادہ در خاک
زخوں ہر سو رواں انہار اینک

بہ طوفِ کوئ تو عشاق مشغول
مثال حاجیاں ز وار اینک

زمین و آسماں جوئ نیابی
بروں آ از خودی دلدار اینک

بہ عشقت اے پری بیچارہ احمد
شدہ رسوا سرِ بازار اینک



غزل

بُردہ آں آرام جاں آرام دل
کے بود تازو بیابم کام دل

درشکنج گیسوش بستند جاں
واں خم زلف دوتا شد دام دل

در ھوائے آں پریرو گم شدہ
تا نماندہ نزدمن جز نام دل

دیدن خوباں خطائے چشم بود
بے سبب در عشق شد بدنام دل

جاں ز آتشہائے عشقش سوختہ
وز غم ہجر است خوں آشام دل

جانِ من در نار حسرت سوختہ — ماندہ ایم از بتاں ناکام دل
جاں ز صہبائے محبت مست باد — پر ز عکس روئے ساقی جامِ دل
کن تجلی بر من اے نورِ یقیں — تا رہد از ظلمت او ہام دل
سوختم از آتش عشق اے صبا — سوئے آں دلبر ببر پیغام دل
جاں ز سوزِ عشق صافی میشود — وز محبت پختہ گردد خام دل

احمدا شد صرف عمرم در غمش
بخت کوتا یار باشد رام دل



غزل

خیمہ زد در ملک جانم عشق با جاہ و جلال — عقل و ہوش از لشکر او جملہ گشتہ پائمال
لیلیِ جاں آمدہ خود سوئ مشتاقانِ خویش — دل ربود از ہر یکے مجنوں بصد غنج و دلال
دلبری کاں حسن او نادیدہ چشم جانِ کس — آمدہ در پیش مشتاقان خود آں خوشخصال
نیست پایانی تجلی ہائ حسن یار را — چشم دل خیرہ شدہ زاں تاب خورشید جمال
ہر زماں برقی ست تازہ حسن روئے یار را — آتش عشق مرا ہر لحظہ زو صد اشتعال
او بہر شانے بہر دم عاشقاں را دل بَرَد — گاہ از ناز و کرشمہ گہہ ز حسن خط و خال
از جناب جان جاں خود امرہا نافذ بود — جاں کند چوں چاکراں فرمان او را امتثال
عالم بیرنگ و صورت رخ بکردہ سوئے رنگ — باز سوئ مبدأ خود زور آرد ارتحال
فیض ہا از معدن جاں سوئے جانہا میرسد — زو شدہ ایں جسم ہا وہم جوارح انفعال
بہرِ عالم ہر زماں تجدید امثال آمدہ — ہمچو جوئ آب نو نو میشود آب زلال
چاشنی جلوہ ہایش در گلو آمد رسن — بس بہر شانے بگوید عاشقاں ایں سوتعال
آہ مارا ہمچو اُشتر ہر طرف برمیکشد — تا بہ جبر انداختہ در گردنِ جانم عقال

احمدا اسرارِ جاں ناید بفہم ہیچ کس
در ثنای سرِّ ذاتش ناطقہ گنگ ست و لال



غزل

مپرس ای گل زحالِ زار بلبل — بغم خوں شد دل بیمار بلبل
صبا بوئے ازاں گل سوی من آر — کہ جز تو نیست کس غمخوار بلبل
الا ای گل ز آتش ہائے عشقت — خلیل آساست اندر نارِ بلبل
بہ عشقت ای گل خنداں چو صنعاں — شدہ رسوا سر بازار بلبل
شعار عشق مخموری و مستی ست — کند اسرار زاں اظہار بلبل
جمال گل بپردہ چوں نہ گنجد — زند گلبانگ زیں ناچار بلبل
جہاں زیروزبر از جوش عشق ست — دریدہ گل قبا و زارِ بلبل
نگنجانید دردل حسن گل را — کجا داند کسے اسرارِ بلبل
ببانگِ بلبل آباد ست گلشن — جہاں روشن بود ز انوار بلبل
بفرط جوش الفت جان خودرا — بہ حسن گل کند ایثارِ بلبل
بیاد دوست دایم ہست مشغول — کجا خسپد دل بیدار بلبل
ازاں نگہت دلش مخمور گردد — کہ بوئے گل بود خمّار بلبل
فغاں کم کن نرنجد تا دل گل — ز طبع ناز کش ہوشدارِ بلبل
ز وصلِ دوست برخوردار گردد — کجا ایں بخت ناہموار بلبل

تو احمدؔ پیش آں کز عشق عاریست
چگوئے از دلِ افگارِ بلبل



غزل

ز تیر نگاہش دلم گشتہ بسمل — بسے زخم دارم ز غمزہ دریں دل
شدم غرق در بحر عشق تو اے جاں — بحیرت درم تا نہ پیداست ساحل
چگویم من اے یار گز درد عشقت — جگر آب گردید و ہم گشتہ خون دل
چو دشنام کنی خوں بہایم وصالت — مگر بخت کوتا خورم تیغ قاتل
خیال پریروست جا کردہ در جاں — شد از بہر دردش دل و سینہ منزل

بگردِ دل خویش کردم چو مجنوں — خیالش چو لیلی ست جانم چو محمل
زمین و سما تا ابا کرد از وے — بیارِ محبت دلم گشت حامل
عجیب است اسرار خاکِ وجودت — بسے گل بروئیده از زیرِ ایں گل
تو اسرار انسان و روحش چه دانی — نهانست خورشید در زیرِ ایں گل
خود از وہم تو گشته مطلق مقید — رمیداز تو حق خانه کردی بباطل
ہما لوح ساده که پاک از نقوش است — بنقش و نگارست پیشت مماثل
ز حادث بسوئے قدم نه قدم را — چراکیں حدوث است در خویش آفل
عدم آمده چونکه اصل وجودت — شده عقل و ہوش تو از اصل ذاہل
چو اصل وجود آمده لاتعین — به تعین ہا از چه داری مشاغل
بذات و صفات و بعلوی و سفلی — تن و جان تو ہر دو را گشته شامل
چو تنزیه و تشبیه را جمع سازی — بنزدِ محقق توئے مردِ واصل

ز رندئے عشقش چه گوئیم احمدؔ
برایں زاہدِ عقل افتاد مشکل



غزل

سالہا عشقِ بتان ورزیده ام — زانکه سرِّ حق درایشاں دیده ام
بادو چشمِ خویش در باغِ شہود — از جمالِ گلرخاں گل چیده ام
عشقِ من از پرتوِ حسنِ ویست — من دریں آئینه رویش دیده ام
زاہدا من در جنونِ عشقِ خویش — خرقهٔ سالوس را بدریده ام
از دمِ مطرب که جانم مست شد — نالهٔ جاں سوزنی به شنیده ام
بانتِ مہر و دریں دیرِ مغاں — بے ریا خوش خلوتی بگزیده ام
در پئے آں طائرِ قدس آشیاں — در مکاں و لامکاں گردیده ام
مستیم از چشمِ مستِ ساقی است — جامِ مے از چشمِ او نوشیده ام
پائے دل بستند از زنجیرِ زلف — من برائے او بسر بدویده ام

عشق آمد راز جاں را فاش کرد　　ورنہ از چشمِ جہاں پوشیدہ ام

دل بجستم گفت از عشق احمدا

من ز چشمت خوں شدہ بچکیدہ ام



غزل

ماوالۂ حسن روئے یاریم　　شوریدۂ عشق آں نگاریم

از درد محبت تو زاریم　　وز آتش عشق بیقراریم

ما صیدِ خدنگ ترک مستیم　　زخمی نگاہِ چشم یاریم

کشتیم اسیر زلفِ خوباں　　افتادہ بدام چوں شکاریم

آوارۂ کوئے خوبرویاں　　گم گشتہ خانۂ و دیاریم

شد فتنۂ جانِ مادو چشمش　　کز وے ہمہ تن خراب وخواریم

رسوا شدہ ایم ما بہ عشقش　　از بسکہ زبونِ روزگاریم

ای شوخ بما چہ سحر کردی　　کز عشق رخ تو خوار و زاریم

با نالہ و آہ ہمچو بلبل　　آشفتۂ حسن گلعذاریم

آتش زدۂ ز عشق در جاں　　زاں سوز نہاں در اضطراریم

پروانہ نمط ز بے بیقراری　　بر شمع رخِ تو جاں نثاریم

دیدیم رخ تو جاں ندادیم　　زیں بخت سیاہ شرمساریم

ای ساقیِ میکشان و مستاں　　یک جام بدہ کہ در خماریم

لب بر لبِ مابنہ کہ تاما　　ایں جانِ حزیں بتو سپاریم

صد زخم زدہ ز غمزہ در جاں　　زاں تیر نگاہِ دلفگاریم

گفتن نتواں حدیث عشقش　　بر سرِّ حبیب راز داریم

ساقی قدحے شراب در دہ　　تامست ز جیب سر برآری

احمد نہ بخود خراب عشقیم　　اُفتادہ بروں ز اختیاریم



غزل

مابادہ کش نرگس مخمور بتانیم
زاں مست فتادہ بخرابات مغانیم

نقشے کہ کشیدیم ازاں ہیچ نہ کشتیم
در روز ازل اُنچہ کہ بودیم ہمانیم

جز شاہد و می بادگرے کارنداریم
عہدیکہ بہ پیمانہ بہ بستیم برآنیم

چوں بادہ درونِ خم جانِ ماہمہ جوشیم
وز مستیٔ صہبائے تو درشور و مغانیم

از مستیٔ عشق تو رسیدیم ز ناموس
فارغ زغم ننگ وہم از نام ونشانیم

چوں طور دوصد دل بیکے جلوہ بسوزی
از شعلۂ حسن رخ تو سوختہ جانیم

وابستۂ زلفِ توشد آزاد زہر قید
پیریم زغم لیکہ بعشقِ تو جوانیم

دردیدۂ جانم چو جمالش شدہ مشہود
حیرت زدہ چوں آئینہ زاں مہر عیانیم

احمدؔ بہ خرابات بکردی رہِ دیں گم
از رندیٔ تو آہ چہ رسوائے جہانیم



غزل

زمہرش از دلم بیروں رود تا جاں بہ تن دارم
نہ زاں بے مہر امید وفائے خویشتن دارم

بگلزار جہاں میلم بسوئے ہیچ گل نبود
بجاں خود چو قمری عشق سرو سیمتن دارم

تو باشی و نباشد جز تو در جان من محزوں
کہ بس وحشت ز پندار و خیال ما و من دارم

صبا زاں طرۂ مشکیں نسیمی سوئے من آور
کہ در جاں آرزوئے غیرت مشک ختن دارم

یقیں دارم کہ از مہر تو باشد گور من روشن
کہ عشق تو بسینہ ہمچو شمع انجمن دارم

چو بلبل نالہا دارم زعشق آں گل خنداں
بسینہ داغ ہائے مہر آں رشک چمن دارم

دلم غمازی راز تو چوں منصور میخواہد
ولیکن مہر خاموشی بصد گون بر دہن دارم

اگر بینی رخش را من ہمچو مجنوں شوی ناصح
خموشم لیکہ باایں پندہائے تو سخن دارم

گر آئی بر سر خاکم بہ بینی دودِ آہ من
کہ از عشق تو من آتش نہاں زیر کفن دارم

قمیص یوسف مصری شدہ بویش برای من
کہ روشن دیدۂ یعقوب جاں زاں پیرہن دارم

غریبم آمدم من احمدا از ملک بیرنگی
ازیں نیرنگ بیزارم بدل شوقِ وطن دارم



غزل

باشاهد و باساقی مهمان خراباتم   صد عیش طرب دارم سلطان خراباتم
من مستم و سرشارم رسوا سر بازارم   بے خرقهٔ و دستارم عریانِ خراباتم
من آئینهٔ یارم گنجینهٔ اسرارم   بحر گهر قمّم من کان خراباتم
از نار و جناں جستم وز شک و یقیں رستم   آیات حقیقت ام برہان خراباتم
من رندم و قلاشم سر حلقهٔ اوباشم   فارغ زغم ساماں سامان خراباتم
مئ نوشم و می جوشم شد ننگ فراموشم   از صدر نشینان ایوانِ خراباتم
ویراں کن هر مسجد آتش زنِ هر دیرم   کفرم پئے خود بینی ایمان خراباتم
در خواب خوشم ایدل از مستئ عشق او   من هستی هر هستم عرفانِ خراباتم
از خرقه همی ترسم کز بوئ ریائ او   آلوده نگر دوتا دامانِ خراباتم
من عاشق بدنام شوریدهٔ و ناکامم   نے کافرم و نے مومن حیران خراباتم
من محو رخ یارم آشفته دیدارم   حیرت زدهٔ عشقم من شانِ خراباتم
در وسعت حیرانی هر چند بپریدم   لیکن بنظر نامد پایانِ خراباتم

احمد بخراباتی من شهرهٔ هر شهرم
افسانهٔ رندی ام دستان خراباتم



غزل

ما عشق او گم شده و بے نام و نشانیم   حیرت زدهٔ و بیخبر از جان و جهانیم
اسرار ازل چونکه بصد پرده نهان بود   عشق آمده غماز کزو ما بفغانیم
ما هم به نوای چنگ جلوهٔ مه من   تا آئینه ساں پیش رخت گم شده جانیم

در عین یقیں آمده ماخانه گرفتیم　　برتر زخیالیم و زوہمیم و گمانیم
مارا نتواں دید که در دیده نه آئیم　　در ہستی کونین چوجاں گشته نہانیم
پیدائی و پنہائی ماعقل نداند　　چوں روح عیانیم وہم ازچشم نہانیم
بے جسم نه جانیم نه عقلیم نه روحیم　　ہستیم عجب چیز که مانیز ندانیم
ہر اٗنچه که اندیشه کنی بر تراز آنیم　　ماہستی صرفیم و نه اینیم و نه آنیم

احمد زسوئے تن ہمه تشبیہه و مثالیم
وز روح منزه ز مکانیم و زمانیم



غزل

من ز سودائے محبت والهٔ و دیوانه ام　　عاشق شوریده سر محو رخ جانانه ام
مستی من از نگاه چشم مست ساقی است　　بندهٔ پیر مغاں خاکِ درِ میخانه ام
من بقربانت شوم ای ساقی باده فروش　　از شراب بیخودی لبریز کن پیمانه ام
عابد جانانه ام معبود من حسن وی ست　　ساکن منزل وراء کعبه و بتخانه ام
نقشہای غیر لیلی جمله حک کرداست عشق　　بادل ساده چو مجنوں ساکن ویرانه ام
آں تجلی ہائے حسن دلبراں مانند طور　　باہزاراں برق وشعله سوخته کاشانه ام
آه از جور بتان خوبرو کافر دلاں　　کز تطاول کرده ویراں ہم دکان وخانه ام
کار خود کن زاہدا و زکفر و ایمانم مپرس　　مشربم عشق است ورندی عاشق دیوانه ام
خاک گردیدم سراپا زآتش سودائے عشق　　سوخت شمع حسن جاناں صورت ویرانه ام
عقل را پرسیدم از خوباں ایں عالم بگفت　　بر تماثیل جہاں چوں ابلہاں شیدانه ام
درخرابات مغاں باشاہداں وقتم خوش است　　تا برندی احمدا مشہور شد افسانه ام



غزل

دل را بعشق دلبر مستانه سوختیم　　جاں زآتش محبت جانانه سوختیم

در بزم عشق با دل پر درد بی‌قرار بر شمع روی یار چو پروانه سوختیم
زان آتش جمال که در سینه شعله زد تا آتش سنگ کعبه و بتخانه سوختیم
ما در طور عزمن هستی خویش را از شعله ها جلوهٔ جانانه سوختیم
عمری گذشت تا در پیر مے فروش در آرزوی ساغر و پیمانه سوختیم
ساقی بیا که خرقهٔ سالوس خویش را از بهر باده بردر میخانه سوختیم
این آتش فراق تو گلشن بود مرا همچو خلیل هستی و خود تا نه سوختیم
آن چشم پرخمار که بوده چو مست می زد آتشی ز غمزهٔ مستانه سوختیم
در آتش محبت یار خلیل وش بے باک پا نهادهٔ مردانه سوختیم
محو جمال و حسن دل آرای دلبریم این قیل وقال ودفتر وافسانه سوختیم
مانند قیس شعله زده در دلم چو عشق بود آں جنوں که کاله وکاشانه سوختیم

در مجمر محبت و سحر پری رخان
احمد سپندوش دل دیوانه سوختیم



غزل

درد نوشیم و حریص ساغر و پیمانه ایم ساقیا زاں آرزو خاک در میخانه ایم
کشتهٔ ناز و ادا و شوخی ترکانه ایم جاں نثار غمزہا نرگس مستانه ایم
ما ز سودائے محبت واله و دیوانه ایم سوخته از شعلها جلوهٔ جانانه ایم
اندریں بزم ظهور و جلوه گاهِ شاهداں هر کجا شمع دل افروز است ما پروانه ایم
جلوها کردند چوں در کسوت لیلائ حسن همچو مجنوں از سر شور جنوں دیوانه ایم
عشق آمد بهر من صد کوس بدنامی نواخت درمیان خلق اندر عاشقی افسانه ایم
دولت پیر مغاں بین تا زمین همتش مست عشقیم وبری از کعبه و بتخانه ایم
از خم عشق ما ساغری نوشیده ام پر خمار از چشم مست و غمزهٔ مستانه ایم
از عطائے یک دو جام ساقی باده فروش مست وفارغ از خیال خویش وهم بیگانه ایم
از برائے این بتان رهزنان عقل ودیں گاه دردیر مغاں گهه ساکن بتخانه ایم

تن فتادہ اندریں جا جان مقیم کوئے دوست
در جوار دوست جا کردیم و ما این خانہ ایم

دولت دنیا و دیں را عاشقاں کے طالبند
ما گدایان جمال طلعت شاہانہ ایم

فکر آرید ای حریفاں قوت عشق است ایں
ما ز خود آتش زدہ اندر دکان و خانہ ایم

جلوہ گر گردید احمدؔ چونکہ خورشید جمال
محو ہمچوں آئینہ پیش رخ جانانہ ایم



غزل

چناں از بادہائے عشق مستم
کہ من از ننگ واز ناموس رستم

چو مجنوں پر زسودا و جنونم
بہ عشق آں پری دیوانہ ہستم

برندی و بہ میخواری و مستی
چو مستاں بر در ساقی نشستم

بہ خلوت من حریف بزم یارم
در غیرت بروئے غیر بستم

بزور نیستی و بیخودیہا
بروں از چنبر ہستی بہ جستم

بیک ساعت ز ہستی وارہیدم
چو ساقی داد جام مے بدستم

مئی الفت مرا ساقی چناں داد
کہ تا من شیشۂ توبہ شکستم

رہائی نیست جانم راز جاناں
بزلف یار چوں ماہی نشستم

من از زہد ریا آزاد گشتہ
چو رندان و چو مستاں می پرستم

زمن بردار دست امروز ناصح
دلم در عشق او رفتہ ز دستم

عجب سرّ یست جانم را کہ تا من
بروں از نیست و برتر ز ہستم

مبیں امروز مستم از مے عشق
کہ من مخمور از روز الستم

بہ عشق ایں بتان ماہ پیکر
چو احمدؔ از ملامت ہا برستم



غزل

سایۂ ہستیم از مہر رخش شد معدوم
گشت ثابت چو سرابی ست وجودم موہوم

جمله کالای وجودم شررِ عشق بسوخت — تا از و گشته همه نام و نشانم معدوم
روح گم گشته چو قطره بدرونِ دریا — عالم علم شده محو میان معلوم
جوشِ حسن است که در پرده نگنجید جمال — شورِ عشق است که ظاهر شده سرِّ مکتوم
آں جمالیکه بصد پرده نهاں بود بخویش — بهماں نقش عیاں گشته چو لوح مرقوم
فتنهٔ حسن بود عاشق بیدل بدنام — جان بیچاره شد از سنگ ملامت مرحوم
خانه روشن همه از سوختن شمع بود — هیچ گاهی نه شده زیں دل عاشق مرحوم
جان بجاناں شده گم دل بجمال دلدار — غیر از جلوهٔ معشوق نمانده مفهوم
این من و مای ماهست انائ ویش — باشد از مهر همه روشنیٔ ماه و نجوم
ذات واحد که بیکتائ خود بود نهاں — با هزار اسم و صفت گشته عیان و موهوم
از ازل تا به ابد عشق بقائے دارد — ذات حَی است بخود نیز صفاتش قیوم
از نهیب شه عشق از سرِ من عقل گریخت — لشکر شورشِ او چوں بدلم کرد هجوم

ساقی آید بیکے جرعه خمارت شکند
احمدا از کرمِ او تو نباشی محروم



غزل

عشق احمد روح را روح الامیں — ے برد تا عرش از قعرِ زمیں
ای کنهیا راحتِ جانِ حزیں — سازِ لحن خویش با گوشم قریں
روح تا در غیب یابد صد طرب — تن ز مستی رقص آرد بر زمیں
زنده کن ارواح را چوں نفخ صور — از سرِ الحان خود اے نازنیں
مست کن شوریدگانِ عشق را — بشنواز روحانیاں صد آفریں
رنگ مستی ریخته صورت حسن — بر دل عشاق وهم نورِ یقیں
صورتِ خوش آئینه حسن حق است — تن چو مشکات و ز جا جه لحن بیں
از عنایت شرح صدر عاشقاں — کرد فیض رحمة اللعالمیں
ای جمال مطلق و نور شهود — خوش بیا در چشم جانِ من نشیں

از طرب روحانیاں رقص آورند — مست گردد مہر و مہ چرخ و زمیں

دیده خیره گردد از تابِ جمال — دل منور باشد از نورِ مبیں

دور دارد حق ترا از چشم بد — دائما ایزد ترا بادا معیں

جان من خاک رہِ عشاق باش — صحبت ناجنس داں بئس القریں

احمدؔ شوریده سر از سوز دل
نالہا میدارد و آه و حنیں



غزل

نالہا درد و ایں ہیہائے من — که بخاطر آیدش ای وائے من

زاتشِ سودائے عشقش سوختم — آه زیں سوزِ من و سودائے من

روز شب برپاست از شورِ جنوں — ہمچو مجنوں کو بکو غوغائے من

از ازل خاکِ رہِ میخانه ایم — شد درِ پیر مغاں ماوائے من

میفروش آمد نگاه مست یار — نرگس مخمورِ او صہبائے من

دیدۂ من خانۂ حسن تو باد — جلوه گاہِ تو دل شیدائے من

بے نشانم کرد عشق بے نشاں — گشت بیجائی ز حیرت جائے من

گشت آں بیرنگ از نیرنگ خویش — با ہزاراں حسن عشق افزائے من

چوں پری آمد درونِ دل نشست — ایں فغاں اوست از لبہائے من

صبغت الله رنگ عشاق ویست — شد نشانش زروئ سیمائے من

آه احمدؔ جان مسکین مرا
سوخت عشق یار بے پروائے من



غزل

باہمه جاه و جلال آمده سلطان من — عشق نمط خیمه زد در دل و در جان من

نیست بایں کفر و دیں جان مرا ہیچ کار — عشق تو شد دین من مہر تو ایمان من

زلفِ تو دامی فگند گشت دل من اسیر — کے رہد از دام تو جان پریشان من

عہد بہ بستم بسے عشق نہ ورزم دگر — آہ کہ چشم شکست ایں ہمہ پیمان من

بادہ بدہ ساقیا جاں زغم آزاد کن — ہستی و ہمتی من آمدہ زندان من

آتش جان مرا سرد بکن زآب وصل — بے تو شد آتش کدہ سینۂ سوزانِ من

جلوہ بچشم بکن ظلمت ہجرم ببر — بارخ چوں ماہ شو شمعِ شبستان من

از ہمہ جان و جہاں عشق تو مارا بس است — شورش مہر رخت آمدہ برہان من

ای ز گل روئے تو بلبل جاں در فغاں — بیتو زند سر ز دل نالہ و افغان من

روئ تو آرام دل وز لب تو کام دل — مونس من یادِ تو دردِ تو درمانِ من

راحت جاں روئے تو مست دل از بوئے تو — شد ز تو عشرت کدہ کلبۂ احزان من

صبر بکن تاشبی یارِ تو آید ببر — چند کنی ہای و ہو ای دل نالانِ من

آہ کہ در سینہ ام عشق تو صد داغ داد — رشک گلستاں شدہ سینۂ سوزان من

پیش رخ ہمچو مہ آئینہ ساں گم شدم — محو جمالِ تو شد دیدۂ حیران من

محو جمالت شدم ہستی من تو شدی — آن تو گردیدہ ام تو شدہ آن من

چوں زدروں و بروں گشتۂ برما محیط — پس چہ شناسم بگو چیست تن و جان من

ای ز عدم تا وجود ویں ہمہ غیب و شہود — نیست بجز تو کسے ظاہر و پنہان من

نورِ قدم از یقین وہم حد و ثم ببر — محو بکن از وجود ظلمت امکان من

احمد شوریدہ سر بے رخِ تو در فغانست
بلبل خود را مسوز ای گلِ خندان من



غزل

ماہ روئے سرو قدی سیمتن — آہ از جانم ربود آرام من

آتشیں رخسار و آں رشک چمن — شعلہ زد از حسن خود در جان من

او چو جانست و دل من ہمچو تن — او چو روح ست و جہان ہمچوں بدن

از شمیم زلف آں جانِ جہاں — سر بجیب انداختہ مشک ختن
آہ خمار آلودہ چشم پُر ز سحر — گشت دین زاہداں را راہزن
ای جمالت راحت روحانیاں — تو بخوبی ہمچو شمع انجمن
نالۂ جانم بہ عشق گلرخاں — ہست چوں گل بانگ بلبل در چمن
پیش شمع حسن او پروانہ وش — جانِ من دارد شعار سوختن
ہمچو لالہ داغ ہا دارم بدل — در غم آں روی چوں برگ سمن
دود آہ من ز گور من نگر — آتشے دارم نہاں زیر کفن
سر یکتائیش جانم را رہاند — از تعددہا و فکر ما و من
گر نشینی بر سر گورم دمے — باتو گویم از زبانِ دل سخن

جان خود را کن فدا احمد حسین
برجمالِ پاکِ آں روئے حسن



غزل

جانم بلب ہست از عشق خوباں — کس دردِ مارا کردہ نہ درماں
چوں چنگ پشتم از غم خمیدہ — پیرم بکردہ عشق جواناں
غارت بکردہ دین و دل من — ایماں ببردہ ہم نامسلماں
از درد عشق ایں گل عذاراں — ہستم چو بلبل با آہ و فغاں
رویش بدیدم چوں من نمردم — زیں سخت جانی ہستم پشیماں
آمد بہ چشم با حسن و خوبی — بربودہ از من عقل و دل و جاں
ہستی چو نور چشم و دل من — جایت ببادا در دیدہ و جاں
بشکن بباده پندار تقویٰ — از جانِ زاہد ساقی مستاں
در عشق بازی و شاہد پرستی — رسوا شدم من چوں شیخ صنعاں
جانم بر رندی و در عشق بازی — از زہد برگشتہ بشکستہ پیماں

در روز میثاق احمدؔ بدادند
صد دردِ ما را ایں عشق خوباں



غزل

بردہ قرار و شکیب از دل واز جان ہموں
دادہ بعشاقِ خویش نالۂ و افغاں ہموں

جلوۂ حسن بتاں تاب رخ مہوشاں
دودِ دل عاشقاں ہم دل بریاں ہموں

راحت روح و رواں قوت ہر ناتواں
روشنیٔ دیدہ ہا نورِ دل و جاں ہموں

دیدۂ مشتاق را نورِ جمالش بود
مقصد دلہاست او آرزوئ جاں ہموں

سجدہ گہِ عاشقاں طاقِ خم ابروش
قبلۂ جان و دل گبر و مسلماں ہموں

آنکہ دل و دیدہ را نور و سرور آمدہ
روح و روانم ہموں جانم و جاناں ہموں

نالۂ بلبل از و خندہ زنان گل ازو
در چمن آمد بہار خوبیٔ بستاں ہموں

درخم جاں جوش از و دل ہمہ مدہوش ازو
جوشش بادہ ہموں مستیٔ مستاں ہموں

بہر دل گمشدہ آمدہ عقش دلیل
وزپئے عشاق خویش آمدہ برہاں ہموں

مست کن عاشقاں نرگس مخمور اوست
تیر زند در دل از غمزۂ خوباں ہموں

دشمن زہد و ورع خرقہ ورِ زاہداں
رونق حسن بتاں غارت ایماں ہموں

قوت روح و رواں نورِ دل انس و جاں
ہستیٔ ہر دو جہاں ظاہر و پنہاں ہموں

آنکہ دولت سوختہ زآتش رخسار خویش
احمدؔ محزوں نگر جلوہ گر است آں ہموں



غزل

پیش رخش ام چو آئینہ حیراں
چو مہر ست خیرہ از و دیدۂ جاں

ربودہ دلم شوخیٔ حسن خوباں
جمالش زدہ شعلہ در خرمن جاں

ز بیتابیٔ عشق پردہ دریدہ
شدہ فاش از وی ہمہ راز جاناں

مدد در پے خانہ مہماں طلب کن | دریں خانہ جسم حسن ست مہماں
کسے مہر را جز بآبے نہ بیند | ز برق رخش خرمن جانست سوزاں
نہ بیند کسے روح را غیر از تن | جسد گشتہ پیدا و جاں گشتہ پنہاں
درون مکاں شد نہاں لامکانے | وجوب آمدہ روح و شد جسم امکاں
شد از عشق بے پردہ راز حقیقت | چو برخاست از جانش ایں شور و فغاں

کسے حسن را غیرِ صورت نہ بیند
ازیں بینم احمد رخ دلستاناں



غزل

بیا جمال دل افروزِ دلستاں رابیں | بناز میرود آں جان عاشقاں رابیں
بہ عشق روی تو در گلشن ای گل خنداں | فغاں و نالۂ پر درد بلبلاں رابیں
سہی قدی کہ شدم پیر در غم عشقش | بہ سوئے باغ بیا حسن آں جواں رابیں
بیا بہ مجلس رنداں ز زہد توبہ بکن | شراب عشق کش و جلوۂ بتاں رابیں
زغمزہ تیر زدی در دلم چناں ای ترک | زخونِ دیدۂ من زخم ہائے جاں رابیں
بیک نگاہ دو صد زخم می زند بر جاں | بساز سینہ سپر تیر بے کماں رابیں
نہ سر بماند و نہ دستار ساقیا در بزم | ز بادۂ تو چہ شد حال میکشاں رابیں
بکوئے تست رواں خون عاشقاں چو سیل | بیا و حال شہیدان و کشتگاں رابیں
پری رخی کہ دلِ خلق پائمال بکرد | تو کج ادائے و شوخی و ناز آں رابیں
ازاں شراب کہ دادی بہ عاشقاں ساقی | فتادہ اند ز خود رفتہ بیخود آں رابیں
بہ عشق تو دل عشاق ہست خوار و خراب | فغاں و نالۂ و زاریٔ بیدلاں رابیں
ازاں غمی کہ بہ عشق تو ہست در دل من | چو ابر گریۂ ایں چشم خوں فشاں رابیں
بہ عشق تو شب و روز است جاں بسوز و گداز | بسینہ دست بنہ ایں دل طپاں رابیں
طپاں بخاک و بخوں گرد کوئے تو خلقے | بیا و خواریٔ عشاق نیم جاں رابیں

ز دست ساقی مہرو بگیر جام شراب — بر آر نعرہ ز دل حسن دلبراں رابیں
ازانہا جمال کہ جانہا ہمہ فدائی ویند — نشان حسن جہاں سوز بے نشاں رابیں
بعشق یار اگر یکدمے شوی بیخود — تو در مکان دل خویش لامکاں رابیں

فقط توئی نہ دریں حزن مبتلا احمدؔ
بیا و درد و غم و سوز عاشقاں رابیں



غزل

جانم برفتہ در عشق جاناں — تن ماندہ تنہا بیروح و بیجاں
شام و سحر گاہ در عشق آں گل — مانند بلبل داریم افغاں
ایں اشک چشم ویں آہ سردم — تا فاش کردہ اسرار جاناں
تا کہ بنالم کیں بُت بشوخی — ہم دل ببردہ وزدیدہ ایماں
خونم بخوردی کشتی بہ غمزہ — تاچند ایں جورائے نامسلماں
ساقی ببادہ جانم رہا کن — از بند عقل و طبع پریشاں
مستم چناں کن تا من ندانم — تا کیست خنداں تا کیست گریاں
در روز اول مارا بدادند — زندی و مستی وایں عشق خوباں
ساقی مستاں مستش بسارذ — زاہد چو آید در بزم رنداں
جانم رہیدہ از زہد و تقویٰ — دیدم چو چشم ساقی مستاں
جانم برندی بیزار گشتہ — از ننگ ہستی و از خود پرستاں

احمدؔ چہ گویم شرح جمالش
عالم چو جسم است واو ہست چوں جاں



غزل

آمدہ جام مئے بکف ساقی گلعذار من — تا ز شراب ناب خود در شکند خمار من

گلشن من جمال تو حسن تو نو بہار من — شد لب لال نوش تو بادۂ خوشگوار من

زآتش عشق سوختم تا بکجا فغاں کنم — راحت جاں ہر آنکہ بود بردہ ہموں قرار من

بیرخ رشک ماہ تو سیل زخوں رواں شدہ — صبر نمی کند دمی دیدۂ اشکبار من

از غم و درد عشق تو نالہ چو بلبلاں کنم — بیرخ خوب گل دشت گشتہ خزاں بہار من

ای دل پرغم والم خود تو بگو کہ چوں کنم — برلب من رسیدہ جاں ماندہ آں نگار من

ناز سنانِ غمزہ اش زخم بزخم خوردۂ — طاقت ضبط تا کجا وائے دل فگار من

راز ونزار گشتہ ام از غم عشقت ای صنم — چوں نکنی ترحمی برمن و حالِ زار من

در نگری بچشم خود آتش دود سینہ ام — گر تو گہے گذر کنی بر لحد و مزار من

خاک رہت بگشتہ ام از پئے آنکہ یکدمی — گر قدمی نہی بر آں بوسہ دہد خمار من

عاشق در ندمی کشم مست وخراب زاہدا — زہد وورع گہے مجوزیں دل بادہ خوارِ من

زآتش عشق وشعلہ اش سوختہ ام چناں کہ تا — غیرت لالہ زار شد سینۂ داغدار من

بر رخ خویش دلبراں داغ غلامیش زدہ — رشک پری رخاں بود حسن و جمالِ یار من

ہر دم ولحظہ نو بنو خود ز درون واز بروں — ناز و کرشمہ می کند بہر من آں نگار من

جان مرا ہمی کشد ہر طرفے کہ خواہد او — درکف خویش داشتہ چوں شتراں مہار من

چونکہ بمیل جان خود آفت عشق می خرم — آمدہ از برائے من جبر من اختیار من

چشم براہم احمدؔ تا کہ در آید آں نگار
دور نشد دلے گہے زحمت انتظار من



غزل

با ہمہ حسن و دلبری آں بت مہ لقائے من — ناز و کرشمہ ہر زماں میکند از برائے من

زآتش عشق سوختم اے مہ خوش لقائے من — حسن و جمال خویش را جلوہ بدہ برائے من

گاہ دلم بسوزد او زآتش حسن روئے خویش — گاہ قروں کند زلب عمر من و بقائے من

مرگ وحیات جان من درلب لعل آں پریست — ہست جمال روئے او درد من و دوائے من

در سر پر جنوں من غیرت وفکر ننگ نے — آتش عشق سوختہ شرم من و حیائے من

از پئے دفع ظلمت ہجر تو داں شبان غم — ہست خیال روئے تو شمع من و ضیائ من

گر همه جور و بر وفا را فهیم ای حیات جاں — ہر چہ بود رضائ تو ہست ہماں رضائ من

گفتمش ای حیات جاں دہ خبرم براز خود — گفت بناز در وجود نیست کسی وارئ من

عشق بکاست بہر جاں عرش مراست آشیاں — برتر ازیں جہاں بود سیر من و فضائ من

طائر قدس نام من عرش بود مقام من — بہر تفرج آمدم حسن بود سرائ من

حسن و جمال دلبراں مراۃ خویش ساختم — گشت عیاں در آئینہ ذات من ولقائ من

شعلهٔ طور آمدم جلوهٔ نور آمدم — رونق روئ دلبراں نیست بجز بہائ من

ذات منست بے نشاں برترم از جہان و جاں — غیر ز آب و آتش ست آب من و ہوائ من

ساکن ملک لامکاں طائر قدس آشیاں — برترم از ہمہ جہت بے جہتی ست جائ من

بے من و تو در آمدہ یار بایں متی تو ئ — عین منئ ماست او ہم منیش و رائ من

بہر تو ہمچو احمدیم دور فتادہ از وطن

نیست دریں دیار کس غیر تو آشنائ من



غزل

رنگ رخ دلبراں رونق خوباں ہموں — دودِ دل عاشقاں سینۂ سوزاں ہموں

باعث آرام جاں مرہم زخم نہاں — بہر مریضان عشق آمدہ درماں ہموں

ز آتش حسن بتاں ہستی عشاق سوخت — سوزش پروانہ و شمع شبستاں ہموں

در دل بلبل ہموں صورت عشق آمدہ — زینت روئ گلاں زیب گلستاں ہموں

نور نظر آمدہ دیدۂ یعقوب را — جلوۂ حسن رخ یوسف کنعاں ہموں

جلوہ بہ لیلی بکرد صبر ز مجنوں ربود — شورش و سودائے قیس جان پریشاں ہموں

آہِ دل بیدلاں آتش سوز نہاں — چہرۂ چوں زعفراں دیدۂ گریاں ہموں

جلوہ ہر رنگ او شاہد بیرنگ او — عاشق گم گشتہ دل دیدۂ حیراں ہموں

در رخ خوباں نباز چہرۂ برافروختہ — وز لب عشاق باز نالہ وافغاں ہموں

در خم جان و دلم جوش زدہ ہمچو مے — ساقی مہر و ہموں نعرۂ مستاں ہموں

ہر جہتی را گرفت برہمہ گشتہ محیط ظاہر و پیدا ہموں باطن و پنہاں ہموں

ہست تجلی ذات ایں ہمہ اسم و صفات غیر ندارد وجود عاشق و جاناں ہموں

آنکہ بیک غمزۂ بردہ دلت احمدؔا

ہست بباغ شہود سرو خراماں ہموں



غزل

دل ربودہ حسن روئے دلبراں ماندہ درتن وائ ایں جان طپاں

ہست حسنش قوتِ ہر ناتواں واں لب لعلش حیات عاشقاں

ماہمہ جسمیم او روح رواں ہست جان ماتن واز جان جاں

ظاہرت پابند در خرگاہِ تن سایر آمد روح تو در لامکاں

باطن تو ہست دریائے محیط گو ہر ذات تراحق ست کاں

آنکہ گنجا نید قلزم را بخویش شرح آں قطرہ کہ آرد در بیاں

چوں بخواب خوش درآئ ساعتی تو درون خویش بینی یک جہاں

مثل ایں عالم تمامی کائنات بینش در خویش بیشک و گماں

اندرون ذرہ پنہاں آفتاب شد سلیماں در پس مورے نہاں

از ہوا محتاج اشیا آمدی تانہ پیدا ہست درتو آں نشاں

مبدۂ عالم بود حق ہم معاد اسم تعبیر یست ایں جان و جہاں

بہر ہر اسمی مسمےٰ ذات اوست ہست در ہر صورتے اورا نشاں

اوچو قلزم ہست و ماہچوں حباب

جملہ عالم احمدؔا یک موج داں



غزل

خواست تا ظاہر کند آں شہ کمال خویشتن

آمد و نقشے کشیدہ برمثال خویشتن

ذات آدم را برائے خود یکے آئینہ ساخت　　تا بہ بیند اندرو حسن و جمال خویشتن

آنچنانکہ جان آدم با ہمہ صنع عجیب　　شکل ہا پیدا کند اندر خیال خویشتن

آں جمال کونہاں بودہ ز چشم خویش ہم　　گشت پیدا با ہمہ جاہ و جلال خویشتن

آدمی زادہ ز حال خویش غافل بودہ است　　مبدۂ خود کے شناسد ہم مآل خویشتن

ہر کسے بر عادت خود ایں جہان و آنجہاں　　کامرانی می کند حسب خصال خویشتن

ہر چہ آید پیش تو از خوب و زشت و نیک و بد　　خوبیٔ خود داں مرا و راہم نکال خویشتن

بیخبر ہر دل ز فکر ماضی و مستقبل است　　روز و شب مصروف میماند بحال خویشتن

بنگ و افیوں خوردۂ احمد کہ تا ہوشت نماند
بیخبر از اصل ہستی ہم مآل خویشتن



غزل

دو سہ جام می گلرنگ دادہ ساقی مستاں　　بکشتم مست از وی تا نماندہ ہوش من با جاں

ز مستی ہائے او عقلم برفت و نیز ہوش من　　زدہ صد جوش ہمچوں بادہ آں می در خم ایں جاں

بروں از خویش رفتم آنچناں از جوش آں بادہ　　کہ تا علمم نماندہ از خود و از کفر و از ایماں

ازاں بادہ کہ خوردہ در ازل ایں آدم خاکی　　کز و جن و ملک ہستند اندر سر او حیراں

بزور بادہ اش بار امانت راشدہ حامل　　ملک ارض و سما کز وی ہمہ ترسندہ و لرزاں

بایں رفعت بایں وسعت کہ دارد او بذات خود　　نہ چوں از رشک او در جان خود خارے خورد شیطاں

وجود او عجب مجموعۂ ملکوت و ملک آمد　　دو عالم جمع گشتہ در نہادِ حضرت انساں

ہزاراں موج بر خیزد ز فکر و از تلفظ ہا　　سر موئے نہ کم گردد عجب بحریست بے پایاں

ببیں تا اسمہ اسماء اشیا اندرو گنجد　　خزینہ بے نہایت ہست وی را اندرون جاں

شناہای کہ کلثم خود برائے اہل قرب آمد　　نہ از بہر کسے چوں خرشدہ زخمی تہ پالاں

ہر آں جائی کہ ماندہ خوار و دوں اندر ہوائے خود　　دریں عالم دراں عالم بسے حسرت خورد بر جاں

اگر احمد دل تو نارسیدہ تا بوصل او　　ز ہجرش تا ابد سوزے بماندی دوں تر از حیواں



غزل

ای جمال تست نور چشم من | مهر تو آمد چو جان اندر بدن

چونکه تو جائی نه بیند کس ترا | زیں نمی آئی درونِ چشم من

لامکاں جوینده کسے یابد ترا | زانکه تو پنہاں شدی در ما و من

رونق گلہا و عشق بلبلے | جلوه گر ہمچوں بہار اندر چمن

ہم توئی گلگونۂ حسن بتاں | ہم در عشاق باشی نعره زن

حسن شمع از جمالت تابشے | از تو در پروانہ ذوقِ سوختن

گل زحسنت جلوۂ وزدیده است | خوبی چیده زتو برگ سخن

ای جمالت نور چشمے عاشقاں | ہمچو شمعے رونقِ ہر انجمن

ہمچو بلبل جان احمدؔ سوختی
زآتشِ عشق ای گل خندانِ من



غزل

قدسیاں شیدا شده بر روئے تو | شیفتہ روحانیاں بر بوئے تو

کار سازانِ قضا بربستہ اند | ہستیِ عالم بتار موئے تو

ازازل برجملہ ارواح وقلوب | منبسط گردید مہر روئے تو

از سرائر روح قدسی آمده | اندریں عالم بجست و جوئے تو

مضطرب گشتہ بسدره جبرئیل | درمشامش چوں رسیده بوئے تو

بردرت عشاق محو و بیخود اند | بہر ایشاں لامکاں شد کوئے تو

ہستیِ عالم توئی ای ترک مست | ہستیِ وہمی ماہندوئے تو

دل شده در دامِ زلف تو اسیر | شد کمند جان خم گیسوئے تو

احمدؔ از جاں تشنۂ دیدارِ تست | ہست آب زندگی در جوئے تو



غزل

آتش ہجرم بسوخت شربت دیدار کو
آنکہ شکیبم ربود آں بت عیار کو

مست جنونم کنوں از سر سودائے عشق
کاکل دلدار کو سلسلۂ یار کو

جان و دلم سوختہ آنکہ بناز و جمال
شعلۂ حسنش کجا آتش رخسار کو

عاشق دلدادۂ ہیچ نہ ترسد بجاں
سر[۱۲] بکف آوردہ ام تیغ و سر دار کو

پیش تو استادہ ام تیر بزن غمزہ را
خون دلم جوش زد دیدۂ خونخوار کو

عاشق دلدادہ ام فارغ و آزادہ ام
سینہ سپر کردہ ام غمزۂ دلدار کو

ایں دل سرگشتہ ام طائر بے آشیانست
تا کہ نشیمن کند کاکل خمدار کو

گشتہ دل من ملول زیں ہمہ زہد ریا
آں بت عیار کو حلقۂ زنار کو

حسرت ساقی دمی پشت دل من شکست
خوار و خرابم کنوں خانۂ خمار کو

دعوئ زہد و صفا ہیچ بکن زاہدا
روشنی دل کجا جان پُر انوار کو

موسی جاں آمدہ بر سر میقات شوق
جلوۂ دلدار کو وعدۂ دیدار کو

ساقی روز ازل اُنچہ ز صہبا بداد
جان ہمہ مست شد یک دل ہشیار کو

از رہ سمع و بصر و ز دل و جان احمدا
جوش زند سرِّ حق محرم اسرار کو



غزل

خورد خونم عشق خوں آشام تو
بُرد آرام رخِ گلفام تو

آرزو دارد دل شیدائے من
تا دہم جان اے صنم برنام تو

کاکل مشکیں شدہ زنجیر دل
بستہ جانم حلقہائے دام تو

روح و جان عاشقاں بادا فدا
بر جمال پاک خوش فرجام تو

بہر من از صد ثنا خوش تر بود
از رہ ناز اے صنم دشنام تو

آرزو دارم بوبیت جاں دہم
سویم آرد گر صبا پیغام تو

کے اللہ آرد سوئے نور جہاں   عاشق دلدادۂ ناکام تو
قدسیاں اندر رکاب تو رواں   از مکاں تا لامکاں یک گام تو
از نیاز و صدق دائم مہر و مہ   طوف می آرند گرد بام تو
توسن چرخ است گر تند و حرون   لیک دائم ہست جاناں رام تو
تا قیامت بر نہ گردد ہوشیار   ہر کہ خوردہ جرعۂ از جام تو
دائما از خرقۂ زہد ریا   ننگ دارد عاشق بدنام تو

کعبۂ احمد چناں رسوائے عشق
گم شدہ تا جملہ ننگ و نام تو

☆☆☆

غزل

آفت جاں بیدلاں ہست جمال روئے تو   بہر جنون عاشقاں سلسلہ ایست موئے تو
عشق تو ای حیات جاں مذہب ملت ومن است   قبلۂ ماست روئے تو کعبۂ ماست کوئے تو
مست وخراب جانم از نرگس پرخمار تست   دام دلست بہر ما طرۂ مشک بوئے تو
سجدۂ زاہداں ہمہ ہست بسوئے سنگ وخشت   سجدۂ عاشقاں بود سوئے جمال روئے تو
گر سحری در آورد بوی تو سوئے من صبا   از سر شوق وطیب ودل جاں بدہم بہوئے تو
شور جنوں عشق ما فتنہ حسن روئے تست   ہمچو پریست از لبم نالہ وہائے وہوئے تو
قبلۂ جاں ہر یکے چونکہ جمال روئے تست   مومن وگبر را ازیں سجدۂ جانست سوئے تو
تافتہ مہر حسن تو چوں بدرون جان من   آئینہ ساں بگیرتم پیش جمال روئے تو
این دل ناشکیب من گشتہ زبون وخوار عشق   آہ وفغاں ہمی کنم بہر رخ نکوئے تو
شوق جمال پاک تو درتن من مثال روح   ہست بساں جان نہاں در دلم آرزوئے تو
از چہ پسند می کنی ای مہ من ہلاک من   سوختہ جاں عاشقاں سنگ دلی وخوئے تو
این کہ ہجوم عاشقاں بر در تست ساقیا   بادۂ بیخود یست چوں در خم ودر سبوئے تو
گرچہ ز شعلہائی عشق احمد دل شدہ بسوخت   لیک ز جانش کم نشد شوق تو جستجوئے تو

☆☆☆

غزل

شعلۂ زد بجان من برق جمال وحسن او — سوختہ ہستیم چنان تا کہ نماند تار مو
وحشت جاں من چو قیس شہرۂ شہر گشتہ است — شور جنون عشق من ہر طرفی ست کو بکو
عشق تو از دلم ربود خواب وخور وشکیب من — خوار وزبوں بکشتہ ام از پئے آں رخ نکو
نگہت زلفت ای پری مست بکردہ جان من — سلسلہ جنون من کاکل تست مشکبو
بستۂ دامت ای صنم از در تو کجا رود — طرۂ مشک شای تو چوں رسنی ست در گلو
سیل سرشک دیدہ ام جوش زدہ زجان ودل — آب زچشم من رواں شد زغم تو ہمچو جو
از سر کبر زاہدا طعنہ مزن بر عاشقاں — چونکہ ندیدۂ رخش نیست ترا خبر ازو
نعرہ ہای وہوئے من تا بفلک رسیدہ بود — آمدہ حیرتم بہ پیش گفت مرا کہ انصتو
بے رخ خوبت ای صنم در دل من قرار نے — برد شکیب وصبر من حسن وجمال ماہ رو
نالہ من مبیں زمن اینکہ جہد ازین دہن — ہست پری رخی نہاں زیر جنون وہای ہو
یار ترا زغم رہاند سوئ خودت ترا بخواند — بر کرم وعنایتش ای دل خستہ شکر گو
خلق تعلقت بود صورت علم ووہم تو — اینکہ بحس در آیدت ہست تمام سرّ ہو

مُہر بنہ بریں دہن بند بکن در سخن
باش خموش احمدا ختم بساز گفتگو



غزل

جانہا بہ عشقت والہ[۱۳] و دلہا ہمہ شیدای تو — کس نیست در خوبی وحسن ای ماہ من ہمتائ تو
خلقے بہ عشقت مبتلا جانہا زغم اندر بلا — در ہر دلی غوغائ تو در ہر سرے سودائ تو
پیش جمالت قدسیاں حیرت زدہ آئینہ ساں — جان ورواں عاشقاں خاک اندر زیر پائ تو
حسنت حیات عاشقاں مہرت روان بیدلاں — اندر دل ما خانہ ات در دیدہا شد جائ تو
مانند مجنوں عشق تو عقلم ربود و ہوش من — رسوا بکردہ کو بکو عشاق را سودائ تو
چشم خمار آلودہ ات خمخانہ مستی شدہ — تا گشت جان عاشقاں مخمور زاں صہبائ تو

از ناز ای جانِ جہاں برتارک دل میروی / پامال جان عاشقاں کرده قدرعنائ تو

درعشق تو ای جانِ من آشفته وسرگشته ام / بر بود آرام الم ای مه رخ زیبائے تو

مانند مجنوں بیخود و حیراں شده درعشق تو / تا ایں فلاطوں خرد گم گشته در صحرائے تو

مدہوش شد ہرعقل و دل از بادۂ دیدار تو / جانہا حیاتی یافته از حسن روح افزائے تو

ای دل به عشقش سوختی اندوه ہا اندوختی / ہرشب رود سوئے فلک ایں ناله وہیہائے تو

ہرعاشقی گم گشته دل یک گوہری از کان تست / ہر رہروی جاں باخته باشد دریکتائے تو

از فتنه ہائے چشم تو عالم ہمه برہم شده / پرسحر و افسوں آمده آں نرگس شہلائے تو

خورشیدوماه ومشتری درطوف گردِ خانه ات / زہره بجاں تا بے خرد از قبۂ مینائ تو

احمد دلِ تو سوخته از شعلہائ حسن او
آتش زده عشق رخش اندر ہمه کالائ تو

☆☆☆

غزل

از چشم عاشقاں بچه خلوت گزیدۂ / در دیده ام بیا که مرا نور دیدۂ

ما از جنوں عشق گریباں دریده ایم / تو پردۂ صبوریٔ جانم دریدۂ

منعم مکن زعشق بتاں زاہدا که تو / شاید جمالِ دلبر مارا ندیدۂ

چوں خویش زنده کن دلِ مانیز ای صبا / بوئ ز پیرہن بت ماگر شمیدۂ

رخ را بمن نمودی و عقلم ربودۂ / سودا و صد جنوں بسر من دمیدۂ

از عشق تو نجات بناشد گہے مرا / مانند روح در رگ جانم دویدۂ

ای مرغ قدس عشق زیارم خبر بگو / زیرا که قرنہا سوئے بامش پریدۂ

حسنی که بود راحتِ جاں دولت کنوں / از دردِ عشق جاں بلب از وی رسیدۂ

اسرار نفخ و روح زعشقت شناختم / تا مہر خود چو روح بجانم دمیدۂ

از دل خیال روئے ترا چوں بدر کنم / ہمچوں پری بخانۂ جانم خزیدۂ

مانند روح عشق و یا صورتِ جمال / ای نازنیں بگلشن دلہا چمیدۂ

در آدم آنچنانکه پری میشود نہاں / درہستی دو کون تو خلوت گزیدۂ

جهدی که کردهٔ برهِ عشق احمدا
صد شکر کن چو بر در جاناں رسیدهٔ



غزل

زآتش حسن چو گل چهره برافروختهٔ — همچو بلبل دل شیدائ مرا سوختهٔ
فتنهٔ دین و دل من نگه ناز تو شد — چشم را کافری و سحر در آموختهٔ
مادل شیفته در عشق تو بفروخته ایم — تو که صد خوبی و صد حسن براندوختهٔ
خرمن هستیم از برق جمال تو بسوخت — شعلهٔ بود که در جان من افروختهٔ
جلوه کردی که درونِ نظرم جز تو نماند — دیدهٔ احول ماباز نمط دوختهٔ
مثل منصور سر خود به بهائ حسنش — ای دل شیفته یاد آر که بفروختهٔ
بتماشائ جمالت دلم از دست برفت — آه زاں حسن کزو روئ خود افروختهٔ
از که طرزِ ستم و شوخی و ناز و غمزه — از پئے سوختن جان من آموختهٔ
ای پریرو بیکے جلوهٔ حسن رخِ خویش — جان بیمار مرا طور نمط سوختهٔ
زهد تقویٰ بربودی بنگاهے زدلم — غمزه را ره زنی دیں من آموختهٔ
آه ای درد محبت دل من خوں کردی — آه ای عشق که تو جان مرا سوختهٔ
ماچو آئینه به پیش رخِ تو حیرانیم — تو بصد جلوهٔ و صد ناز رخ افروختهٔ

بیکے غمزهٔ جادو نظراں ای احمد
دل و دیں مذهب و ملّت همه بفروختهٔ



غزل

دارم به عشق آں یار دلخواه — سوزی و دردی دودی وصد آه
در عشق جاناں جانم رود گه — لیکن نگردم از مهر آں ماه
شاید که پایش اُفتد بچشم — گردد سرمن تا خاک آں راه

بے جرم کشتہ دلدار مارا   زین خون ناحق در خلق افواہ

از درد عشقت خوں می خورم من   رحمے بہ مسکین ای شاہ للہ

گاہے نہ پُرسی از حال زارم   باکہ بگویم زین درد جانکاہ

دیدہ جمالش از خویش رفتم   آمد بہ پیشم چوں یار ناگاہ

ساقی شرابم دہ ارغوانی   گردد خرد را تا قصہ کوتاہ

از عشق خوباں منعم چہ سازی   زین دیو رہزن اعوذباللہ

از فرط نشہ صہبائے عشقش   عقلم ز مستی افتادہ در چاہ

از بوئے زلفت بدمست گشتم   سویم چو آورد باد سحر گاہ

جانم برندی از عشق و مستی   از راہ تقویٰ گردید گمراہ

ہستی عاشق در پیش جاناں   جرم عظیم ست استغفراللہ

پرسیدم ای جان جایت کجا گفت   در ہستیِ کون داریم خرگاہ

مطلق گرفتہ رنگِ مقیّد   آمد منزّہ در شان اشباہ

روحے مجرد گرفتہ جسمے   در شکل سرہنگ آمد شہنشاہ

احمدؔ چہ گویم از راز جاناں   دانا بداند یا جان آگاہ



غزل

از سنان غمزہ و تیر نگاہ   کرد کار عاشقاں چشمش تباہ

عاشقاں بہر تجلی جمال   ہمچو موسیٰ ہر یکے دیدار خواہ

از محبت خود جگر ہا آب شد   عشق خوں کردہ دلِ مردانِ راہ

اشک چشمم راز دل را فاش کرد   شد دلیلِ سوز جانم دود آہ

گل بخندہ در چمن شادان و خوش   حال بلبل در غم عشقش تباہ

جلوہ گر در سینہا و چشمہا   باہزاراں ناز ہست آں رشک ماہ

او چو جان ست و جہاں ہمچوں بدن   جملہ عالم چشم و او نورِ نگاہ

او مثال روح و خلق اعضائ او | او چو سلطاں است ابداں چوں سپاہ
ناز جباریٔ خود مر شاہ را | اندرون جان ہر فرد است راہ
نفس واحد بر ہزاراں شد محیط | جملہ دلہا یند تخت حکم شاہ
روح چوں سلطاں محیط آمد بفر | بر قلوب جملہ افرادِ سپاہ
نور رویٔ نیر اعظم بہ بیں | منبسط شد بر نجوم و نیز ماہ
گر تعدد بشکنی ز افراد خلق | پس بہ یکتائیش یابی انتباہ
گر شمار حرف از فہمت رود | لوح سادہ بینش بے اشتباہ

بر اراد تہائے او احمدؐ بہ بیں
کارہا جاریست در ایں کارگاہ



غزل

ما والۂ جمال نگاریم آہ آہ | شوریدۂ محبت یاریم آہ آہ
شیدائ حسن ماہ غداریم آہ آہ | مجنوں عشق وخستۂ وخواریم آہ آہ
دلدادگان حسن نگاریم آہ آہ | وز دردِ عشق زار و نزاریم آہ آہ
حسرت زہد ز دردو غم عشق دلبریم | افتادہ دور از رخ یاریم آہ آہ
صد زخم خوردہ ایم بجاں از نگاہ یار | در دست ترک مست شکاریم آہ آہ
رسوا و خوار از غم عشقیم کوبکو | وز مہر یار خستہ و زاریم آہ آہ
از گلشن جمال دل افروز آں نگار | واماندۂ بفصل بہاریم آہ آہ
تیرے دگر بزن بدل ماز چشم خویش | از سینہ تا کہ باز بر آریم آہ آہ
یک لحظہ بے جمال دلارائے آں نگار | در جان خویش صبر نداریم آہ آہ
ما از غم محبت آن جانِ عاشقاں | در سوز و درد لیل و نہاریم آہ آہ
از آفت جنون محبت کہ در سر است | رفتہ برون ز خواب وقراریم آہ آہ
مرجوم سنگ عشق چو منصور گشتہ ایم | وز درد ہجر بر سر داریم آہ آہ

احمد به عشق غربت و کربت کشیده ایم
آوارهٔ ز شهر و دیاریم آه آه



غزل

ای زنده ز حسن تو آئین دل آرائ — جان بنده روئ تو زاں رو که تو مولائ
دلها همه سوئے تو چون قبله نما گرداں — چونت نکنم سجده چوں کعبهٔ جانهائ
کے بیتو زیم ای جان گشتی چو حیات من — جز از تو نه بینم چوں نور نظر مائ
خورشید جمال تو چوں تافته برخوبان — برخویش شده نازاں این سایه زیبائ
هرروز بچشم[۱۴] من صد جلوه ز حسن آری — هرشب ز خیال من چو صبح بروں آئ
از دولت دیدارت برخویش همی نازد — آئینه نمط پرشد از جلوه چو مینائ
زاندیشهٔ عشق تو خالی نبود یک دل — ای جان جهان پنهان چون جاں تو به تنهائ
در سوز درون من چوں عشق تو پنهانی — وز حال زبوں من چوں مهر تو پیدائ
ای دولت بیدارم وی عمر وفا دارم — بے روی تو بیمارم وقت ست که باز آئ
بویش پے مشتاقاں شد پیرهن یوسف — لعلش بروان بخشی اعجاز مسیحائ

از جاومکان او احمد نه نشان کس داد
این طرفه که نام اوشد شاهد هرجائ



غزل

با شوخ ستمگاری افتاده مرا کاری — خون جگرم خورده آن قاتل خونخواری
افتاده من بسمل در دست ستمگاری — باجان پر از دردی باخاطر افگاری
برده دل و دین حسن بت عیاری — شد گردن ایمانم در حلقه زناری
ازشوخی وطراری عشق آمده عیاری — صدگردن چوں صنعاں دربسته بزناری
این عشق زبدمستی چوں باده درون خود — صد جوش برآورده همچوں خم خماری

از مستی عشق او بیخود شده صد عاقل — خرقه بگرو کرده در خانهٔ خماری
بر شمع رخ خوبش جاں سوخته پروانه — چوں گل بدل بلبل از عشق زداد خاری
از غایت بدمستی آن نرگس مخمورش — نگذاشته در مجلس یک عاقل و هشیاری
ای وای که افتاده جاں من بیچاره — در دست تو چون شوخی خونریزی وخونخواری
از شوخی وطراری آن بت زجمال خود — اندر حرم ومسجد نگذاشته دینداری
برگرد سرای او بر خاک طپاں حلقے — یک زخم خور غمزه یک کشته دیداری
زاں نرگس مستانه مست آمده بر جانی — وزمستی ومخموری چشمش شده خماری
چوں بلبل شوریده جان زوبفغاں آمد — تا شاخ گل رعنا دیدیم به گلزاری
سودای تو میدارد اندیشه تنگ از دل — وزعشق تو هر شیدا رسوا سر بازاری
ای بت بخدا احسنت شد آفت دین ودل — در عشق تو هر زاهد بست است بزناری
از شورش عشق او صد عاشق دلداده — منصور نمط بیخود آویخته برداری
چوں حسن رخ یوسف در هر طرفی اورا — نقد دل ودیں برکف پیدا ست خریداری
دل خانهٔ دلبر شد او صاحب ایں خانه — جاں آمده چوں داری جانانه چو دریای
از بهر یکی جامی در میکدهٔ وحدت — گردید گرو مارا هم خرقهٔ و دستاری

از کفر وهم از ایماں بگسست دلت احمد
چوں عشق ترا کرده محو رخ دلداری



غزل

می گلرنگ چوں در جام داری — دلم ساقی چرا ناکام داری
بعشق خویش ای آرام جانها — دل عشاق بے آرام داری
بطراری زلف پرشکنها — هزاراں دل اسیر دام داری
زعشق خویش مجنوں وش بهر سو — تو صد ها عاشق بدنام داری
ازاں لبها مراد خویش جستن — بداں ای دل که طمع خام داری

بہ عشق آں پری ای جانِ محزوں
دل پر درد وخوں آشام داری

الا ای عشق تو آں شہسواری
کہ خنگ چرخہا را رام داری

چو تو نبود دگر رندی جہاں سوز
کجا پروائی ننگ و نام داری

چو بلبل در چمن گلبانگ میزن
بدل چوں عشق آں گلفام داری

در آید ساقی و جانت کند مست
بچندی گردشِ ایام داری

تجلی روی او زلف استتارست
بہ عشقش نیک صبح وشام داری

بہ عشقِ ای جانِ احمدؔ مسکن خود
بروں از کفر و از اسلام داری



غزل

ای دیدہ زغم پر آب گشتی
وز گریۂ خوں سحاب گشتی

از گرمیٔ وتف آتش عشق
ای دل ہمہ چوں ناب گشتی

ای حسن شباب تا بہ شوخی
تو فتنۂ شیخ و شاب گشتی

ای دل بفراق خوبرویاں
از آتش غم کباب گشتی

چوں چنگ خمیدۂ زغمہا
وز نالۂ دل رباب گشتی

ہستی چو مقیم در خرابات
در عشق بتاں خراب گشتی

خاک تو چو عشق داد برباد
در مشرب بو تراب گشتی

برخوبی حسن آں پریرو
ای زلف چرا نقاب گشتی

برحسن و جمال مہرویش
ای ہستی من حجاب گشتی

خود از پیٔ عسل آرزوہا
ای باز چرا ذباب گشتی

بودی تو باصل لوح سادہ
اکنوں رقم کتاب گشتی

خود قلزم بے کنار بودی
از وہم کنوں خراب گشتی

از موجِ زنی بحر معنی
در صورت خود حباب گشتی

ایں قطرہ بہ بحر او چو بردی
میداں کہ تو بے حساب گشتی

ازگرمیِ وجوش ومستیِ عشق
احمدؔ چو خم شراب گشتی



غزل

زخمہا در جگر ودیدۂ پرخوں داری — سیل از اشک تو چوں چشمۂ جیحوں داری
ہوای رخ آں غیرت لیلیٰ ایدل — سر سودائیِ غم و شورش مجنوں داری
در رہِ عشق ز رسوائی و از ننگ مترس — گر بجاں پیرویِ شبلی ذوالنوں داری
از کفِ ساقیِ مستاں کہ فدایش جان باد — دوش می خوردی ومخموریش اکنوں داری
بیکے جرعہ سرم گم شدہ و وہم دستار — بادہ آمیختہ ساقی تو بافیوں داری
بلبل جان مرا آہ سوئے نالہ کشید — حسن وخوبی کہ تو درآں رخ گلگوں داری
بنگاہی تو بتا جملہ جہاں برہم شد — چشم مخمور چہ پر سحر و پر افسوں داری
پئے شوریدگیِ عاشق دلدادۂ خود — روی مانند گل و نرگس میگوں داری
پیش خورشید رخش ای دل من ذرہ صفت — از نشاط وزطرب رقص چوگردوں داری
گر ندیدی رخ او بر کہ تو عاشق گشتی — در بدیدی تو بگو آہ وفغاں چوں داری
جلوۂ حسن ازل از رخ خوب تو عیانست — تو دریں صورت چوں معنی بیچوں داری
آہ بودی بہ ازل ای دلم آزاد ز قید — تنگیِ نفس تو از کاف وہم از نوں داری

احمدؔ از بیخودی و حیرت گم گشتن خود
مسکن خویش ازیں کون تو بیروں داری



غزل

چو گہی بحسن وخوبی بدوچشم من درآئی — ببری شکیب و صبرم بکمال دلربائی
چو نہاں شوی ز چشمم و درد من فزائی — چو بدیدہ ام درآئی ہمہ ہوش من ربائی
ز جمال روح پرور چو نقاب برکشائی — ہمہ تاب وطاقت من ببری بخوش نمائی

بهزار دلفریبی بکمال خوشنمائی
ز جمال خویش جاناں دل من همی ربائی

به شمیم زلف مشکیں اگر ای صبا صباحے
چه شود ز کوئ جاناں بمشام من در آئ

ز برائ عاشقاں شد حرمت حریم کعبه
بجمال خویش جاناں که تو مرده وصفائ

بدرون نرگس خود دو هزار فتنه داری
که بسحر و افسونها دلِ خلق می رُبائ

چه بتو رسیده ایدل که به عشق روی آں گل
شب و روز همچو بلبل بفغان و نالهائ

همه دل به تست شیدا ز جمال تو نشانی
همه جاست شور عشقت تو بگو کدام جائ

تو چو روح بهر جانها همه تن حیات جانی
بمثال نور دیده بدرون چشمهائ

بزمین و آسمانها صنما ترا که یابد
چو شدی نهاں میاں همه ایں منی و مائ

تو بقرب همچو جانی که ز دیدها نهانی
بمثال روح ای جاں بحقیقت عین مائ

نه اشارتے پذیری به عبارتے نه گنجی
تو ز چند و چون برونی ز همیں هماں ورائ

به مثال مهر تاباں که شده رواش نورش
پئے ستر سرِّ ذاتی تو بخویش خود ردائ

بمثال آئینه شو بجمال یارِ حیراں
چه خوش است احمد از تو ز چنیں چناں درائ



حواشی وتوضیحات

۱۔ ''رعنائے'' لفظ دیگر بفکر شاعر

۲۔ ''جزا'' لفظ دیگر بفکر شاعر

۳۔ در دیوان ''شباب'' تصحیح از روی معنی

۴۔ ''شش'' لفظ دیگر بفکر شاعر

۵۔ در دیوان ''دوست'' تصحیح از روی ردیف و معنی

۶۔ ''دلبر بہ ناز ونرگس مستانہ می رود'' مصرع دیگر بفکر شاعر

۷۔ ''خیزدم'' لفظ دیگر بفکر شاعر

۸۔ در دیوان ''خلل'' تصحیح از روی عروض و معنی

۹۔ قوالی بود کہ حضرت حافظ میاں خوب می پسندند

۱۰۔ ''آمد'' لفظ دیگر بفکر شاعر

۱۱۔ لفظ ''سہی'' بمعنی صراط، درست

۱۲۔ ''جان'' لفظ دیگر بفکر شاعر

۱۳۔ ''شیفتہ'' لفظ دیگر بفکر شاعر

۱۴۔ در دیوان ''حشم'' تصحیح از روی معنی

خمسہ جات وتضامین وقطعات

خمسہ جات وتضامین وقطعات

فارسی واُردو

خمسہ برغزل مولانا رومؒ

دل ہدف پیکان مژگانت کنم　　جاں نثارِ ترک چشمانت کنم
گر بیائی شکر احسانت کنم　　آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان ودل اے دوست قربانت کنم

سرِ حق کی ہے اگر تجھ کو تلاش　　رہروان عشق کا ہو خواجہ تاش
خود حقیقت کر رہی ہے راز فاش　　ہین قرأت کم کن وخاموش باش
تا بخوانم عین قرآنت کنم

ای دل پردرد و جانِ بیقرار　　گرچہ ہے تو عشق میں زار ونزار
اپنی ہستی اُس صنم پر کر نثار　　گر تو ترک سرکنی مردانہ وار
ہمچو اسمٰعیل قربانت کنم

بڑھ گئی جب حد سے میری بیکلی　　اُس مصیبت کو پھر اُن سے عرض کی
ہنس کے فرمایا کہ ہے خامی ابھی　　گر یقیں دانم کہ برمن عاشقی
از جمال خویش حیرانت کنم

جب جنون عشق کی شورش ہوئی　　اور دل میں بیقراری بڑھ گئی
اس پریرو نے ہدایت مجھ کو کی　　گر یقیں دانم کہ برمن عاشقی
از جمال خویش حیرانت کنم

تجھ کو دعویٰ عرفانی بعلم حق شناسی اور خدادانی بعلم
زہد و تقویٰ قرب احسانی بعلم گر تو افلاطون و لقمانی بعلم
من بیک دیدار نادانت کنم

احمدا کب تک پھرے گا کوبکو جاپناہ سایۂ خاصاں میں تو
ہیں خداونداں دلِ اسرار ہو شمس تبریزی بمولانا بگو
دفتر اسرار دیوانت کنم

☆☆☆

خمسہ[۲] بر غزل واقف

یاس اندر جان وچشم زاری آئیم ما خار اندر دیدہ و زگلزار می آئیم ما
ناامید از دولت دیدار می ائیم ما درد مند از کوچۂ دلداری آئیم ما
آہ کز دار الشفا بیماری آئیم ما

عشق بہر من بعالم کوس بدنامی نواخت لشکر حزن والم برملک جانِ من بتاخت
وائ اول عقل من رسوائیم را کی شناخت عشق مارا عاقبت درکوئ اوبیقدر ساخت
یارکم می خواند و بسیاری آئیم ما

ای تجلی ہا کہ یکسر پارہای طور ریخت شدت تاب جمالت از دو چشم نور ریخت
جوشش عشق حقیقی رنگ روئے حور ریخت در سر من عشق شوری مستی منصور ریخت
پائ کوہاں تا بہ پای داری آئیم ما

آتشین می بود کز وی پارہای طور ریخت قطرۂ زاں بادہ درکام من مہجور ریخت
بود جوش عشق یا ساقی مئے انگور ریخت در سر من عشق شوری مستی منصور ریخت
پائ کوہاں تا بہ پای داری آئیم ما

از حضور حضرت جاناں پریشاں میرسیم ہمچو بلبل باہزاراں آہ و افغاں میرسیم
خار اندر دیدہ وز صحن گلستاں میرسیم زخمی تیغ جفا از کوئے جاناں میرسیم
گل بسر داریم واز گلزاری آئیم ما

ایضاً خمسہ

ازؔ☆ درد دلبر بچشم زار می آئیم ما   شمع ساں گریاں ز بزم یار می آئیم ما
پرخمار از خانۂ خمار می آئیم ما   دردمند از کوچۂ دلدار می آئیم ما
آہ کز دار الشفا بیمار می آئیم ما

جور خوباں عاشقاں را بے دل و بے صبر ساخت   حبس اندر دوزخ ہجراں مثال گبر ساخت
خون چکاں چشم مرا آں شوخ ہمچوں ابر ساخت   عشق ما را عاقبت در کوئی او بیقدر ساخت
یار کم می خواند و بسیار می آئیم ما

غمزہ اش خونِ دل عشاق چوں ساطور ریخت   چشم مستش در دلم مستی مئے انگور ریخت
صد طرب در جان من آں نرگس مخمور ریخت   در سر من عشق شور مستی منصور ریخت
پائی کوباں تا بپائے دار می آئیم ما

خار خار ار گلشن و گلزار ریحاں میرسیم   خوار و خستہ از در سلطان خوباں میرسیم
بے جمالِ روح بخش او پریشاں میرسیم   زخمی تیغ جفا از کوئے جاناں میرسیم
گل بسر داریم از گلزار می آئیم ما



تضمین غزل مولانا رومؒ

دل ہدف پیکاں مژگانت کنم   جاں نثار ترک چشمانت کنم
گر بپائی شکر احسانت کنم   آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل اے دوست قربانت کنم
سینہ طور از نورِ رخشانت کنم   دل تجلی گاہِ لمعانت کنم
محو جانِ خویش در شانت کنم   آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل اے دوست قربانت کنم

☆ ''ہمچو بلبل از گلستاں زار می آئیم ما'' لفظ دیگر بفکر شاعر

قبلۂ اسرار و ایمانت کنم سجدۂ جاں سوئے ہر شانت کنم
کعبۂ دل عرش ایوانت کنم آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان ودل اے دوست قربانت کنم

سینہ مشرق نور و لمعانت کنم دیدہ مضطر شیوۂ و شانت کنم
جلوۂ کن تافدا جانت کنم آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان ودل اے دوست قربانت کنم

جان نثار اے راحت جانت کنم دل فدائے شاہِ خوبانت کنم
وقف ای مہ دین و ایمانت کنم آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان ودل اے دوست قربانت کنم

از خم عشقش دلائ نوش باش لب بہ بند و دیگ وش در جوش باش
وز شراب بیخودی مدہوش باش ہین قراءت کم کن و خاموش باش
تا بخوانم عین قرآنت کنم

ایکہ تو برجان ز برتن عاشقی گاہ بر گلہا و گلشن عاشقی
گاہ بر خوباں پر فن عاشقی گر یقیں دانم کہ برمن عاشقی
از جمال خویش حیرانت کنم

عاشق جاں خویش وہم عشق نگار راست ناید بہر یک کس ایں دوکار
عاشقی روجاں بجاناں کن نثار گر تو ترک سرکنی مردانہ وار
ہمچو اسمٰعیل قربانت کنم

احمدا تا چند پوے کوبکو سرِّحق را از دلِ خاصاں بجو
نیستند ایشاں مگر آیات ھُو شمس تبریزی بمولانا بگو
دفتر اسرار دیوانت کنم

☆☆☆

دیگر تضمین

من بسودای غمش خوش سرو کاری دارم　　وزپئ نرگس مخمور خماری دارم
بہ تماشای رخش طرفہ بہاری دارم　　قصر جنت چہ کنم کوچہ یاری دارم
ترس دوزخ نکنم روئ نگاری دارم

از سر وحشت جاں درغم آں ماہ لقا　　مثل دیوانہ دواں ہر طرفے بے سروپا
تا در آید بنظر آں رخ پرنور و ضیا　　ہمچو مجنوں بہ تمنائے جمالِ لیلےٰ
روز و شب چشم سوئ ناقہ سواری دارم



خمسہ بر غزل مولانا رومؒ

چو موسیٰ روحم از دیدار شد مست　　چو طور از عشق جانِ زار شد مست
روانم از مئے اسرار شد مست　　دلم از بادۂ خمار شد مست
تنم از صحبت دلدار شد مست

بیا ساقی بدہ ساغر بدستم　　کہ من از ننگ و از ناموس رستم
بحسن روئے تو توبہ شکستم　　نہ تنہا من ازیں میخانہ مستم
ازیں می ہمچو من بسیار شد مست

زمہرت عاشقاں از خود رہیدند　　ز مستی خرقۂ ہستی دریدند
بجان جامِ محبت را خریدند　　ازیں مئے قطرۂ پاکاں چشیدند
جنید و شبلی و عطار شد مست

نہ جام عشق موسیٰ گشت مسرور　　ز صہبائے محبت مست شد طور
ازیں بادہ شدہ یعقوب مسرور　　ازیں مئے جرعۂ نوشید منصور
انا الحق میزد و بردار شد مست

صلائ دہ حریفاں را فرح خیز　　کہ آمد ساقی جاں فتنہ انگیز
ز مستی جام احمد کرد لبریز　　بروحِ پاک شمس الدین تبریز
کہ ملا بر سر بازار شد مست



ایضاً منہ رح

از خمار چشم مستت مست ہر ہشیار باد
وی زعشقت عقل رسوا بر سرِ بازار باد
جان از ما باد ہائے مہر تو سرشار باد
فخر جملہ ساقیا بے ساغرت درکار باد
چشم تو مخمور بادو جان تو خمار باد

مست بیخود دل ز جام بادۂ دیدار باد
والہ حسن تو جانِ عاشقانِ زار باد
عقل از مستیٔ عشقت بیسر و دستار باد
فخر جملہ ساقیا بے ساغرت درکار باد
چشم تو مخمور بادو جان تو خمّار باد

از خمار چشم میگون تو دل سرشار باد
بادۂ لعل تو جان خستگاراں یار باد
فتنۂ چشم خمار آلودہ ات بیدار باد
فخر جملہ ساقیا بے ساغرت درکار باد
چشم تو مخمور بادو جان تو خمّار باد

جاں چو از خمخانہای عشق تو مینوش شد
ہوش و عقل از فرط مستی بیخود و مدہوش شد
عشق ہمچوں خمِ بادہ جوش اندر جوش شد
ای زنو شانوش بزمت ہوشہا بیہوش شد
وی ز جوشا جوش عشقت عقل بے دستار باد

بادۂ عشقت ز دست ساقیٔ جاں می چشیم
وز شراب بیخودی و جوش مستی بے ہشیم
اندریں غوغایٔ عشق وہایٔ وہوی او چشیم
سر کشیم و سر خوشیم و یکدگر رامی کشیم
ای وجود ما ہمیشہ جاذب اسرار باد

در شکار میر خوباں جان ما نخچیر باد
بہر سودایٔ سر من زلف او زنجیر باد
عقل اندر بزم عشقش خوار بے توقیر باد
شاہ خوباں میر ما و عشق گیرا گیر باد
جان جاناں یار ما و بخت و دولت یار باد

ای ہمای حق فگن بر ما ظلال خویش را
وی مسیح رویٔ صرفم کن کمال خویش را
وقف احمد کن شہا یکدم وصال خویش را
شمس تبریزی بما بنما جمال خویش را
جان ما از رویٔ تو پیوستہ برخوردار باد[۵]

☆☆☆

خمسہ بر غزل مولانا رومؒ

ازاں روزیکہ عشق دوست جا کرداست درجانم خرابم بیخودم فارغ ز فکر دین و ایمانم
برفت از من دل و دینم بحال خویش حیرانم چہ تدبیر ای مسلماناں کہ من خودرانمید انم
نہ ترسا و یہودی ام نہ گبرم نے مسلمانم

چو فانی عاشق بیدل بہ عشق جان جاں باشد شہود جلوۂ دلبر بچشم او عیاں باشد
دل از فرط یقیں گوید کہ برتر از گماں باشد مکانم لامکاں باشد نشانم بے نشاں باشد
نہ تن باشد نہ جاں باشد کہ باشد جان جانانم

چو دل اندر بتاں بستم ز قید این و آں رستم نہ یادم ہست از بالا نہ فکری ماند از پستم
ز مستی و خرابی شیشہائے ننگ بہ شکستم ز جامِ عشق سر مستم دو عالم رفت از دستم
بجز رندی و قلاشی نباشد ہیچ سامانم

چو پرشد از شعاع مہر حق آئینہ من ازاں فرط تجلی شد یقیں در روح او مضمن
برآمد بی تحاشا ایں فغاں از جان آں موقن ھوالاول ھوالآخر ھوالظاہر ھوالباطن
بجز یاہو و یامن ہو دگر چیزے نمی دانم

من از دمہائے نائے ہمچو نے بنگر ہمی نالم از و داں اُنچہ می بینی تو از حالِ من و قالم
چو او مستی دہد مارا چہ پرسی احمد احوالم الا یا شمس تبریزی چرا مستی دریں عالم
بجز مستی و مدہوشی دگر چیزے نمی دانم



خمسہ بر غزل مولانا رومؒ

شاہد لاہوت راچوں درد عشق افزوں شدہ عاقبت آں گنج مخفی از دروں بیروں شدہ
دیدنِ خود خواست لیلیٰ طالب مجنوں شدہ تاچہ عشق است آں صنم راباد لِ پر خوں شدہ
ہر زماں گوید کہ چونی ای دلِ بیچوں شدہ

کشتگاں عشق را روئ صنم خوش زندگیست　　بر شہیدان محبت سایہ گستر آں پریست

عشق محو حسن آمد حسن محو عاشقی ست　　نام عاشق بر من و اوراز من خود خبر نیست

عشق معشوقم زحد از عشق من افزوں شدہ

نے پر از دمہائے نائ آمد و از خود تہی ست　　ہمچو مجنوں کاندرونش عکس لیلیٰ منزویست

سایہ انکاری بریں دیوانۂ خود عاشق پریست　　نام عاشق بر من و اوراز من خود خبر نیست

عشق معشوقم زحد از عشق من افزوں شدہ

میزند زخمی بجاں تا درد من افزوں کند　　عشق را بگماشتہ کز غم دلم را خوں کند

خواہد آں لیلیٰ مرا کز عشق خود مجنوں کند　　ہر زماں او کف خود را از دلم بیروں کند

تا ز دست دست او خون دلم جیحوں شدہ

جلوہ ہایش موسی جاں مرا مفتوں کند　　وادی ایمن دلم را حسن آں بیچوں کند

طور روحم زیں طرب صد رقص چوں گردوں کند　　ہر زماں او کف خود را از دلم بیروں کند

تا ز دست دست او خون دلم جیحوں شدہ

عقل اندر راہِ عشقش خیرۂ گم کردہ پا　　عشق را شد بانگ بلبل روئ گل مستی فزا

صوت خوش روئ حسن بخشد طربہا روح را　　ذرہ ہا اندر ہوا و قطرہ ہا در بحرہا

در دماغ عاشقانش بادہ و افیوں شدہ

خاکِ راہ مرد حق شو تا ز انفاسِ خوشش　　زندہ دل از عشق گردی تا ابد شادان و خوش

عقل را یکسو کن احمد و انگہی دیوانہ وش　　پیش شمس الدین تبریزی برو کز رحمتش

مردگانِ کہنہ بینی عاشق و مجنوں شدہ

☆☆☆

ایضاً

چوں پری از پردہ ہائے غیب خود بیروں شدہ　　عکس خود در آئینہ دید و براں مفتوں شدہ

ای عجب سرّی کہ لیلیٰ عاشق مجنوں شدہ　　تا چہ عشق است آں صنم را با دل پر خوں شدہ

ہر زماں گوید کہ چونے ای دلِ بیچوں شدہ

عشق محو دلبر آمد حسن محوِ دلبری ست　　　درمیان ایں دو گوہر اتحادِ معنوی ست
ہمچو مقناطیس و آہن یکدگر را مشتری ست　　　نام عاشق بر من و او را ز من خود صبر نیست
عشق معشوقم ز حد از عشق من افزوں شدہ

اندریں آئینہ عشاق یارب عکس کیست　　　یا پری خود جلوہ گر شد یا درو عکس پریست
حیرت اندر حیرتم کیں عشق را اسرار چیست　　　نام عاشق بر من و او را ز من خود صبر نیست
عشق معشوقم ز حد از عشق من افزوں شدہ

یاد یارِ مہرباں جان مرا پرخوں کند　　　سیل اشک از دیدہ ام ریز دغمم افزوں کند
ترسم از لیلیٰ کزیں سودا مرا مجنوں کند　　　ہر زماں او کف خود را از دلم بیروں کند
تا زدست دست او خون دلم جیحوں شدہ

سحر در چشم من و بر دل پری افسوں کند　　　بینمش گہ شکل چوں گہ شکل را بیچوں کند
پیکر لیلیٰ بگیرد تا مرا مجنوں کند　　　ہر زمان او کف خود را از دلم بیروں کند
تا زدست دست او خون دلم جیحوں شدہ

چوں تجلی کرد حسن از پردۂ غیب و خفا　　　عشق بیہوش آمدہ مانند موسیٰ زاں لقا
از طرب خود روح را بگستہ شد بند قبا　　　ذرہ ہا اندر ہوا و قطرہا در بحر ہا
در دماغِ عاشقانش بادہ وافیوں شدہ

عاشق و معشوقِ حق شو تا شود کز ہمتش　　　سر بلند از عشق گردی ارجمند از دولتش
مشرق حق احمدا باشی ز مہر طلعتش　　　پیش شمس الدین تبریزی برو کز رحمتش
مردگان کہنہ بینی عاشق و مجنوں شدہ



خمسہ بر غزل احمد جامؒ

جلوہ گر بر تخت دل سلطان ماست　　　برج خورشید ایں دل ویران ماست
داغہا در سینۂ سوزانِ ماست　　　مُہر مہر دلبراں برجانِ ماست
جان ما در حضرت جانانِ ماست

ای دلِ محزون و جانِ درد مند   چند اندیشی ز دہر پُر گزند
ما من ترسندہ مردانِ حق اند   این زمین پست و آں چرخ بلند
برقرار از ہمت پیرانِ ماست

جان عاشق ہست چوں مہِ لقا   باشد آئینہ جمال دوست را
پیش خور آئینہ شد پراز ضیا   گر کسے برہاں طلب دارد زما
نورِ حق در جانِ ما برہان ماست

سینۂ آئینہ ہائے پُر صفا   شد محل ہر تجلی و ضیا
چوں نباشد آیتی خورشید را   گر کسے برہاں طلب دارد زما
نورِ حق در جانِ ما برہان ماست

آدم از ظل پری محوست ولا   چوں نباشد فانی از نورِ خدا
رونق انجم ز خود گردد فنا   گر کسے برہاں طلب دارد زماں
نورِ حق در جانِ ما برہان ماست

عشق او از ہر دلے سر بر زدہ   روئے خویش راحتِ جاں آمدہ
صد چو مجنوں بر جمالش شیفتہ   دیدۂ یعقوب نابینا شدہ
در فراق یوسف کنعاں ماست

آہ زاں حسن و جمال دل کشش   گشتہ جاں پروانۂ شمع رخش
سر بنہ برکف ز کویش پابکش   احمدا سررا فدا کن در رہش
سر فدا کردن رہِ یارانِ ماست

☆☆☆

خمسہ برغزل احمد جامؒ

آں بت شیریں لقا مہمان ماست   کز جمالش تازہ تر ایمانِ ماست
جلّ فیناگو دل شادانِ ماست   مُہر مہر دلبراں برجان ماست
جانِ ما در حضرت جانانِ ماست

در تجلی آں مہ تاباں ماست طور وش بیخودتن رقصان ماست
وادیٔ ایمن دلِ ویران ماست مُہر مہر دلبراں برجان ماست
جان مادر حضرت جانانِ ماست

دامن خاصاں پکڑ اے دردمند تا نہ کوئی تجھ کو پہنچائے گزند
سرّ حق ہے مردِ حق اے ہوشمند ایں زمیں پست وآں چرخ بلند
برقرار از ہمت پیرانِ ماست

عشق اک سایہ ہے حسن یار کا جس پہ وہ مثل پری آکر پڑا
اپنی ہستی سے اُسے خالی کیا گر کسے بُرہاں طلب دارد زما
نورِ حق در جان ما برہان ماست

عشق کا ہر جان میں ہے ولولہ جاں نثاری ہے اُسی کا حوصلہ
اک فقط میں ہی نہیں ہوں شیفتہ دیدۂ یعقوب نابینا شدہ
در فراقِ یوسف کنعان ماست

ای دل بیمار و جانِ رنج کش عشق میں آخر کہاں تک غش پہ غش
ہو نثار شمع رو پروانہ وش احمدؔا سر را فدا کن در رہش
سر فدا کردن رہِ یارانِ ماست

☆☆☆

ایضاً

سوختہ جان و روانِ دیگر است درد بیدل را فغان دیگر است
جاں کہ جائے اوست جان دیگر است منزل عشقت مکانِ دیگر است
مرد ایں رہ رانشان دیگر است

بوئے جاناں تھی کہ وہ بانگ الست جس نے دل کو کردیا شیدا و مست
جان میں ٹھہری محبت کی نشست منزل عشقت مکان دیگر است
مرد این رہ رانشان دیگر است

جو بلائے عشق میں ہو مبتلا دل میں ہو تیر نگہ جس کے لگا
اُس سے پوچھو درد الفت کا مزا عقل کے داند کہ ایں رمزاز کجا
ایں حکایت رابیان دیگراست

دل ہی اک ظل پری میں آگیا یا محبت کا جنوں پیدا ہوا
کوئی ہے جو دل کو بیکل کررہا عقل کے داند کہ ایں رمزاز کجا
ایں حکایت رابیان دیگراست

یا تو دل پہلی نگہ میں کھو گیا جس کا اندیشہ تھا وہ اب کب رہا
جاں نثاری عشق میں ہے چیز کیا کشتگانِ خنجر تسلیم را
ہرزماں ازغیب جانِ دیگراست

ہے اسی کا نور ازل سے تا ابد ہے اسی سے زینت ہر خال وخد
ناوکِ غمزہ کو ہے اُس سے مدد دل خورد زخمے ز دیدہ چوں چکد
ایں چنیں تیراز کمانِ دیگراست

عشق ہے مست شرابِ من لّدن عقل دور اندیش ناصح کن مکن
مست کب سنتا ہے واعظ کا سخن ساقیا خون دلم درکاسہ کن
کین شراب ازخم وخوانِ دیگراست

مثل موسیٰ کوئی ہے مست لقا طور وش ہے رقص کوئی کر رہا
کوئی فانی ہے کسی کو ہے بقا عاشقان خواجگانِ چشت را
ازقدم تاسرنشانِ دیگراست

مجھ کو بیخود کرگیا حسن نگار ہو گیا ظل پری سودائے یار
سر میں ہے شور جنوں زنگولہ دار احمدا تا گم نگردی ہوش وار
کیں جرس راکاروان دیگراست

☆☆☆

خمسہ اردو بر غزل سرمدؒ

ہر طرف شوریست غوغا را بہ بیں　　رقص طور و حال موسیٰ را بہ بیں
آں تجلی ہائے زیبا را بہ بیں　　سوخت بیوجہم تماشا را بہ بیں
کشت بے جرم مسیحا را بہ بیں

سحر ہے اُن کی نگاہِ شرمگیں　　جو ہوئی غارتگرِ ایمان و دیں
شعلۂ حسن نگارِ نازنیں　　سوخت بوجہم تماشا را بہ بیں
کشت بے جرم مسیحا را بہ بیں

نوک غمزہ کی ہو جس دل میں چبھی　　اس سے پوچھو چاشنی اس درد کی
کون جانے جان کس کی کیوں چلی　　ایکہ از دیدار یوسف غافلی
داغ یعقوب و زلیخا را بہ بیں

ناصحوں نے جب ملامت مجھ کو کی　　عاشقوں کی روح مضطر ہوگئی
خاک بولی شبلی و منصور کی　　ایکہ از روزِ بدم در حیرتی
یک دمی آں روئے زیبا را بہ بیں

تو نے کب دیکھی جھلک اُس ماہ کی　　تجھ کو کب لذت محبت کی ملی
وہ ہی جانے آگ یہ جس پر لگی　　ایکہ از روز بدم در حیرتی
یک دمی آں روئ زیبا را بہ بیں

عشق میں جان اپنی ہستی سے گئی　　جا کے محو روئے زیبا ہو گئی
یاں اگر باقی رہی تو بیخودی　　زندہ کش جاں نباشد دیدہ ای
گر ندیدستی بیا ما را بہ بیں

فکر کب ہو اُس کو ننگ و نام کی　　جس نے جاں اپنی محبت میں ہو دی
بات احمدؔ خوب سرمدؔ نے کہی　　شاہ و درویش و قلندر دیدہ ای
سرمدِ سرمست و رسوا را بہ بیں

☆☆☆

خمسہ اُردو بر غزل مولانا رومؒ

عکس لیلیٰ تافت بر من جان من مجنوں شدہ
سایہ اش ظل پری شد تا جنون افزوں شدہ
من بدو دیوانہ گشتم او بمن مفتوں شدہ
تا چہ عشق است آں صنم را با دلِ پر خوں شدہ
ہر زماں گوید کہ چونی ای دل بیچوں شدہ

جان عاشق تھی چو آئینہ جمالِ یار کی
دیکھ کر اس کو پری محو تماشا ہوگئی
حسن محوِ آئینہ تھا آئینہ محو پری
نام عاشق بر من و اورا زمن خود صبر نی
عشق معشوقم زحد از عشق من افزوں شدہ

ہے اسی کے حسن کا جلوہ ازل سے تا ابد
ہے اسی واحد کی یکتائی سے زیبا ہر عدد
اُس کی ہر شان تجلی لے گئی ہوش و خرد
ہر زماں او کف خود را از دلم بیروں کند
تا زدست او خون دلم جیحوں شدہ

پرتو ہے سارے آئینوں میں اس خورشید کا
ہم نے جس مہرو میں دیکھا اس میں اسکا عکس تھا
سب کی آنکھوں میں سمایا اور ہر دل میں بسا
ذرہ ہا اندر ہوا و قطرہ ہا در بحرہا
در دماغ عاشقانش بادہ وافیوں شدہ

پرتوِ حق خضر رہ یوسف لقا خورشید وش
دیکھ کر اُس کو گروں مانند موسیٰ کھا کے غش
جان و دل کو اپنے احمد کر تو اُس کے پیشکش
پیش شمس الدین تبریزی بروکز رحمتش
مردگاں کہنہ بنی عاشق و مجنوں شدہ

☆☆☆

خمسہ اُردو بر غزل مولانا رومؒ

دل ہدف پیکان مژگانت کنم
جاں نثار ترک چشمانت کنم
گر بپائی شکر احسانت کنم
آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل اید وست قربانت کنم

سرِ حق کی ہے اگر تجھ کو تلاش
رہروان عشق کا ہو خواجہ تاش
خود حقیقت کر رہی ہے راز فاش
ہین قرأت کم کن و خاموش باش
تا بخوانم عین قرآنت کنم

ای دل پُر درد جان بیقرار — گر چہ ہے تو عشق میں زار و نزار
اپنی ہستی اُس صنم پر کر نثار — گر تو ترک سر کنی مردانہ وار
ہمچو اسمٰعیل قربانت کنم

بڑھ گئی جب حد سے میری بیکلی — اُس مصیبت کو پھر اُن سے عرض کی
ہنس کے فرمایا کہ ہے خامی ابھی — گر یقیں دانم کہ بر من عاشقی
از جمالِ خویش حیرانت کنم

جب جنون عشق کی شورش ہوئی — اور دل میں بیقراری بڑھ گئی
اس پریرو نے ہدایت مجھ کو کی — گر یقیں دانم کہ من در عاشقی
از جمال خویش حیرانت کنم

تجھ کو ہے دعویٰ عرفانی بعلم — حق شناسی اور خدادانی بعلم
زہد و تقویٰ قرب احسانی بعلم — گر تو افلاطون و لقمانی بعلم
من بیک دیدار نادانت کنم

احمدا کب تک پھرے گا کو بکو — جا پناہِ سایۂ خاصاں میں تو
ہیں خدا وندان دل اسرار ھو — شمس تبریزی بمولانا بگو
دفتر اسرار دیوانت کنم

☆☆☆

حواشی و توضیحات

۱۔ ''مکالمہ حضرت نظامی گنجوی''، نظمی بود از نتیجۂ فکر نظامی گنجوی کہ در دیوان نقل شدہ بود، الآن شامل نکردہ شدہ۔

۲۔ خمسہ مذکور در دیوان بتکرار آمدہ است۔ ۳۔ خمسہ مذکور در دیوان بتکرار آمدہ است۔

۴۔ در دیوان ''لمعات'' است تصحیح از روی معنی۔ ۵۔ در دیوان ''برخوردار ما'' است۔

۶۔ اینجا ''اردو'' ہم نوشتہ شدہ بود، چونکہ کلام شاعر اردو و فارسی ہر دو زبان دارد، لذا ''اردو'' حذف کردم

۷۔ در دیوان ''مردا ین راہ نشان دیگر است''، تصحیح از روی عروض۔

قطعات فارسی

قطعات نعتیہ

یا رسول اللہ جمالت راحت روح ست و جاں
حب تو نور ست و برہان اینجہان و آنجہاں
گوشۂ چشمی برحمت سوئے مشتاقان بکن
جان ما را از غم و از حزن و حرمان وارہاں

ایضاً

ہر ماہرو ز عکس جمال محمدی ست
ہر عشق تاب مہر جلال محمدی ست
کونین چوں اسیر بہ لولاک آمدہ
پس امر و خلق شاخِ نہالِ محمدی ست

ایضاً

یا رسول عربی باعث ایجادِ جہاں
بہر عشاق جمالِ تو بود راحت جاں
از کرم سوئے اسیران محبت نظری
تا شود فارغ و آزاد زغم روح ورواں

ایضاً

یا رسول عربی مظہر اسرارِ نہاں
جلوۂ ذات خدا از رخِ خوب تو عیاں
تا حقیقت شدہ عشاق ترا عشق مجاز
رقص دارد بہوای تو ز شادیٔ دل و جاں

ایضاً

چو غیب اندر شہادت کرد آرام
ہمایٔ قدس آمد اندریں دام
چنانکہ روح در تن جائے بگرفت
حدیث نفس میداں ظرف انہام

☆☆☆

رباعیات

رباعیات

دستگیری کن مرا یا غوث الاعظم الغیاث
بخش جانم را صفا یا غوث الاعظم الغیاث
باز حرزِ جاں مرا از مکر شیطان لعیں
از برائے مصطفٰے یا غوث الاعظم الغیاث

ایضاً

دیوانۂ حسن آں پریرو ہستم
وز بادۂ مہر یار مہرو مستم
سودائے محبتش جنونم آورد
از چنبر عقل و ہوش بیرون جستم

ایضاً

دی عقل مرا ربود جادو نظری
شیریں سخنی بہ شکل صورت قمری
تنہا نہ من از جمال حیراں گشتم
ہوش و خرد ے نماند در ہیچ سری

ایضاً

جانی کہ حقیقتش از و پردہ کشود
داند کہ جہان و ہستیش ہیچ نمود
عالم چو طلسم یا کہ بودست سراب
نابودہ بہ چشم او جمالش بنمود

ایضاً

حسنی کہ بچشم ماہ طلعت باشد
دلکش بہ حقیقت آں حقیقت باشد
در پردۂ خلق می رباید دل خلق
خود شاہد معنوی محبت باشد

ایضاً

ما رَمیتَ اذ رَمیتَ گفت حق
جان احمدؐ تا ازو گیرد سبق
شرح کردہ معنیٔ توحید را
دفع غیریت نمودہ زیں نسق

ایضاً

رفت از خود دیدہ چوں حسن پری
با جمال و با کمال دلبری
حسن او آئینہ معنیٔ تست
میکند عکس است درو جلوہ گری

ایضاً

عشق است چو بحر جملہ عالم چو حباب　　سرّ یست نہاں دریں محبت دریاب
گر میل بہ سینہ ہا نہ میزد صد جوش　　پس کار تمام خلق می گشت خراب

ایضاً

عشق آزاد است دارد خود سری　　کے ورا پروائے ننگ و مہتری
مدعی چوں دید اورا از حسد　　عاشقی را نام کردہ کافری

ایضاً

عشق است ہمائے قدس میداں بہ یقیں　　در سایۂ او در آ و فارغ بہ نشیں
سلطاں سریر بے نیازی باشی　　کوس تو زنند برسما و بہ زمیں

ایضاً

آتش حسن رخ خود آنچناں افروختہ　　کز تجلیٔ جمالش نور چشم سوختہ
از ہجوم عشق او در دولت مہر رخش　　جان من صد مایۂ از بیخودی اندوختہ

ایضاً

احمد دل خویش را بہرزہ مفروش　　جز ساقی مے فروش و مست وی نوش
کز بادۂ او ز خود پرستی برہی　　بیخویش شوی و نیز مست و مدہوش

ایضاً

عجب کاری فتاد ایں ناتواں را　　کہ از وی بس کشاکش ہست جاں
نہ صبری بہر جان ناشکیبم　　نہ رحمی برمن آں جانِ جہاں را

ایضاً

آہ زاں روز کہ ایں قرعہ بنامم افتاد　　کہ دل و دین من از عشق ہمہ شد برباد
چونکہ قسّام ازل داد بہر یک چیزی　　کرد عشق و المش قسمت جانِ ناشاد

ایضاً

انچہ دیدم برخ خوب تو گفتن نتواں　　وانچہ دارم ز تو در سینہ نہفتن نتواں
بوالعجب کار محبت کہ درو جان افتاد　　ہیچ گفتن نتواں نیز نہفتن نتواں

ایضاً

احمد ہوسِ جمال خوباں تا کے — سر گشتہ و والہ و پریشاں تا کے
دل دادی وزخمہائے ایشاں خوردی — بر کردۂ خوشتن پشیماں تا کے

ایضاً

در پردۂ مہر و ماہ روئے پنہانست — چوں جان کہ بزیر جسمہائے ماپانست
عاشق محوست در خیالِ معشوق — بے یسمع بی یبصر ایں نشانِ جاناست

ایضاً

ای دل ز جفا و جور خوباں مخروش — غمہائے محبتش بہ شادی مفروش
تلخی ست در اول محبت ایدل — آخر زلباں آں پریو می نوش

ایضاً

عالم ہمہ ظلِّ علم یزداں باشد — در ہستی خویش نقش بے جاں باشد
در اصل چو سایہ را وجودے نبود — از جنبش شاخ داں کہ جنباں باشد

ایضاً

احمد ز وفائے ایں جہاں کم اندیش — یک راحت و در پیش نہفتہ صد ریش
کس نیست کہ اندر و ثباتے دارد — حسرت زدہ اند ہر غنی و درویش

ایضاً

من بندۂ آں جاں کہ دلش آزاد است — در تنگی و نیز در فراخی شاد است
چوں آب رواں ست راحت ورنج جہاں — ہر خانہ کہ در بحر بود برباد است

ایضاً

عمریست کز عشق بیقرارم ای دوست — دردوا لمے بہ سینہ دارم اے دوست
گفتن نتواں ہر انچہ دارم در دل — از عشق مپرس حالِ زارم ای دوست

ایضاً

احمد چو اسیر دام نفسی و ہوا — از حق بطلب نجات زیں کرب و بلا
شاید کرمش ترا نجاتے بخشد — از رحمت عام خویش زیں رنج و عنا

ایضاً

عشق آمد و مغز استخوانم خوردہ　　ہوش و خردم تمام از من بردہ
ہستی مرا بسوخت از آتش غم　　جاں رفت و بماند ایں تن افسردہ

ایضاً

جسم ست عیان و روح جان ست نہاں　　اجساد ہمہ ز بے نشان ست نشاں
دیدن نتواں جمال روح و جان را　　الّا بہ صفات کاندرو ہست عیاں

ایضاً

او ہست چو جان و ماخیالِ اوئیم　　اوگرمی عشق و ما چو ہای و ہوئیم
از ہستی و نیستی چہ پرسی اے دل　　ماخویش نئیم انچہ گوید گوئیم

ایضاً

یارب بہ رسالت رسول عربیؐ　　یارب بطفیلِ آل و اصحاب نبیؐ
کن خاتمۂ مرا باایمان و یقیں　　سائل بہ درِ توام برحمت طلبی

ایضاً

از بادۂ عشق و جام وحدت مستم　　وز قید تعینات و کثرت رستم
از مذہب و دین و کفر و ایماں بیروں　　گردید دلم ہر انچہ ہستم ہستم

ایضاً

ایں آتش عشق سوختہ جان مرا　　واں مہر بتاں ببردہ ایماں مرا
جانم رفتہ و نیز ایماں رفتہ　　پر حسرت و یاس گشت دامانِ مرا

ایضاً

احمد غم عشق خون جانم خوردہ　　ہوش و خرد و تاب و توانم بردہ
مائے دمنی بسوخت از آتش عشق　　چیزے دگری سوائے من آوردہ

ایضاً

راہ و رسم مذہب و دیں از من شیدا مپرس　　شکل مجنونم بہ بیں از شور و از غوغا مپرس
ہر طرف از جوش عشقش والہ و دیوانہ　　صد ہزاراں قیس بیں از حسن آں لیلیٰ مپرس

ایضاً

منزل عاشق زکفر وہم زایماں برتر است
سالکان عشق را روح الامیں کے رہبر است
نیست آنجا صبح وشام ونیست آنجا روز وشب
عشق را جا از زمین و آسماں بالاتر است

ایضاً

آتش عشق بتاں افروختند
مصحف ایمان ما زان سوختند
اے دریغا ایں بتاں ماہرو
از کہ ایں فتنہ گری آموختند

ایضاً

چوں نے آگاہ ای دل تو ز اصل وسرِ کار
چیست ابلیس وملک کز وی بترسی ہوشدار
تو ز نا دانی ہمیشہ دست در ایشاں زنی
نیست ابلیس وملک را ہیچ در خود اختیار

ایضاً

عشق تو آمد بہشت جاوداں
راحت از وی ایں جہان و آنجہاں
بے تو علیین چہ کار آید مرا
چوں نہ تو باشی مرا آرام جاں

ایضاً

احمد در عشق خوار و رسوا گشتی
سر پر ز جنون و سوز و سودا گشتی
در آرزوئے جمال آں راحت جاں
از سر تا پا ہمہ تمنا گشتی

ایضاً

احمد بنگر جمال آں جان جہاں
در ظاہر و باطن آشکارا و نہاں
از غایت قرب بعد پیدا گشتہ
چوں روح بہ جسم کان نہانست وعیاں

ایضاً

آں شاہد دلربا و جان عشاق
زد شعلۂ حسن درروان عشاق
بگرد سرائے آں پریو از شوق
برخاستہ ہر طرف فغان عشاق

ایضاً

ساقی قدح شراب گلرنگ
دردہ کہ رہم زنام و از ننگ
تا جان برہد ز حزن و از غم
مطرب بنواز بربط و چنگ

ایضاً

چوں خواب جہان وشکل عالم باشد　　برحسب خیال و علم آدم باشد
بیدار چو شد ز خواب زو ہیچ نماند　　زیں نوع تمام فرحت وغم باشد

ایضاً

ای جمالت عاشقاں راراحت جاں آمدہ　　روح از مہر رخ تو شادو فرحاں آمدہ
ہمچو روح اللہ خیالت سوئے بیمارانِ دل　　از رہِ لطف وعنایت بہر درماں آمدہ

ایضاً

آں حیات روح و سلطانِ جمال　　با ہزاراں حشمت وجاہ و جلال
آمدہ در جان عاشق خیمہ زد　　از سر لطف و عطا جود و نوال

ایضاً

شاہد بیرنگ چوں دررنگ پنہاں کرد رو　　شور وغوغا او فتادہ از جمالش کو بکو
بہر او ہر لحظہ یک شانی و آنی دیگر است　　عارفی دانا بباید تا شناسد بوئے او

ایضاً

احمؔد سخن عشق برمیاور بزباں　　کے راست بود اندیشۂ جاں
گر در صف کارزار نتواں بودن　　بہ نشیں بدروں خانہ مانند زناں

ایضاً

اے تمنا و مراد بے دلاں　　ہست دیدار تو اے جانِ جہاں
روح را راحت ز مہر تو بود　　وز جمال وحسن تو آرام جاں

ایضاً

احمؔد زنہار لاف عرفاں نزنی　　چوں بستۂ دامہائے مای و منی
جائیکہ رہین خشم وشہوت باشد　　از روح چہ گوید آں اسیر بدنی

ایضاً

جائیکہ بہ عشق مست وحیراں باشد　　آئینہ حسن روئے جاناں باشد
مانند قمر چو رست از تابش خویش　　پرنور و ضیائے مہر تاباں باشد

ایضاً

ہائے ہوئے عشقم از حسن وے است — اوست نائی نالۂ من چوں نے است
عشق چوں بادہ رباید عقل و ہوش — مستیٔ دیوانگانش زیں مے است

ایضاً

احمد ز ہجوم عشق مجنوں گشتی — زاں فتنۂ خلق و دہر مفتوں گشتی
از چون و چرا چناں رہیدہ جانت — تا بیخود و غرق بحر بیچوں گشتی

ایضاً

احمد غم نیستی و ہستی تا کے — گم باش ز خویش خود پرستی تا کے
در منزل عشق ایں و آں را رہ نیست — از بنگ غرور و شرک مستی تا کے

ایضاً

احمد بہ غم حبیب زاری داری — وز درد فراق بیقراری داری
روزی کرمش بیک نگاہی ببرد — اندر رہِ عشق انچہ خواری داری

ایضاً

ہست جام عشق و شراب محبتیم — دیوانہ جمال یکے ماہ طلعتیم
شاہد پرست و رند و خرابات و بادہ نوش — با مہوشان توبہ شکن خوش بخلوتیم

ایضاً

احمد بہ یقیں نشین و بگذر ز گماں — زیرا کہ یقیں ز بے نشان نیست نشاں
چوں بعد و حجاب از گمان ست ز شک — در عین یقیں حق ست مشہود و عیاں

ایضاً

حسن چوں از پردہائے غیب بیروں کرد رُو — عشق با طبل و علم آمد بہ شور و ہائے و ہو
لیلیٰ و مجنوں بود یک سایۂ از شاخ غیب — سایہ کے جنبد ز خود جنبش ہمہ زاں شاخ جو

ایضاً

شد نہاں ذات چوں بہ کتم صفات — بین در آفاق و انفسش آیات
حق مصباح نور جان آمد — دل ز جاج ست تن بود مشکوٰۃ

ایضاً

احمد بہ امانتی کہ حامل گشتی از کوہ و فلک بلند منزل گشتی
چوں دولت قدس عشق دادند ترا پس از چہ بگو اسیر سافل گشتی

ایضاً

احمد نظر است گو بدیدہ لیکن رخ دیدہ راندیدہ
حق عین وجود و نور محض است در ہستی کون آرمیدہ

ایضاً

ای جمال دلفروزت راحت روح من است حسن رویت بلبل جان مراچوں گلشن است
آمدی چوں عشق اندر سینہ ام بہ نشستۂ توچہ دانی ای پریرو جان من ہمچوں تن است

ایضاً

جان باخلاص عمل مائل نہ شد دور پندار از دل احول نہ شد
علم و تحقیق و تصوف جمع کرد علت طبع کجش زائل نہ شد

ایضاً

گر دل و جان تو شد ساکن بحق درسلوک از ہمرہان بردی سبق
معرفت خود علم وقیل وقال نیست جز سکون قلب بارب الفلق

ایضاً

ہست جانہا عکس آں جان جہاں شد فزائے دل مکانِ لامکاں
چونکہ بیرنگی است اصل رنگہا پس نشانہا شد نشان بے نشاں

ایضاً

جاں نثار حضرت جانانہ باد دل فدائے غمزۂ مستانہ باد
باد دایم جاے مہرت سینہ ام دیدۂ من جلوہ اش را خانہ باد

ایضاً

ہست دائرٔ حق چو واحد در عدد در ہمہ افراد کونے اے ولد
گر کنی تکرار واحد را بہ فکر زو بیابی بست و چل شصت و نود

ایضاً

سیر نگشتہ چشم من از نظر جمال تو
هست دروں جان من ہر نفسے خیال تو
ہجر تو خوردہ خون من کردہ فزوں جنون من
بخت کجا کہ تا شود قسمت من وصال تو

ایضاً

در ظلمت ہستی رخ تو صاف ندیدیم
تا مہر تو رخشاں شدہ چوں سایہ پریدیم
جز ہستی حق بود ہمہ باطل و موہوم
حق جلوہ گری کرد ز باطل برسیدیم

ایضاً

خانۂ چشم من شدہ جلوہ گہ جمال تو
خیمہ زدہ بملک جاں ہمچوں خیالِ تو
باش دلیل راہ من پا و سر و جناح من
کز پر و بالِ تو پرم تا حرم وصال تو

ایضاً

شمس در ذات خویش واحد بود
پیش مرآت چند چند نمود
ایں تعدّد کہ تو ہمی نگری
نیست در ذاتِ وی ترا بہ نمود

ایضاً

چشم ما روشن ز خورشید جمال روئے تست
جاں طربناک از شمیم زلفِ عنبر بوئ تست
قبلۂ شوریدگانی کعبۂ دلدادگاں
عاشقاں و بیدلاں را سجدۂ جاں سوی تست

ایضاً

ذات چوں نقطہ است عین وجود
گشت پنہاں میانِ خطّ شہود
مہر پوشیدہ گشت و سایہ عیاں
طرفۂ نابود بیں چہ رخ بہ نمود

ایضاً

هست جانم بہ حق درین امکاں
ہمچو اعیان میانِ ذات نہاں
او محیط ست از درون و بروں
چوں خیالیم ما و او چوں جاں

ایضاً

جان چو گوی ہست اندر حکم چوگانِ قضا
گہ با سفل می برد گاہی بر و سوی سما
کیمیا ساز یست اندر غیب در تبدیل علم
تا ز حزن آرد طرب بیرون و راحت رنجہا

ایضاً

عالم ہمہ علم تست احمد میداں — چوں خواب کہ اندرو بہ بینند جہاں
عکس دل تست جملہ زشت و زیبا — شد صورت معنیٔ تو پیش تو عیاں

ایضاً

کُنتُ کنز اُدر ازل ایں عشق بود — آمدند ارواح ازوے در وجود
مہر معنی پرتو افگن چوں شدہ — چوں مرا با کفر و ایماں رخ نمود

ایضاً

در مذہب عشق کفر و ایماں نبود — جز حب حبیب و مہر جاناں نبود
دین عشاق دیدن دلدار است — ایمانش ہوائی یار جز آں نبود

ایضاً

صبغۃ اللہ رنگ عشق است ایجواں — تا بہ بیرنگی بجاں دادہ نشاں
گشت سُلّم از برائے عاشقاں — بہر قصر قرب آں جانِ جہاں

ایضاً

نہ شکیب ہست یارب دلِ بیقرار مارا — نہ برحمت است چشمی سوئی ما نگارِ مارا
بکمال مستمندی شدہ ایم خاکِ راہی — بہ برائی صبا بکویش نفسی غبار مارا

ایضاً

چونکہ خورشید حقیقت تافتہ — صد چو لیلیٰ حسن و خوبی یافتہ
زاں تجلی جمالِ بیمثال — عاشقاں را سینہ ہا بشگافتہ

ایضاً

جائیکہ بعشق روئی جاناں زار است — جز یار نہ با کسے دلش را کار است
از حبّ حبیب سینہ اش پرگشتہ — وز خود برہیدہ محو حسنِ یار است

ایضاً

اگر ختم کند یاری نگارم یار من گردد — جہاں برہم شود غم نے چو او غمخوار من گردد
بہ بدمستی و مدہوشی نہ بینم دوزخ و جنت — چو چشم یار ساقی عشق او خمّار من گردد

ایضاً

میل مومن سوی حق و میل اہل برہوا   میل کافر ہست دایم جانب غیر خدا
عبرت است از بہر عاقل تا شود صرّاف قلب   جان او را در میان نار یا نور است جا

ایضاً

غمزۂ چشم بتاں نشتر رگ جان من است   ہندوئ زلف حسینان دزد ایمان من است
عشق را گفتم چہ فتنہ است این بجانہا از تو گفت   حسن مضطر دار دم زیں درد افغاں من است

ایضاً

ساقیا ما چوں گدایاں پیش تو استادہ ایم   آرزو مند عطائے یکدو جام بادہ ایم
بر امید آنکہ روزی از کرم[1] شادم کنی   بر در میخانہ از عمری خراب افتادہ ایم

ایضاً

چوں سپیدست و[2]سیہ ایں دہر از لیل و نہار   ہمچنیں عمر از غم و شادیست ابلق ہوشدار
بر فروغ و بر فراغ خویشتن نازاں مشو   کز پس پشتت خزاں اندر کمین است ای بہار

ایضاً

عاشق خواجہ ہوں اور محو لقای غوث پاک   جان ہے قربان خواجہ دل فدائے غوث پاک
عاشق و معشوق مشتق ہیں بہم اس عشق سے   ایک ہی ہے نور خواجہ اور ضیائے غوث پاک

قطعہ

چو غیب اندر شہادت کرد آرام   ہمائ قدس آمد اندریں دام
چنانکہ روح در تن جائے بگرفت   حدیث نفس میداں ظرف انہام

☆☆☆

حواشی و توضیحات

۱۔ درد یوان ''پیاپی'' تصحیح از روی معنی
۲۔ '' از غم آزادم کنی'' لفظ دیگر بفکر شاعر
۳۔ درد یوان ''او'' بود

مثنویات

مثنوی نالۂ جنوں

فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ۝

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اے جنوں با نالۂ خود ساز کن
شرح دردِ عشق را آغاز کن

از حدیث عشق و از سوز دروں
اند کے برگو کہ مشتاقم کنوں

قصہ ہائے درد جانرا باز گو
ماجرائے رفتہ راز آغاز گو

من چہ گویم حال جانِ دردناک
کہ ز عشقش سینہ دارم چاک چاک

سخت آمد شرح از دردِ نہاں
میزند ایں قصہ ہا آتش بجاں

یاد عہد وصل دل خوں می کند
دیدہ را مانند جیحوں می کند

بشنو اکنوں شرح سوز جانِ من
باعث آشوب و ایں ہیجان من

یاد آں وقتیکہ بادی داشتم
وز لبانش سازچوں نے داشتم

چوں مرا از خویش دور انداختہ
بازئ بیگانگی را باختہ

از فراقش سخت بدحال آمدم
دل مشبّک ہمچو غربال آمدم

بس سیہ روز یکہ زو دور آمدم
از فراق دوست رنجور آمدم

دورئ دلدار دل را کرد خوں
سوز عشق افزود جانم راجنوں

شعلہای درد و غم افروختند
جان مشتاقاں ز ہجراں سوختند

چوں پسند آمد بدو دورئ من
سختئ ہجران و رنجورئ من

باچنیں مشتاق دوری از چہ بود
من اگر سوزم ترا ای جاں چہ سود

کرد استغنا ز حال زار من — چوں نہ روز افزوں شود آزار من

باز رسم آورد از بیگانگی — داد مارا شورش و دیوانگی

چوں نباشم من ازیں غم سینہ چاک — چوں نباشم زار زو غلطاں بخاک

نیست پایاں حزن و حرمان مرا — آتش غم سوختہ جانِ مرا

سوختم من سالہا از سوز و درد — لیکہ سوز من بروکاری نہ کرد

چوں نشد سوز و گدازت سودمند — ای دلم بے صبریت تاچند چند

زخمہا خوردم ولیکن جان من — نیست سیر از عشق آں روئ حسن

باز ناید ایں دل مجنوں من — کم نگردد عشق روز افزون من

گر ہزاراں سال باشم ایں چنیں — کے گذارم دامن آں نازنیں

ہچو مستسقی است مشتاقی من — باش ای عشق از کرم ساقیِ من

دستگیرم شو برحمت از جنوں — مے ز ہوش خویش بیزارم کنوں

سوئ کوئ او مرا بیخویش بر — دور تر از عقل دور اندیش بر

زانکہ ہوشیاریست خارِ راہ من — راہزن زاں دلبر دلخواہ من

عقل پرّاں جانب نام و نشاں — عشق آرندہ بدلبر موکشاں

عقل معراجیست بہر خاص و عام — کعبۂ جاں راست او سبل السلام

عشق آمد باز گشت خار و گل — عشق آمد مبدۂ ہر جز و کل

در معنی کنت کنزا مخفیا فاجبت ان اعرف فخلقت الخلق

سر بروں آورد چوں عشق از نہاں — گشتہ از سر جوش وی اعیاں عیاں

از عدم آمد جہاں سوئے وجود — آمدہ زوغیب مطلق در شہود

عشق دادہ اہتزار ارواح را — بردہ اندر قید جسم اشباح را

شورشی پیداست در جانہا ازو — مضطرب گشتند ابدانہا ازو

فیض بخش آمد بہر سرّ و علن — رشحت فیضش تمامی جان و تن

فاتح اسرار جانِ طالباں
عشق شد انّا فتحنا بے گماں

عشق آمد در جہاں معراج روح
عشق آمد بہر جاں فتح و فتوح

عشق آمد نردبانِ[2] لامکاں
عشق سُلّم[3] سوئے بام جان جاں

عشق آمد قوّت روحانیاں
عشق را میداں نشان بے نشاں

صبغت اللہ رنگ عشق آمد یقیں
ہین بیا بیرنگ را در رنگ بیں

ایں ہمہ شور و فغانِ عشق ہست
ہر یکے در حال خود شیدا و مست

عشق زو یک شعلہ و جانہا بسوخت
عقل را در دست رسوائی فروخت

یک جہاں در حکم آں سلطان جاں
گوئے وش از زخم چوگانے دواں

جملہ عالم را تو در دست امیر
چوں پر کاہی بصرصر داں اسیر

حکم سلطاں راست فرماں شاہ را
تا چہ خواہد بندۂ گمراہ را

من کہ باشم پیش او تا دم زنم
زہرہ کو تا دم ز بیش و کم زنم

شاہ بر جاں حکم نافذ میکند
تن چو بندہ بر مرادش می تند

بنگر ایں دردیکہ در جانم نہاد
مشت خاکی بودم و برباد داد

باز درد افزود جانم را جنوں
دیدہ و دل زیں الم خوں گشت و خوں

ایں بلا ہا من بخود نخریدہ ام
بر رضائے اوست خون دیدہ ام

گر مراد اوست در خواریٔ من
بہتر از صد خندہ داں زاریٔ من

ایں ہمہ سہل است مشکل نیست ایں
بر امید وصل یارِ نازنیں

لیک چوں سازم کہ عشق فتنہ گر
می برد رسوا و خوارم در بدر

ہر زماں ہر لحظہ میسوزد دلم
آتشے انداخت در آب و گلم

صبر نے بہر دل ناکام من
سوز دل از من ببرد آرام من

آہ سوز عشق جاں آوارہ کرد
واہ درد عشق دل صد پارہ کرد

می کند شورش جنوں در جانِ من
در ترقی ہست زیں ہیجان من

ہمچو مجنوں گفتہ ام زیر و زبر
از ہجوم سوز دل بے پا و سر

بشنو اکنوں اندک از سوز دروں
زانکہ برمن غالب آمد ایں جنوں

میکند در سینہ من انبعاث[4]
عشق باصد سوز و سودا الغیاث

عشق را شور و جنوں چوں در سراست
عقل پیشش پا بگل ہمچو خراست

بلکہ ہمچو صعوہ[5] در چنگال باز
از کجا یارا کہ آرد ترک و تاز

چوں مزاج عشق تند است و حروں[6]
از نہیبش عقل و خوار و سرنگوں

اندریں رہ جبرئیل ار پر زند
عشق آید آتشش برسر زند

ہر جوان و پیر گشتہ زار و زو
ہر عزیز و منعم آمد خوار زو

ہر توانا و قوی رنجور او
گشتہ ہر شہباز چوں طیفور[7] او

عقل ہر دانا بدرسش کودن است
جان ہر رستم از و در شیون است

ہر سلیماں جاہ زو چوں مور لنگ
ہر فلاطوں عقل شد حیران و دنگ

عقل کل در مکتبش چوں کودکاں
نفس کل را شد ازو ویراں دکاں

عشق طرفہ قاتل خونخوار ہست
دست خونِ عاشقاں زاں دار ہست

ہمچو مجنونش گریباں چاک شد
ہر کہ در دست چنیں سفاک شد

صد ہزاراں دل از و مانند خوں
صد ہزاراں عقل زو شکل جنوں

نا رسیدہ ہیچ دل برکام خویش
بردہ باخود بر لحد صد رنج و ریش

کے توانم گفت شرح عشق را
از سلف رو رو بجو ایں ماجرا

خود حقیقت بود یا بود از مجاز
ہر یکے جاں باختہ از ارتماز[8]

پس چہ گویم انچہ از گفتن بریست
شرح او بیروں ز ترکی دور یست

شرح درد عشق کے آید بگفت
باتحیر ناطقہ اینجا ست جفت

ای برادر شرح اسرار نہاں
کے تواں گفتن بتقریر و بیاں

وصف آں چیزے کہ عقل آگاہ نیست
زیرِ کے را نیز دروی راہ نیست

گر بگویم تو ازو منکر شوی
باز ماند پای تو از رہ روی

زانکہ محسوسات را تو دیدۂ
وصف حسن غیب را نشنیدۂ

چشم ظاہر بیں نہ بیند غیر جسم — عقل جزوی می نداند غیرِ اسم
سر معنی را نہ بیند چشم سر — بلکہ تو از عین معنی کن نظر

در عذر منکر عشق

جامدالطبعی اگر انکار کرد — گرمیٔ عشق از جہاں کے گشت سرد
ہست محجوب او مثال کور و کر — کش ز حظِّ حاسۂ نبود خبر
لذتی کے یافت از سمع و بصر — او ندیدہ غیر از سوراخ سر
یا چو عنّین منکر از ذوق جماع — ہمچو حیواں شد علف اورامتاع
منکر خورشید گر خفاش ہست — لیکہ نور خور بعالم فاش ہست
پس چہ غم خورشید رازیں چشم کور — نور خور تابانست باصد زور و شور
عشق فارغ ہست از ردِ و قبول — پس ببر انکار خود ای بوالفضول
او ندارد فکر و سودائے دگر — غیر حسن یار پروائے دگر

در معنیٔ ظہور ذات در پردۂ صفات

در لباس حسن اسماء و صفات — جلوہ گر گشتہ است بنگر نور ذات
علم تو چوں شد مقید در مجاز — بر دلت باب حقیقت شد فراز
از مسبب عقل جزوی بے خبر — بر سبب از کوتہی دارد نظر
خود حقیقت را بود ایں جلوہ ہا — از ہوا پران شدہ پر بر علا
جملہ عالم شاہد آمد ذات را — گر شناسی سرِّ موجودات را

فی سبیل التمثیل

قوت معنی بہ بیں اندر ظہور — ہمچو زور نوح در جوش تنور
یا چو زور دست آں خیرالبشر — کرد یک انگشت او شق القمر
یا مثال خاک پرّاں بر ہوا — یا چونی از بانگ نائی زد صدا
یا کہ اندر حرکت آمد یک شجر — جنبش او از ہوا میداں مگرا

یا یکے در خنده آمد از سرور — نبساطش کرده بر رویش ظہور
خنده بر رخ اندرون جاں خوشی — خنده پیدا لیکه شد پنہاں خوشی
یا یکے از درد آہے میزند — درد کے آید نظر جز حال بد
جمله عالم شاہد غیب آمده — ایں شہود از غیب لاریب آمده
ہمچنیں تو جمله عالم را بداں — شد معاد و مبدع اولامکاں
ہر چه یکو الله ویشت ہست اوست — پس وجودوہم عدم درشصت اوست
ذره نتواں گفت مدح آفتاب — خودمرااورادرجہاں صدہست تاب
آنکه پاک است ازنظیروازمثال — گویم از وی ہر چه باشد قیل وقال
ای مقدس وی بری از مدح ما — کے تواں کردن بتو مدح و ثنا
خاکمی دایم تو بر قہر قلوب — مالکے درذات خود برزشت وخوب
دائما در حکم خود تو سابقے — باز گشت ہر سعید و ہر شقے
ما و ایں دیوانگی ہا حبّذا — بادشاہی یَفْعَلُ اللهُ مَایَشَا

درسبب تالیف ابیات

من کجا و از کجا ذوقِ سخن — در سکوت آیم تو جنبانی رسن
میکشی مارا سوئے گفتار ہا — میکنی اسرار را اظہار ہا
من ہمیں خواہم که بر بندم نفس — تو دگر باره بہ جنبانی جرس
من که باشم مہرهٔ دردست تو — من چه ہستم ہستیم از ہست تو
خواه عزیزو خواه رسوا کن مرا — زہرهٔ کو تا کنم چون و چرا
میکش ایں راز آنکه داری اختیار — ہمچو اشتر در کفت دارم مہار
باعث ایں مثنوی تو بودهٔ — درد خود دادی و دل بربودهٔ
شاه من سلطان جان من توئی — بلکه جان وہم جہان من توئی
در تمنائے تو چوں دیوانه ام — سوخت شمع روئے تو کاشانه ام
نیست ہرگز سیریم از روئے تو — دیده ام بازاست ہر دم سوئے تو

من چو مستسقی و رویت ہمچو آب — تشنہ ام وز تشنگی در پیچ و تاب
عاشقی و صبر و سیری شد محال — صبر و یا آرام جانرا کو مجال
دیدنِ روے تو آرام من است — یک نظر سوئ تو صد کام من است
روز و شب اندر خیال من توئی — ہم جواب و ہم سوال من توئی
ہر زمانم روئ جانم سوئے تست — قبلۂ جان و دلم ہم روئے تست
عقل و ہوشم بستۂ موئ تو شد — جان و دل پابند گیسوئے تو شد
پیش من در خواب و بیداری توئی — موجب ایں خواری و زاری توئی
یک زماں از تو رہائی نیستم — گر نشینم یا روم یا بیستم
ہم دل وہم نور چشم من توئی — دین و ایمان مرا رہزن توئی
نیست کس مانند من مشتاقِ تو — گرچہ صد ہستند از عشاق تو
ہر کجا باشم تو ہمراہ منی — بلکہ چشمم را توئی ایں روشنی
پس چگونہ بے تو باشم من دمی — چوں توئ مارا بہردم ہمدمی
ہر زماں آئی تو در شکل خیال — گہِ برنگ ہجر و گہ رنگ وصال
محو رویت گشتہ چوں آئینہ ام — عکس روئے تست اندر سینہ ام
ہر زماں رنگ خیال تست دل — در غم و شادی منم مانند ظل
عکس تو در سینۂ من تافتہ — زاں تجلی دل جنونی یافتہ
پس جنوں ہرانچہ گوید گویم آں — تو دریں سودا مرا معذور داں
گویم انچہ او بمن در می دمد — لاجرم آمد بروں ایں جز رد مد
میکنی از غیب صد جلوہ گری — پس بیک جلوہ دوصد دل می بری

ظہور جلوۂ غیب در حسن تجلیات وشور کردن عشق

جلوہ گر گشتند مستوران غیب — عشق نالاں گشت مانند شعیب
چوں تجلی دید حسن یار را — داد جا در سینۂ خود خار را

اشک خونی ریختن آغاز کرد | آہ و وا ویلا بسوز و ساز کرد
دیدہ اورا در لباس حسن چوں | عشق را افزود سودا و جنوں
عقل و دانش ز بیک غمزہ ربود | باب سوزو در پے دلہا کشود
در جہاں صد فتنہ را انگیختہ | صد ہزاراں جاں ز قالب ریختہ
تا ایں افسوں چہ اندیشیدہ بود | یک جہاں را چوں تہ و بالا نمود
می ندانم کز برائے چیست ایں | فتنہ ہا برپا و خود اندر کمیں
من چہ گویم تا چہ مقصوداست زیں | شوروغوغا چوں پسند آمد چنیں
می برد دلہا و غایت از نظر | چوں نہ افتد یک جہاں در شوروشر
فتنہ پیدا فتنہ گر اندر قرار | بوئے پیدا مشک اندر لامکاں
صبر از دلہا ربود از جاں نہاں | ہر یکے از درد نالاں زار زار
عقل مجنوں وار سرگرداں شدہ | وز تردد جان و دل حیراں شدہ
از تغافل جان عالم سوختہ | دیدہ از سوے غریباں دوختہ

تمنائے عاشق بحضرتِ معشوق

چشم ماباصد تمنا سوئے در | او بخواب ناز و از ما بے خبر
جلوۂ جانانہ جانرا آرزوست | غمزۂ مستانہ جانرا آرزوست
بوسہ بر پائے تو جان را آرزوست | عشق وسودائے تو جانرا آرزوست
دیدنِ روئے تو جانرا آرزوست | بوئے گیسوئے تو جانرا آرزوست
رقص ہا مستانہ جانرا آرزوست | گریۂ حنانہ جانرا آرزوست
از جنوں چاک گریباں آرزوست | خاک بیز صد بیاباں آرزوست
زخم از دست تو خوردن آرزوست | در تمنائے تو مردن آرزوست
ای سخن ہائے تو چوں قند ونبات | جنبش لب ہائے تو آب حیات
صد ہزاراں جاں فدائے روئے تو | قبلۂ جاں شد خم ابروے تو
اندرون جان من جا کردۂ | گو بظاہر از من اندر پردۂ

پردہ بردار از رخ ای جان جہاں — بے تو برلب آمدہ جانِ جہاں

ای بقربانت حجاب از من مکن — قتل من از تیغ پیراہن مکن

گر حجاب آری بمیرم نے خلاف — قتل خلق از تیغ و قتلم از غلاف

یکدمی آرام جان من تو باش — شرم تو اندر دلم دارد خراش

نیست کس اندر حریم جان من — غیر تو باکے مدار از خویشتن

در دل من بے حجابانہ بیا — شرم را بگذار و مستانہ بیا

کہ ز عمرے سخت مشتاق توام — از سگانِ کوئے عشّاق توام

پس چہ سحراست ایں کہ برمن کردۂ — از کجا ایں فن بتا آوردۂ

صبر و آرام مرا بر بودہ — بر دلم از سوز در بکشودۂ

یارب ایں سحراست یا دیوانہ ام — شمع رویانرا چرا پروانہ ام

مبتلا ہستم بسودا و جنوں — رفت از من صبر و آرام وسکوں

روز و شب از دیدہ ریزم سیل آب — ہر زماں دارد دل من اضطراب

از تغافل بگذر از بہر خدا — بنگر اندر کوئ خود چندیں گدا

منتظر افتادہ اندر کوئے تو — بر امید یک نظر بر روئے تو

یکدم از رحمت بسوئ من بہ بیں — بے نیازی تا بکے اے نازنیں

بہر مسکیں نیست رحمی مر ترا — چند بے مہری کنی ترس از خدا

چوں تو بیزاری زما ماچوں کنیم — تاچہ تدبیر ایں دل مجنوں کنیم

گر خوشی از سوز ما ما ہم خوشیم — در بہشتیم ارچہ اندر آتشیم

زانکہ مجاہدہ سبب ترقی معرفت است ہمچنانکہ جفائے صیقل بہر آئینہ موجب دفع جفا

پس رضائ تو شدہ ایمان من — من چہ گویم چوں تو ہستی جان من

از پۓ تو شورش و دیوانگی — بہتر از صد ہوش و صد فرزانگی

ای جفاہا و وفا ہائے تو خوش — ہم زراحت ہا بلاہائ تو خوش

میکشی مارا و ما شادیم زاں ‏ ‏ ‏ میکنی برباد و آبادیم زاں

تلخی جور تو شیریں از نبات ‏ ‏ ‏ مرگ از دست تو بہ از صد حیات

ز جر و تو بیخ تو نہ ز انعام و اجر ‏ ‏ ‏ اجر بہر ماست کش گویند زجر

آں شکر رنجیت چوں شہد و شکر ‏ ‏ ‏ زخم تیغت مرہم زخم جگر

خوشتر از مدح است دشنام از لبت ‏ ‏ ‏ باد مر بیگانہ ناکام از لبت

درد عشقت داروی درد من است ‏ ‏ ‏ وی غمت چوں جاعزیز اندر تن است

نے شکایت از تو بل شکر عظیم ‏ ‏ ‏ خاص بہر ماست ایں لطف عمیم

کیں تظلّم نسبتی باماست خاص ‏ ‏ ‏ جان بیگانہ ازیں اندر مناص

ہمچنانکہ حب حق برکافراں ‏ ‏ ‏ سخت دشوار آمد و بار گراں

بہر من راحت جاں آمدہ ‏ ‏ ‏ قوت تقوی و ایماں آمدہ

چوں دوائے تلخ و پرہیز مریض ‏ ‏ ‏ ہم شفا بخشید و ہم کردش غریض

ہر خزاں اندر نہاں دارد بہار ‏ ‏ ‏ عسر مارا یسر میداں ای نگار

گریۂ ماخندہ را بار آورد ‏ ‏ ‏ سورہا[9] در مہد ایں غم پرورد

در شکست ما نہاں صد فتح داں ‏ ‏ ‏ قصۂ جنگ حدیبیہ بخواں

تنگی مارا فراخی در بغل ‏ ‏ ‏ کاہلیم داں تو بہ از صد شغل

ہر غم درد و الم در راہ دوست ‏ ‏ ‏ راحت جانست چوں دلخواہ اوست

خوش بریز ایں خون ماوز پائمال ‏ ‏ ‏ بر تو قربانی ما بادا حلال

ہیچت اندیشہ ز قتل مامباد ‏ ‏ ‏ بر رضایت جان ماشاداست وشاد

عاشقاں از مرگ کے ترسیدہ اند ‏ ‏ ‏ سر بکف شادی کناں برسیدہ اند

سیر کے شد جان جرجیس از ہلاک ‏ ‏ ‏ جاں فروشانراز جاں دادن چہ باک

پرس از جرجیس چوں جاں میدہی ‏ ‏ ‏ بہر کہ از ہستی خود می رہی

چوں ز خود سیر آمدی آخر بگو ‏ ‏ ‏ مرگ آساں شد چرا از بہر تو

گو بہ یعقوب ایں چنیں گریہ ز چیست
نالہ ہا و آہ تو از بہر کیست

گریہ کردی تا کہ چشمت شد سپید
لرزہ داری در ہوائے کہ چو بید

گو بہ ذوالنون چوں تو دیوانہ شدی
بہر کہ از خویش بیگانہ شدی

از برایٔ کہ ترا ایں حال شد
تا کہ جانت از غمش پامال شد

چوں تو ای منصور بر دار آمدی
مست و رسوا سوئے بازار آمدی

سیر گشتی از حیات خویشتن
بر تو آساں شد ممات خویشتن

قیس را گو چوں تو مجنوں گشتۂ
والہٗ و بیخویش و مفتوں گشتۂ

آں کدام است آنکہ عقل تو ربود
باب دردو عشق بر رویت کشود

پُرس از فرہاد چوں جاں میکنی
بر سر خود تیشہ را چوں میزنی

کیست آں تا در غمش جاں میدہی
کار دشوار است و آساں میدہی

رو پرس از طور چوں رقصاں شدی
از جمادی رفتی و انساں شدی

از کہ ای طور عشق را آموختی
رقص کردی باز خود را سوختی

گو بہ حنّا نہ چرا گریاں شدی
نوحہ ہا کردی و ہم نالاں شدی

پس ترا ایں نوحہ کہ آموختہ
آتش عشق کہ جانت سوختہ

آہ زاں یاری کہ عشق در جہاں
فتنہ پیدا کرد و خود اندر نہاں

حسن او صد شعلہ را افروختہ
یک جہاں از ناز عشقش سوختہ

جان عشاقاں ہمہ برباد داد
تا قیامت خانہ اش آباد باد

جان عاشق چوں بدست یار ہست
لاجرم افتاد بودن خوار و مست

ہست جانم گوئی وش در دست یار
میدوم آنسو کہ میخواہد نگار

سوئے نالہ مے برد جانِ مرا
میدہد حرکت بہ ہیجانِ مرا

من ازیں نالم کہ آں دلدار من
آیدش خوش نالہ ہائے زار من

چوں نہ نالم کہ رضائے اوست ایں
گریہ ہا و نالہ ہا دارم ازیں

شرح دیدی تو ز حال ماسلف
پس رقم کردو قلم گردید جف

در حقیقت جوش معنی بود این   کہ بہ مستی گشت باجانہا قرین

جوش در معنی حقیقت می زند   جان کودن برمجازی می تند

رو حقیقت بیں در الفاظ مجاز   لفظ را بامعنی خود ہست ساز

عارف از سرِّ حقیقت مست ناز   احمق از کوریٔ خود غافل ز راز

والہ[1] و دیوانہ معنی الہ   دارد او صد سرّ پنہاں زیر آہ

عاشقاں چوں والہ و دیوانہ اند   یار یارند و ز خود بیگانہ اند

بر رضای دوست جانرا میدہند   ہستیٔ خود را بہ یکسو می نہند

بہر بیگانہ بلا راحت بدوست   فرحت مابین ہرانچہ خواست اوست

انچہ از درد و بلا و آفت است   بر مراد دوست باشد راحت است

قیل ان العشق من شق الجنوں   خیر عندی عندکم ریب المنوں

صح عندالناس العشق آفۃ   للجماد الا لمفتوں راحۃ

ہمچنانکہ پیش ابراہیم نار   گشت گلشن بود بر نمرود خار

گر رضائ تست اندر مرگ من   آں حیات ماست وہم صد برگ من

از رضائ دوست سر برتافتن   جامہ کفر است بر خود بافتن

رنج عشقت راحت جانِ من است   بر رضایت کفر ایمان من است

سوز عشقت نیست از فردوس کم   من دو صد شادی کنم قربان غم

سوزش عشاق بر نیکو دہد   ہمچو عودی کو در آتش بو دہد

ظلم بر عاشق بہ از مہر و وفاست   مثل آہن کوز صیقل خوش نماست

عاشقاں از سوز کے غم می خورند   ہمچو زر در تارخندہ آورند

می کشد پس میکند صد جان عطا   آتش عشق است چوں آب بقا

زاب حیواں عشق پر دارد سبد   مردۂ عشق است زیں حی ابد

چونکہ عاشق شد فنا در حسن دوست   گم شد از خود انچہ باقی ہست اوست

مردہ از خود زندہ بادلدار ہست   فانی از خود گشت و باقی یار ہست

شد چو عاشق از مرادِ خود فنا — بر رضای دوست جاں دارد بقا
در ہوای دوست فانی گشتہ اند — عاشقاں زیں جاودانی گشتہ اند
عشق چوں باقیست باقی می کند — تشنہ گاں راکارساقی می کند

در قوّت وغلبۂ زور عشق

عشق آمد آرزو ہا رابسوخت — از ہوائے غیر دلبر دیدہ دوخت
عشق آمد جاں رہید از ہر ہوا — داد مر آئینۂ دل را صفا
ہمچو آتش عشق اکال آمدہ — خورد آنرا کش بہ چنگال آمدہ
اولہب حرص و ہوا آمد حطب — او چو احمد نفس ہمچوں بولہب
عشق ہمچوں شیر نرخوں می خورد — طبع را روباہ وش بر می درد
عشق آمد دشمن اندیشہ ہا — عشق غارت گر تمامی پیشہ ہا
عشق کذلک حرف ناموس وحیا — عشق جملہ دردہا راشد دوا
عشق شمشیر برہنہ بے نیام — جان عشاقاں ازو ناشادکام
عشق خونی بود و کس نشناختہ — ہر یکے از بیکسی جاں باختہ
می درد از غیر و میدوزد بیار — عشق خیاطیست نادر طرفہ کار

در معنی آنکہ ذلّت عشق عین عزت است وموت عشق عین حیات

مرحبا ای عشق خوش آسوئے من — دہ خلاصی جان مارا ایں محن
زانکہ من از خویشتن تنگ آمدم — فارغ از اندیشۂ ننگ آمدم
ہست سوئ جاں دہی آہنگ جاں — شد خیال حفظ جانم ننگ جان
سوئ مسلخ زد جنوں بے باک گام — ننگ عالم راچہ بیم از ننگ و نام
ننگ غیر از یار دارد ایں جنوں — از سلامت وز ملامت شد بروں
باچنیں شطاح چوں کارم فتاد — داد دریک غمزہ ناموسم بباد
چورہین رند عالم سوز ام — برچنیں شہ زور کی پیروزام
شد از سحرش آہ کارِ من زبوں — عقل رابر بود چوں سازیم چوں

شیر را روباہ کے باشد دلیل
زور آرد پشّہ باخرطوم پیل

پس جنوں شرم وحیای من بریخت
دزد عقل از شحنۂ عشقش گریخت

عشق آمد عقل شد رسوا و خوار
رفت قرّای[12] وشیخی و وقار

خواجگی بربود و قلاشی[13] بداد
سروری بگرفت واو باشی بداد

برد از من زیرکی و عقل و ہوش
مرحمت فرمود غوغا و خروش

رندی و بے باکی و آزادگی
خواری و رسوائی و دلدادگی

بے دل و زارو ذلیل وکوچہ گرد
جان پر غم آہ سر دو رنگ زرد

بازئ طفلان و مرد ریشخند[14]
سر پُر از سودا و پا[15] اندر کمند

برسرم رفت ایں ملامت ہا بہ بیں
ایں ہمہ انعام تست اے نازنیں

راضیم من گر رضائے تست ایں
از سر تسلیم مے سایم جبیں

پس رضائے تو مرا فخراست وجاہ
گر پسندی بہر من تو قعرچاہ

مونس من ہست یادِ روئے تو
روح من ریحان من شد بوئے تو

من ز دردو سوز خود دیوانہ ام
ہمچو مجنوں باجنوں ہم خانہ ام

من کہ مجبورم ادب از من مجو
ناصحا ہر انچہ خواہی رو بگو

زانکہ بر دل من ندارم اختیار
در کف دیگر ہمیں دارم مہار

اندریں سود از خود بیروں شدم
در ہوائے آں پری مجنوں شدم

نالہ ہا فرہاد وش دارم دراز
باغم شیریں است جانرا سوز وساز

صد فغان و ہائے و ہوے میکنم
شورو غوغا کو بکوئے می کنم

گوش نکند ہیچ کس فریاد من
تاز دست غم ستاند داد من

غیر خوں خوردن نہ یارائے دگر
ہر زماں سوزی و سودائے دگر

نے بدل صبری نہ بروی اختیار
جاں ازیں غم روز وشب در اضطرار

زخم ہا در دل ز دیدہ خوں رواں
بے سروپا از جنوں ہر سودواں

مناجات

آه و اغوثاه یارب چوں کنم
من چہ ساں تدبیر ایں مجنوں کنم
نیست کس از بہر دردم دادرس
یارب ایں دیوانہ را فریاد رس
بستۂ زنجیر سودا و جنوں
کس مبادا ہمچو من زار و زبوں
زانکہ ایں دردیست بے درمان من
میخورد ہر لحظہ مغز جانِ من
من چہ گویم تا چہ بر من میرود
کو حریفے تاز درد آگہ شود
روئے من بین و مپرس احوال من
زردئ رنگم گواہِ حال من
بہر دردم آہ سرد من گوا
طفل وش او درپئے بابا دوا
از ازل غم در نہادم چوں نہاد
بے طلب دردش میان جاں فتاد

بیان نیاز عاشق و بے نیازی معشوق

چونکہ مارا کرد مجنوں روئے خوب
بہر جان زنجیر شد گیسوئے خوب
کوبکو غوغاست از سودائے من
ہر طرف شوریست از غوغائے من
حال من اینست لیک آں جان جاں
بے خبر از حال زارِ عاشقاں
گفتمش از عشق تو زارم ہنود
گفت رو من از تو بیزارم ہنوز
گفتمش ای جان من عالم بہ بیں
از تبسم گفت مجنوں است ایں
گفتمش شد بے تو حالم ایں چنیں
گفت رد آخر سزائے تست ایں
گفتم ای جاں قصۂ دردم شنو
گفت رو و زود ازینجا دور شود
از سلیمی اولاً نشنا ختیم
غافلانہ نرد بازی باختیم
آخر آمد صد بلا بر جان و دل
از غم و اندیشہ[۱۶] باشد مضمحل
دیدۂ روئے نیک و آں خوئ حسن
آمدہ در دام مرغِ جان من
چوں نہ آگہہ بودم از سحر مبیں
سر نہادم من بہ پائے نازنیں
دام کردہ صورت دلخواہ را
بستہ باصد عاقل آگاہ را
رفت از جانہا ہمہ صبر و سکوں
عقل مجنوں گشت و ولہا ہمچو خوں
عشق کردہ خانۂ دانش خراب
آفتاب بیدلی بگرفتہ تاب

بیہوشی آمد بجان ناتواں
بیدلی افزودہ شد بر بیدلاں
وائے از حالی کہ وارد شد بمن
ہوش و عقلم رفت و طاقت از بدن

در معنی وَالَّذِی قَدَّرَ فَھَدٰی

کس نگفتا ہیں بیاؤ دل بدہ
کس نگفتا پیش ما تو سر بنہ
پس قصور ایں دلِ شیدائے ماست
یا کسے را کار سحر و مکر ہاست
ساحرانِ غیب سحری کردہ اند
عالمی در دامِ سحر آوردہ اند
شد ز سحر صنع برہم یک جہاں
شد ز شورِ غیب پُر غم یک جہاں
یار پنہاں شور او اندر جہاں
سحر پیدا ساحر اندر لامکاں
چشم بستہ عقل را از جادوئے
می ندانم کایں منم یا خود توئے
ایں ہمہ نیرنگ از بیرنگی است
ترک پنہاں در لباس زنگی است
صد ہزاراں فتنہ ہا انگیختند
صدر ہزاراں جاں ز سحر آویختند

جوشِ عشق کہ سبب ظہور عالم است و در ہر شئے نہادہ اند

یک طرف صد حسن پیدا کردہ اند
واں دگر سو عشق برپا کردہ اند
عاشقاں صد آہ و واویلا کنند
از غم و اندوہ ہا غوغا کنند
زخم خوردہ باز آنسو میروند
رنج دیدہ ہم پےٴ شاں میدوند
دلبری را دلبر آغاز آورند
چونکہ دل بردند اغماز آورند
خویش را صد گونہ آرایش دہند
پائے کس از لرزد انگشتش نہند
جلوہ فرمایند و باز انگہ حجاب
جانِ مشتاقاں ازیں غم در عذاب
آں نہ باز آیند و ایشاں نیز ہم
درد ہم جویند و درماں نیز ہم
جوشش عشق است ایں از ہر طرف
عشق چوں خورشید در برج شرف
جوشش عشق است در سنگ و شجر
میدہد مقدار خود ہر شئے ثمر
جوشش عشق است نطفہ را نگر
در مشیمہ کے رفت و شد شکل بشر
ہم ز جوشش ابخرہ باراں شدہ
سنگ شکل لعل اندر کاں شدہ

جوشش عشق است در اشجار ہا — گل دہد ہر شاخ وہم آثار ہا
جوشش عشق است اندر بحر و بر — سر برآوردہ گیاہ و ہم گہر
جوشش عشق است اندر کوہ ہا — چشم گریاں دارد از اندوہ ہا
رو طلب کن عشق تا انساں شوی — از محبت صاحبِ عرفاں شوی
شد ز فیض عشق عالم را قوام — ہم ز فیض عشق جاں دارد قیام
پس بغیر عشق کارت خام ہست — بیگماں عشق است اسرار الست

حیرت در اسرار غیب و صنعت الٰہی

ایں ہمہ حق است لیک ای ذی شعور — از برائے چیست ایں غوغا و شور
اندریں اسرار جانم خیرہ شد — وز تردد ہوش و عقلم تیرہ شد
من چہ گویم تا چہ اسرار است ایں — ساحری[18] وزد طرار است ایں
سحر شد در چشم بینائی نماند — عقل از خود رفت و دانائی نماند
رنجہا دیدہ نمی آئیم باز — کے شود مسحور را بس کشف راز
سیر نبود جانم از غمہائے تو — نیست خستہ دل زِ ماتم ہائے تو
آب از سر رفت ولیکن جان من — نیست سیر از عشق یار و پر فتن
گو بظاہر سوختن در آتش است — لیکہ جانم اندریں تنگی خوش است
ذلت و خواریست گر پیش کساں — سوزشِ عشق است راحتہائے[19] جاں
نیست جانم سیر زیں سوز و جنوں — گرچہ شد صد بار خوار و ہم زبوں
پس بلاہا را خریداریم ما — گو بظاہر از غمش زاریم ما
گرچہ پیرم عشق دارم من جواں — قوّت عشق است دراین ناتواں

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَايَشَاءُ وَيُحْكُمُ مَايُرِيد

من کیم تا خویش را گویم منم — برارادتہائے او دم می زنم
ہر چہ ہست ایں جملہ از حق میرسد — آلۂ قدرت منم در نیک و بد
ذکر جباریست نے جبر است این — تابع حق خلق و امر ندای امین

جملۂ عالم ہست بین الصبعین — جملہ از جباریش در شور و شین
می کشد گہ در حقیقت گہ مجاز — چشم دل بکشا و بیں ای اہل راز
چوں قلم در دست نقاشیم ما — از ثقاتاں یا کہ اوباشیم ما
دست قدرت ہر چہ مارا آفرید — خیر و شر برحسب آں آید پدید
نے نگوید ہیچ از خود نیک و بد — تا نہ نائی اندراں دم را دمد
نالۂ من سر جانا را گواہ — من ز گفت او بگویم آہ و آہ

اجرائی کار عالم اگرچہ از غیب است لیکن بغیر صورت نہ بندد

گر نماید شعر من شکل مجاز — تو بچشم غور بیں ای اہل راز
خود مجاز آمد حقیقت را ظہور — غیر تن از جاں نبرداری سرور
جاں نیابی غیر تن گر بنگری — با تو گفتم ایں مثال سرسری
بود قادر حق ہدایت را بما — پس چرا مبعوث کردہ انبیأ
نور حق بے انبیأ ظاہر نشد — جان جاہل زیں سخن ماہر نشد
منکر اسرار ہست اہل غرور — حاجب او گشتہ اورا چشم کور

فی سبیل التمثیل

ہمچنیں حسن است در صورت عیاں — غیر صورت در نظر کے آید آں
حسن صورت نیست گر تو بنگری — می کند اندر صور جلوہ گری
زاحمقی تو برصور چسپیدۂ — حسن را کہ عاشقا فہمیدۂ
جاں برائے آں کہ میکردی نثار — چونکہ رفت آں حسن شد پیشت چو مار
جانش قایم جسم قائم لیکہ تو — سیر از و گشتی و زحمت شد رفو
بردہ دل انچہ از تو زوآگہ نہ — جان من واقف ز نور مہ نہ
نور مہ از پرتو خور بودہ است — غافلی زو کز تو دل بربودہ است
بہر ایں مجنونست سودائے دگر — غیر ایں لیلیٰ است لیلائے دگر
ای دلم لیلیٰ معنیٰ را نگر — کز پئے او جاں چو مجنوں در بدر

همچو مقناطیس داں حسن نگار | میکند بس جذب دل بے اختیار
حسن و جاں چوں گو ہر یک معدن اند | ہر دو باہم یار و مہمان تن اند
جاں چو ہست از عالم حسن و جمال | خوش گل رعنا زباغ لایزال
حسن ہم از ثمرۂ آں گلشن است | مثل مہمان عزیز اندرتن است
در پئے آں آشنا جانہا ازیں | میدوند از ہر طرف بے اسپ وزیں
یافتہ زاں آشنا ہر گہہ نشاں | جاں جو مجنوں سوئے لیلیٰ شد رواں
مخبرند ایں ز اتحاد معنوی | فہم کن ایں رمز و بگذر از دوئی
نیستند آگاہ زاں نسبت کہ ہست | غافل از وی ہر دو گردیدند مست
بے خبر گشتند آں ہر دو عزیز | ز اتّحادِ معنوی گم شد تمیز
غیر عارف جملہ را داں بے خبر | از حقیقت ہائے عالم کور و کر
بے خبر از اصل وز اسرار او | ہر کسے جویان و پویاں کوبکو
پس بدیں نسبت بود میلانِ دل | گشت چوں سیل العرم سیلان دل
زیں سبب جانراست سرو ساز خوش | سوئے حسن و بوئے خوش آواز خوش
بایدت آگاہی از اصل خوشی | تاز ہجر آئے سوئے وصل خوشی
جان من واقف شو از اصل سرور | تابروں آئے تو زیں دارالغرور
می کشد بیرنگ سوئے خویشتن | میکند مستت بہ بوئے خویشتن
تاز صورت سوئے بیرنگی روی | تا نمانی در خرابی اے غوی
اصل خوبی می کشد سوئے خودت | تا مبدل کرد و از نیکی بدت
صانعت در سینہ ات سری نہاد | تا از و آئے تو در بسط وکشاد
زانچہ گفتم مغیش ادراک کن | از کدر روجان خود را پاک کن
بلکہ آں چیزی کہ کرداش پسند | خوبی معنی تست ای ہوشمند
معنی ایں رمز را بشنو ز من | باتو از اسرارِ میگویم سخن

در تعریف انسان کہ مبدع ہر کمال است

ہم چہ بینی پرتو شوق تو است | از تو پیدا گشت اہم پاے تو بست
دیدۂ ور دی تو عکس فہم خویش | پس ز فہم تو شدہ جانِ تو ریش[۲۱]
در تو ہست ایں حسن نے اندر حسیں | تو ز کم فہمی خود گشتی حزیں
گر کنی تو غور ایں اسرار را | اندکی با تو بگویم ماجرا

در نظیر

از مرض چوں اشتہایت کم شود | بر طعام خوش دلت کے میرود
نفس تو نفرت کند زاں خوش طعام | بوئ خوش کے خوش کند اندر زکام
عارضہ چوں رفت رغبت شد پدید | خستۂ خورما بود پیشت ثرید
تشنگی مر آب را افزود ذوق | بہر عنّین شد جماعش مثل طوق
دوست چوں دشمن شد اندر چشم تو | از خلاف طبع و ہم از خشم تو
رغبتِ ہر شے بود مقدار جوع | حظِّ آں از جوع مے یاید وقوع
ذائقہ بد ہد یقیں حسب طلب | فرق بین تو در علی و بولہب
بنگر از خود انچہ پیدا میشود | حسب علم و فہم تو دل می رود
انچہ بینی صورت علم تو است | خوب وزشت ونیک وبد بالا وپست
خواب آمد یا کہ بیہوشی رسید | صورت عالم ز تو شد ناپدید
علم خود را قوتِ صانع بہ بیں | میدہد تقلیب ہر دم ایں چنیں
جملہ عالم را خیال خویش داں | انچہ بینی از نہان و از عیاں
بہر ادراک تو می آرم مثال | تا بفہمی معنی تخم و نہاں

در معنی حدیث شریف **اذا مات فانتبھو**

بشنو اکنوں اندک از سرِّ سخن | تا شوی آگاہ و مردِ ممتحن
چوں بخواب خوش در آئی یک دمی | تو درون خویش بینی عالمی
شکل ہا پیدا کند برتو خیال | گفتہ اند اہل سلوک ایں را مثال[۲۲]
بینی اندر خواب تو شہر و دیار | مثل ایں عالم کنی صد کسب و کار

کس نباشد غیر تو آں خود توئی | لیکہ خود را می ندانی از دوئی
خود درون خویش در سیر آمدی | گہہ بکعبہ گہہ سوے دیر آمدی
ایں ہمہ شکل خیال خویش داں | انچہ اندر خواب شد بر تو عیاں
وسعت معنی خود را کن نظر | در فراخی بر تراست از بحر و بر
پس بہ بیداری تو نیز ایں خواب بیں | عارفاں دیدند عالم را چنیں
در تو صنعت ہا بسے بنہادہ اند | دیگرے را ایں چنیں کے دادہ اند
کرد پیدا بر صفاتِ خود ترا | مہم سمیع و ہم بصرا اے خوش لقا

در معنی لولاک لما خلقت الافلاک

ذرّہ از علم جان پاک بیں | ای برادر معنئ لولاک بیں
نعت احمد من چہ گویم اے پسر | ذرّہ ہائے علم اورا بیں اثر
تا چہ باشد ذات آں جان جہاں | سرِّ لولاک و مرادِ کن فکاں
گر دمی یابی زسرش آگہی | پا نہی شاہانہ بر تخت شہی
او چو جاں آمد جہاں ہمچو بدن | بودہ است از جاں حیاتِ جملہ تن
صد جہاں بادا فدائے روئے او | جان ما خاک سگان کوئے او
بر درت از عجز سر بنہادہ ایم | چوں سگان گرسنہ افتادہ ایم
بہر حق یا رحمۃ اللعالمیں | سوئ مشتاقاں خدارا باز بیں
چوں کمینہ امتانت بودہ ام | از ہجوم سوز جاں فرسودہ ام
سر بروں آور خدارا از حجاب | خوش نباشد زیر پردہ آفتاب
خویش را تا چند داری مستتر | یک جہاں بہر تو آمد منتظر
چشم کوراں را توئی نورِ بصر | سوئے محروماں برحمت یک نظر
آنکہ ایں فرمود خوش فرمودہ است | محرم از سوزِ درونم بودہ است
مفلسانیم آمدہ در کوئے تو | شیاءً للہ از جمالِ روئے تو
گر تو خواہی کہ بعشق وی رسی | پیش حق فریاد کن از مفلسی

عشق او میخواہ و اورا کن طلب تا بکے در ہجر سوزی روز و شب
کن بہ پیش حق دعا ہائے دراز تا کند باب کرم بہر تو باز
زاحمؔ مسکیں بہ احمد صد سلام بروی و بر آل و اصحابش تمام

بقیہ شرح حسن کہ بالا در نظیر ذکر رفتہ

بشنو اکنوں ذکر باقی ماندہ را ہست شرح حسن نادر ماجرا
ذکر دیگر درمیاں آمد پدید داں حدیث حسن پایا بے ندید
حسن او در ہر صفت دارد ظہور صنعتِ صانع بہ بیں ظلمات و نور
ہست ہر جائیکہ خاص اندر بشر می دہد از دلبریٔ او خبر
شکل ناسوتی است گو اندر زوال حسن دایم در ترقی و کمال
تو مقید دانی و او مطلق است زانکہ او از سایۂ و نور حق است
ہست دایم در صورہا جلوہ گر تو بچشم غور ذاتِ او نگر
حادث آمد شکل و حسن آمد قدیم گشت با تشبیہہ تنزیہش ندیم
گہہ کند جلوہ درین و گہہ در آں مرد دانشمند آگاہ ہست زاں
گاہ از ملکوت دل را مے برد گہہ ز راہِ ملک فرحت آورد
گہہ ز ذکر خود فراید صد سرور گہہ بوجدِ روح سازد بے شعور
گہہ ز راہ صورت زیباؤ خوب گہہ ز راہ علم و حکمت بر قلوب
گہہ ز راہ جاہ و گہہ از مال و زر گہہ ز راہِ نان و گہہ شہد و شکر
گاہ از بیصورتی گہ از صور دل برد عشاق را آں سیم بر
ہر زماں یک جلوہ دیگر کند ہر زماں از شکل دیگر سر زند
نیست کس مرغیر او جذّاب قلب دیدہ واکن گر نشد عقل تو سلب

در معنی آنکہ محققان از تلوین عروج کردہ بہ تمکین می آرامند

ای برادر گوش کن رمزی زمن باتو از تحقیق گویم یک سخن
ایں سرور ذوقہا گر چہ خوش است از تجدد نعل اندر آتش است

گر دمی در کوئے تمکیں پانہی — از تجدد ہا و تلویں وارہی
حسن صورت گر ترا بخشد سرور — از کشاکش ہای تلویں باش دور
جہد کن کز علم خود بیروں روی — ہست در تنزیہہ تمکیں اے غوی
چوں مقید علم در تشبیہہ شد — جان تو محروم از تنزیہہ شد
ایں دو لفظ آمد بگفتن اے عزیز — فہم کن معنی اگر واری تمیز
تو ز لفظ آخر سوئے معنی برو — در تلفظ چند داری جانِ گرو
اندرونِ معنیش روباش گم — حیث ما کنتم فوّلو وجہکم
زین ہمہ تعریف حق آمد مراد — حسبنا اللہ للہدایت و الرشاد

در بیان مبداء و معاد

بشنو اکنوں تو ز مبداء و معاد — جوش زو تنزیہہ شد نور و سواد
چونکہ آں بیرنگ اندر رنگ شد — قطرۂ باراں مثال سنگ شد
جوہر جاں را عرض چوں شد وجود — روز غیب آورد عالم در شہود
حسن و عشق آمد تجلی ذات را — فہم کن اسرار ایں آیات را
شد ز حسن و عشق ایں پردہ دری — آمدہ در قید شیشہ آں پری

در نظیر

ہمچناں کہ اصل فعل آمد خیال — فہم کن معنیٔ اورا از مثال
خالق فعل است حق در جان ما — پس بدیں مستحکم است ایمان ما
از سوئے حق فعل پیدا میشود — ز تمثالش دل بہر سو میرود
ہم ز راہ وسوسہ یا از خیال — میکند در امر حق دل امتثال
در جوارح میرود آنگہ ز دل — فعل حق را فعل ما مانند ظل
می ندانی ایں قدر کیں از کجاست — در دلم ایں قصد از بہر چہ خاست
فکر گر آری پئے ادراک آں — کز کجا می آید ایں در قلب و جاں

پھر گم گشتن نہ فہمی ہیچ زیں　　جملہ خلق از غیب آمد ایں چنیں

یا مثال نطفہ از پشت پدر　　اندرونِ بطن شد شکل بشر

آب بود آخر چرا گشت استخواں　　ہمچنیں ایجاد عالم را بداں

یا چو باراں شد بخارِ ایں زمیں　　بر علا از حکم رب العالمیں

باز آں باراں شدہ شکل حجر　　صنعت خلّاق عالم را نگر

عادت اللہ ہست جاری ایں چنیں　　از پئے تکوین عالم اے امیں

جذب و رغبت حسن و عشق آمد سبب　　از پئے اجرائے کار از سوئے رب

جذب و رغبت روح و ربِّ فعل داں　　از جناب ربِّ ارباب ای جواں

ہست جاری از ازل ایں تا ابد　　زاں خدا کہ مالہٗ کُفُواً اَحَدُ

در معنی حسن و عشق و شرح **کنت کنزاً مخفیاً**

پس بہر جا جاذب و مجذوب ہست　　پس بہر جا راغب و مرغوب ہست

انچہ از تو دل برد حسن است آں　　انچہ رغبت ہست عشق آنرا بخواں

ایں جہاں زیں دو صفت دارد ظہور　　خواہ باشد حزن یا باشد سرور

کنت کنزاً مخفیا آمد گواہ　　چوں نداری آگہی کارت تباہ

شد ز حبّ حق ظہور ایں جہاں　　حب را گویند قول کن فکاں

حبّ پیدائی چو غالب شد بذات　　گشت ظاہر اول اسما و صفات

شد تجلی چوں ازاں جبروت را　　داد خلعت صورت ملکوت را

گشت ظاہر بعد ازاں ظلمات و نور　　شد موالید ثلاثہ را ظہور

در تنزل ایں چنیں درجات بیں　　ایں ہمہ را از صفات ذات بیں

پس برائے انتظام وہم ادب　　انبیا و شرع کردہ بعث رب

ہر کہ را نبود ادب کے آدم است　　نیست آدم بل ز خر بچہ کم است

ظاہر حق صورت عالم بہ بیں　　باطن عالم بداں حق را یقیں

رہ رواں را شد صراط مستقیم　　یک طرف گشتند از امید و بیم

بنگری این را بچشم معنوی
ای برادر گر رہِ معنی روی

مذہب عارف بتو کردم عیاں
رہروی ہست این نہ تقریر و بیاں

معرفت از بند ہستی رستن است
آرزوہا و ہوا را شکستن است

گم شوی از خودروی اندر سکوں
جاں رہد از بند و دام چند و چوں

غیر پائے عشق این رہ طی نشد
تا کہ رحمت ہا زحق بروے نشد

عشق آید چوں براقت برکشد
تا مقام و منزل قرب و رشد

نظیر در قرب حق

قرب حق باتست ہر جا ہر زماں
لیکہ تو دوری چوتن از قرب جاں

یا چو قرب خواب کان با دیدہ است
اندرون دیدہ جا بگزیدہ است

از عدم ادارک دارم اضطراب
از تو پرسم ای جہاں بیں حال خواب

کرد جائ خود درون چشم تو
خواب را ای دیدہ دیدستی بگو

گرچہ او در دیدہ جائے خود گزید
لیکہ کس مرخواب را ہرگز ندید

خواب آید علم دیدن گم شود
علم آید خواب از دیدہ رود

ہر دو ضدِ انند باہم اے پسر
چوں یکے آمد بروں شدواں دگر

ہمچنیں ہستی تو ضدِ[۲۳] خدا
از خودی بگذر دمی سوئ خود آ

در معذوری و مجبوری بندہ

باز می آیم بشرح این جنوں
زانکہ دل دارم از و مانند خوں

چونکہ دارد جان من باسوز ساز
می کنم من شرح دردِ خویش باز

کو مجالی عقل و ہم تدبیر را
تا کہ تقلیب آورد تقدیر را

نے دمی آرام و نے پائے گریز
خلق ما و دشنہ ہائے تیز تیز

میخورد چوں شیر ہر دم مغز جاں
بہر خوں ریزئ مابستہ میاں

می طپم چوں بسملاں بر سنگ لاخ
شد ز تیغ جوراو دل شاخ شاخ

از خلاف خویش تر ساند مرا
بار اندر پردہ شوراند مرا

میدوم از زخم چوگاں ہر طرف　　گوئ وش گہہ در ہبوط و گہ شرف
خوارئ ما دوست دارد نازنیں　　شور افگندہ بدلہا او ازیں
چوں نباشد یک جہاں ز و خوار و زار　　در غم ماشد رضائے آں نگار
زیں سبب دارد مرا در شور و شر　　از جنونم من میانِ مدو جر
ایں مصیبت ہائ من جود ویست　　شاید اندر خواریم سود ویست
برسرم چندیں بلا بگما شتہ　　تا کدامی مصلحت انگاشتہ
گر بنودی شور عشاقاں عیاں　　حسن اندر پردہ خود ماندی نہاں
بہر اظہار جمال خویشتن　　عاشقانرا دادہ صد رنج و محن
عاشق است او دائما بر حسن خویش　　ہم ز عشق خویش دارد سینہ ریش
آں یکے را در مجاز انداختہ　　واں دگر سوئ حقیقت تاختہ
آں یکے در بیخودی شد ناپدید　　واں دگر از عشق نالاں شد شدید
آں یکے در عشق ربِّ ذوالمنن　　واں دگر در بت پرستی چوں شمن
آں یکے رفتہ سوئ راہِ صفا　　واں دگر اندر ہوا شد مبتلا
آں یکے را راہ دادہ سوئے جاں　　واں دگر از تن پرستی در زیاں
ہر زماں دل را دہد رنگ دگر　　ہر زماں شکل دگر آید نظر
ایں ہمہ تلوین وصف عالم است　　صاحب تمکیں دریں عالم کم است

در مذمت عقل کودن کہ از غلبۂ ہوا در فسادی افتد

چوں حقیقت کرد رو اندر مجاز　　لازم آمد شرح سرِّ عشق باز
پس مجاز آمد حقیقت را چو دلق　　ہمچو حق گہہ شد نہاں پیداست خلق
نے مجاز آں گہہ بشکلی جاں دہی　　بلکہ آں کز ہستی خود وارہی
ہستئ تو کفر و غازی عشق داں　　جان مشرک را رہاند زیں جہاں
تا کہ تو زیں کفر خود فانی شوی　　مرد حق گردی و ربانی شوی
پا نہی برسلم و بالا روی　　تاز اسفل جانب اعلیٰ روی

نے کہ از اعلیٰ در آئی در مغاک　　گر نہ فہمی بر سر جان تو خاک

عشق علوی ہست و تن سفلی بداں　　حسن چوں جاں اندرون وی نہاں

جاں شناساں عاشق جانانہ اند　　تن شناس ایں شمع را پروانہ اند

اہل جاں مسرور از عشقِ خدا　　اہل تن دایم ز شہوت در بلا

علم تو چوں شد مقید با صور　　آمدہ جاں تو درِ راہِ خطر

بعد ازاں افتی بشہوت بالیقیں　　با چنیں عشقی است شیطاں ہم قریں

ای مشوش چونکہ شہوت ریختی　　از سرِ راہِ صفا بگریختی

آں زمانِ عشق تو افسردہ شود　　چوں کہ شہوت از تنت بیروں رود

بالیقیں در دل مگر نادم شوی　　سرِّ خود را یاب آخر اے غوی

از پئے اجرائے نسل آمد نکاح　　ورنہ اصراف منی کے شد مباح

حق پرستی رفت و گشتی بت پرست　　جان تو از آتش دوزخ ترست

عشق خود را آتش دوزخ مکن　　جان خود را مایۂ اَخ اَخ مکن

عطر بہر بوئ کردن آمدہ　　نے برائے شرب و خوردن آمدہ

تلخ کام تو کند گرزاں خوری　　از فساد فہم اے جاں مدبری

ہر فساد آخر ز عقل کودن است　　شرِّ طبع تو تراخود رہزن است

ہر بنی آدم بذلت از ہواست　　کسر شہوت کار مردان خداست

ایں ہوا باللہ تخم دوزخ است　　مرغ جاں زیں دانہ دائم در فخ است

از ہوای خود بزحمت ہر کسی است　　ورنہ راحت ہا و رحمت ہا بسی است

ذلت و آفت ہواؤ شہوت است　　جاں رہیدہ زیں بلا در راحت است

زیں سبب شد عشق صورت ناپسند　　پیش دانشمند و مردِ ہوشمند

کہ دریں پردہ بود شہوت مراد　　ہست اندر عشق صورت صد فساد

مبتلائ صورت انگہ پاکباز　　در جہاں بس نادر آمد ایں مجاز

عاشقی و عصمت و مردی بجاں　　ایں چنیں مردیست نادر در جہاں

صحبت داہم خلوت و دلبر بہ بر — نفس پاک از میل نے کارِ بشر
آنکہ او ظاہر کند خود را بری — عصمت بی بی است از بے چادری
جان عاقل دید دردوری نجات — خواجہ را اَلحَقُّ مُر شد شتاب
زیں سخن اے خواجہ رنجیدہ مباش — از سنان غصہ جانرا کم خراش[۲۴]
زانکہ ایں من خویشتن را گفتہ ام — چو پریشان، و بسی آشفتہ ام
یارب ازمن شرِّ شیطاں دور دار — بے پناہت در ہلاکیم و بوار
ایں ہوا سرتابہ پا آمد ضرر — می کند برپا ہزاراں شورو شر
صد ہزاراں جاں زتن شد ناپدید — لیکہ ایں شور ہوا کس کم ندید
عمر آخر آرزو ہا ہمچناں — الاماں اے وارثِ ما بیکساں
عمر آخر میل طبعم طفل وار — دہ ادب اے رب ز بہر ایں حمار
چوں نہ نالم چوں بناشم زارزو — گشتہ ام چندیں تباہ و خوار زو
از ہوا نفس جانم خستہ شد — چوں مگس در شہد پایم بستہ شد
باز ایں خر چند کس مے نشنود — در وحل بے خوف و بیغم میرود

در معنی حدیث شریف لیس للمؤمنین حسرت الموت انما لہم حسرت الفوت

اے خرِ احمق بترس از وقت مرگ — جان پر حسرت بری بے ساز و برگ
صرف حق کن عمر وہم انفاس را — متبع کم باش مرخناس را
صرف انفاس ارکنی جز در خدا — سخت حسرت ہا بری بر ما مضیٰ
حسرت تو آں زماں کی سود مند — ہوش اول بایدت اے ہوشمند
تا نباشی وقت مردن درد ناک — ہم شود جان تو از اسراف پاک
صرف شی را بے محل اسراف داں — تو ز قرآں معنی آیت بخواں
شغل غیر اللہ را اسراف ہیں — گفت اللہ لایحبُّ المسرفین
یک زماں یک لحظہ زو غافل مشو — ایں سخن با گوش دل از من شنو
دزد میداں ہر خیال غیر حق — ہوشیاری کن بگیر از من سبق

تانه این سرمایهٔ عمرت برند — هر زماں اندر کمیں درداں درند
ای دل کم فهم رو هوشیار باش — حال دزداں کرده ام من بر تو فاش
طفل جانرا گرگ فکرت میخورد — هر زماں روح ترا برے درد
بلکه گرگ دزد خود آں خود توئ — غافل از اسرار هر سو میدوی
با تو گویم اندک از سرِّ نہاں — از هوائ غیر خود را دار هاں
تانه اندر رنگ او فانی شوی — غافل از ساطور قربانی شوی
چوں دلت مصروف شد در یک خیال — خویش میداں کیں منم در کلِّ حال
انچه در دل جا بگیرد اے جواں — بالیقیں تو خویش را میداں هماں
گر خیال شر بود خود شر توئ — در هوائ نیک نیک اختر توئ
جام ده در دل تو غیرالله را — عاقبت محمود مردِ راه را
هر که جانت راز حق غافل کند — گو بظاهر هر نیک بینی هست بد
او برائ خود ترا داده وجود — جمله عالم بهر تو پیدا نمود
چوں شوی غافل از وای وائ تو — جمله عالم چاکر و لالائ تو
از هوا بگریز در ذکر خدا — امن بدهد تا ترا حق زیں بلا

مناجات بدرگاه خداوند کریم در طلب نجات از هوا نفس لئیم

آه زیں دردی که دارم من دروں — جان و دل گردید زوزار و زبوں
زیں بلاها عاجز آمد جان من — در پناهِ خویش گیرائ ذوالمنن
کورئ طبعم نرفت از امتحاں — مبتلا شد در بلا صدبار جاں
گرچه جانم زیں هواها تنگ ماند — نفس کافر اسپ همت باز ماند
مادرون شهد پابسته مگس — درد مارا ای خدا فریاد رس
پس ز شرِّ نفس مارا دور دار — عفو کن برما تو اے آمرزگار
میزند بر جاں بهر دم نشتری — همچو مومن کو بدست کافری
بل رسیده کاردش بر استخواں — او چو دیوی من چو موری ناتواں

عاجزم من یا کریم الاکرمین　　سوی این بیکس برحمت نیز بین

رحمتی فرما و فریادم برس　　بیکس و بس عاجزم دادم برس

زخم ہای کہنہ را مرہم توئی　　پرغمم من دافعِ این غم توئی

جرأت و ہم قوتم شد آشکار　　پس امید از فضل تست ای کردگار

تو روا داری غلامت را کہ غیر　　از حرم گرداند و آرد بدیر

کیست جز تو تا بہ پیش او رویم　　داد خود خواہیم و مہمانش شویم

از سرِ لطف و کرم اے ربِّ دیں　　باز خرما را ز دست این لعیں

دستگیرم شو برحمت اے کریم　　ماز دست نفس زاریم و سقیم

یوسفم در چاہ طبعم من اسیر　　تو برآر از دلو رحمت اے امیر

خلق ما انعام تو اے کبریاست　　غیر کوشش ہا و استعداد ماست

جرات طمعی کہ دارم من بتو　　از کرم ہایت کہ ہست آں تو بتو [۲۵]

پس رسیدن بر مراد خویشتن　　غیر استحقاق ہست اے ذوالمنن

ایں ز لطف تست استحقاق نیست　　غیر انعام تو اے خلّاق نیست

کردۂ انعام برماجان و تن　　قرب خود انعام دیگر کن بمن

دور دارم زاں کہ دور از تو کند　　در فراق اندازد و جاں را خورد

دہ اماں زیں نفس پر از مکر و سید　　ما بدامِ او فتادہ ہمچو صید

تو بفضل خویش جانم کن رہا　　وز کرم مارا اماں دہ زیں بلا

زیں کشاکش ہاست جانم سخت تنگ　　زیں بلا ہا عقل عاجز گشت و دنگ

تو برحمت دہ رہائی را نوید　　از کریماں عاجزاں را صد امید

دارم امید از وفادارانِ غیب　　کہ برآرندم ازیں خران و غیب

احمدا در سایۂ پاکاں گریز　　از ہوا ہا آبروئے خود مریز

رو بسجدہ از خدا میجو اماں　　نفس کافر بس توی تو ناتواں

در عذر آنکہ دردمندی را کہ از درد خود بیقرار است باردّ و قبول خلق چہ کار

مبتلا ام روز و شب در درد و غم — کے رہم زیں درد یارب کی رہم

من نہ گفتم شعر گفتم درد خویش — دارم از غمہا بسی من سینہ ریش

شاعرم نے تا بگویم قصہ ہا — میخورم خوں این غم و زیں سرسریست

نیست شعر ایں ماتم و نوحہ گریست — چوں نداری درد پیشت سرسریست

من حدیث درد باجاں می کنم — من بیان سوز پنہاں می کنم

من سخن گویم بجان مستمند — نے مرادم ہست از تقریر و پند

مبتلائے درد جاں داریم ما — روز و شب از سوز خود زاریم ما

لیکہ جان من دریں سودا خوش است — گوہر افسردہ گاں چوں آتش است

در مدح درد دل و سوز عشق

ای خوش آں سر کاندرو سودائے اوست — وی خوش آں دل کو شدہ شیدائے اوست

ای خوش آن جانے کہ شد مجنونِ او — وی خوش آں عقلی کہ شد مفتون او

ای خوش آں چشمی کہ گریانِ ویست — وی خوش آں سینہ کہ بریانِ ویست

عشق تو سرمایۂ ایمان من — عشق تو خلدیست بہر جان من

عشق سازد از خیال و فکر پاک — عشق دارد بہر قلب درد ناک

در مذمت فکر و خیال کہ روح را مجروح می کند

فکر ہر دم حزن افزاید بدل — عشق بزم فرحت آراید بدل

فکرت و اندیشہ دل خوں می کند — عشق جانرا راحت افزوں می کند

چونکہ فکرت روح را مجروح کرد — عشق باب فرح را مفتوح کرد

ایں خیال و فکرت آمد زنگ دل — عشق مشاطہ است بہر رنگ دل

در معنی حدیث شریف **اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّتَ لَهٗ**

ہر دلی کز عشق در وی نیست رنگ — پیش حق او نیست غیر از خشت و سنگ

گفت پیغمبر کہ لا ایمان لہٗ — ای لمن لا از محبت ولولہ

هر که عشقش نیست او کی آدم است　　هست حیواں بلکه از حیوان کم است

او نداند غیر جفتی یا علف　　کرد عمر خویش آں احمق تلف

مرده دل پس کے بداند قدر عشق　　در بداند اند کے داند ز فسق

مرده دل هستی ازاں نے مرده جو　　طالب مرده چو پور مرده شو

عشق خود حی است و هم حی می کند　　ایں سخن باور جمادی کی کند

هر یکے بر[۲۶] حسب حال خویشتن　　میرود خوش در خیال خویشتن

کلّ حزب از مالدیهم در فرح　　آں یکے زاں شاد و دیگر در طرح

باد بر هر کس مبارک حال او　　انچه از خیراست و شراحوال او

نیست مارا با چنیں افسانه کار　　خسته جاں هستیم ما از در دیار

در عذر ناصحان و عاذلان ملامت گر و نکته چینان و عیب بینان از سر عشق بتحیر

می کنم من شرح دردِ خویش را　　رو مده آزار ایں دل ریش را

درد عشق دوست مارا راحت است　　پیش تو گر عشق صد گوں آفت است

تو سلامت باش و مارا در گذار　　چوں کنم دارد چنینم کردگار

روز مجنوناں ادب دانی مجو　　صبر کن ای خواجه و زما دست شو

از سخن چینی بکن مارا معاف　　زیر کی نبود ز مجنوناں مصاف

رحم کن برما و بنگر حال من　　از ملامت برسرم سنگی مزن

مبتلا هستم بدردِ خویشتن　　کے خبردارم من از قبح و حسن

عقل نبود از جنوں جستن ادب　　ای ادب داں عفو کن از بهر رب

جامه چا کانند ایناں از جنوں　　جامهٔ خود را سلامت بر کنوں

رو بکن از کوئے بدنامی حذر　　از سر بے ننگ و ناموساں گذر

دور از حال تو تا کے دار و گیر　　در مذلت کن رها چندیں زحیر

پس سلامت کن گذر از کوئے ما　　تا نلغزد پائے تو در جوئے ما

زود تر از کوئے رسوائی گریز　　در خرابات آبروئے خود مریز

هوشدار ایں سو نگر آں سو نگر　　تو ز کوئ ما چو صرصر کن گذر

ما و ایں دیوانگی انگاہ چند — خویش را اندیشہ کن اے ہوشمند
ما ملامت خوار عشقیم و بلا — نے سلامت جوئ ناموس و حیا
چون تو از روز بدمن در غمی — من در افزونی تو دانی اش کمی
گر ترا روز بدم آید نظر — رو جمالش را بچشم من نگر
تاز روزِ تیرہ ام آگہ شوی — گرد می در کوئے مجنوناں روی
کشف گردد بر تو ایں روز سیہ — کز جمالش شرم دارد مہر و مہ
تا چہ لذّت ہاست در زاریٔ من — تا چہ راحت ہاست در خواریٔ من
لَم یذق لم یدر بین قولِ کرام — ای جمادی سوئے سوز ماخرام
تا چو کوہِ طور رقص آری بدست — تا چو حنّا نہ شوی از عشق مست
تا چو زیں جنوں جانرا کنی — تا چو فرہاد از غمش تیشہ زنی
زانکہ ما از عشق مجنوں گشتہ ایم — از حصار عقل بیروں گشتہ ایم
کالہ ہائے حسن را ما والہ ایم — گرد مہ رویاں مثال ہالہ ایم
ایں جنوں امروز اندر جوش ہست — شد ز عشق دوست بس شیدا و مست
ہمچو دریا موج زن آمد جنوں — اشک از دیدہ رواں چوں سیل خوں
ایں دل مجنون و یاد روئے یار — خوش گذر ماراست ز و لیل و نہار
عقل و صبرم را ربود آخر نگار — بیقراری داد و برد از من قرار
یک زماں فرصت ندارم چوں کنم — از خیال دوست و ز یادِ صنم
باخیال دوست میگویم سخن — کرد خالی یاد او مارا ز من

اظہار درد و حسرت عاشق بحضرت معشوق

گر روی در کوئ جاناں ای صبا — عرض کن حال مرا کای جانفزا
سوخت جانم شعلہ ہائے حسن تو — کے بود تا بینم آں روئے نکو
کیں تجلی سوخت جانم ہمچو طور — ای عجب ناری نہاں بودہ بنور
بے تو ہر دم میخورم خون جگر — باز آ بہر خدا حالم نگر

که[۲۸] چو بسمل می طپد جاں در بدن — از فراقت سوختم ای جانِ من
باز دیگر آ و در جانم نشیں — آرزوئ هست جانرا ایں چنیں
اندرون دیدهٔ من جا بکن — خانهٔ خود جان دهم دل را بکن
نار هجرت سوخت جانم ای جلیل — آتشم گلزار کن همچوں خلیل
گریه ها دارم بعشقت چوں شعیب — از غمت بر نائیم آمد به شیب
باز شو بر طور جانم جلوه گر — چوں کلیم الله هوش من ببر
ای مرادِ جان مهجوراں بیا — وی حیات روح رنجوراں بیا
ای سرور قلب محزوناں بیا — وی علاجِ درد مجنوناں بیا
ای غمت غماز رازِ من بیا — وی ز تو سوز و گدازِ من بیا
ای عدوئ عقل و هوش من بیا — وی لبانت می فروش من بیا
ای مه نور نگاهِ من بیا — وی بت پر فتنهٔ و پرفن بیا
ای مسیح جانِ بیماراں بیا — سوئ خاک مرده چوں باراں بیا
ای شه سرو سریر جاں بیا — یکدمی از غیر خود پنهاں بیا
ای تجلی سوئے طور من بیا — وی شعاع وادئ ایمن بیا
ای بری از چند و چون من بیا — وی مقدس از فسونِ من بیا
ای منزه از میا و دز بیا — وی غنی از دور وز مرکز بیا
ای گل خنداں بر بلبل بیا — سوئے جزو خویشتن ای کل بیا
ای روائح روح افزائیم بیا — از پئے توجیه مے سائیم بیا
ای سمن بو زلف چوں عنبر بیا — وی رخِ گلگون و سیمین بر بیا
ای جمالِ ماه کنعانی بیا — وی علاج درد پنهانی بیا
منکه بیمارم مسیحایم توئ — ماهئ بے آبم و بس یم توئ
عمر من آں جنبش لبهائے تو — مرگ نادیدن رخ زیبائے تو
دیده مشتاق لقائے پاک تو — جاں چو صیدی بستهٔ فتراک تو

دل بصد جاں آرزومند تو است
عقل با صد ہوش پابندِ تو است

ہجر نے تو کرد گارِ من تمام
اے مسیحایم بہ بالینم خرام

دہ سزائے ہجر خوں آشام را
جلوہ فرما آں رخِ گلفام را

کن اشارت نرگس شہلائی را
تا کشد ایں ہجر غم پیمائی را

کے بود کز دست ہجراں وارہم
روئی تو بینم درآں دم جاں دہم

جاں برافشانم بخاک پائے تو
تار ہائے یابم از غم ہائے تو

از وصال خویش جانم شاد کن
وا نگہم ازقید غم آزاد کن

تا کنم من جاں بہ پائے تو نثار
پس مرادِ جان مشتاقاں برآر

شکایت عاشق بحضرت معشوق کہ شیوۂ عشق است

تو رواداری کہ باشم ایں چنیں
بیقرار زار و غمگین و حزیں

اندریں غم عمر من آخر رسید
لیکہ غم را نیست پایا نے امید[۲۹]

کن نظر بر من زرحمت جان من
بیقرارم بہر آں روئی حسن

جانِ من انصاف کن تا چند صبر
بے تو اند رو و زخم مانند گبر

پس مکن دیدار خود از من دریغ
بے تو چشم اشک می بارد چوابرمیغ

اللہ اللہ روئی نیک انگاہ بجل
خوش نباشد بارخ چوں ماہ بجل

اللہ اللہ باچنیں حسن و جمال
قہر وخون عاشقاں چوں شد حلال

اللہ اللہ باچنیں روئے نکو
چہ عجب سنگیں دلی و تند خو

اللہ اللہ دلبری آنگاہ ناز
ترک کن ایں شیوہ ہا ای ماہ ناز

چوں فرشتہ چوں پری روئے تو نیک
کاشکے بودی مگر خوئے تو نیک

بجل در وی نیک کے باشد بجا
روبیا موز از قمر طرزِ سخا

روئی نیکو را بہ باید خوئی نیک
ترش روئی زشت داں ای روئی نیک

شیوۂ عاشق کشی آموختی
جانِ عالم ای ستمگر سوختی

دوست کشتن از کجا آمد روا
جان من شرمی نداری از خدا

دشمناں را کشتہ اند از ناخوشی   ای عجب تو دوستاں را میکشی

کشتن بیچارگاں ای پر غرور   از حمیت وز جوانمردیست دور

جور مسکیں کے کند کافر پسند   دوردارد جان خود را زیں گزند

نیست رحمی مرترا اے سنگ دل   بر سر بیچارگانِ تنگ دل

شفقتی باید ترا بر حال شاں   چوں نمی پرسی تو از احوال شاں

بیدلاں را بر مرادِ خود رساں   خود مریض دائمند ایں بیکساں

عمر ہا شد کز غمت زارم ہنوز   درد عشقت داشتم دارم ہنوز

بے رخت ای ماہ جاں افروز من   از شب تار است بدتر روز من

سوختم ای جاں ز بے مہریٔ تو   چند سوزی جانِ من ای تند خو

کم نگر دد ہیچ از تو اے پری   از تفقد گر بسویم بنگری

کہ ز عمری کشتۂ ناز توام   شیفتہ اے شوخ و طناز توام

جاں بلب آمد استغنائیت   کشت ما را آہ بے پروائیت

آتشی از عشق خود افروختی   جان مارا اے ستمگر سوختی

خود زدی درمن ز عشق خود شرر   دیدۂ و دانستہ گشتی بے خبر

جانِ من جور است کارِ کافراں   سویٔ کویٔ ظلم اسپ خود مراں

زانکہ از قتل من بسمل چو سود   نالہ ام جز سایۂ عشقت نبود

چونکہ تو ہموارہ دل بربودۂ   راہ حزن و درد کے پیمودۂ

ہمچو من از عشق گر گردی خراب   آں زماں آگہ شوی زیں پیچ وتاب

از غم من آگہی گر داشتی   طرز جور و ظلم را بگذاشتی

دلبراں از درد چوں آگہ نیند   فارغ از غمہائے ماخوش می زیند

میروند از سوئے مابس بے خبر   نالہ ام دانستہ انداز درد سر

چونکہ ایناں طالب جاں بودہ اند   غافل از افغانِ من زاں بودہ اند

ازغم واز درد عشق آزاد وخوش   ماہمیں میریم وایشاں شاد وخوش

رحم کے آرند گرگریم ہزار　　مفت اندر دام شاں آمد شکار

گوش کے آرند بر افغانِ من　　گر بلب از نالہ آید جان من

پنبہ اندر گوش خود زاں می نہند　　تا نہ افغانِ مرا دادی دہند

سخت بے مہرند و بس سنگیں دل اند　　تا نہ جاں گیرند جاں کی می ہلند

نیست مر ایں قوم را خوفِ خدا　　نے بجاں رحمی نہ در دیدہ حیا

کار من افتاد با سنگیں دلاں　　پس چہ تدبیر من است ای عاقلاں

خون ما خوردند ایناں بیدریغ　　چوں نگریم زار زار از غم چو میغ

صد بلا صد فتنہ را انگیختند　　قتل ما کردند و خونم ریختند

آہ بیرحمی ایں خوش منظراں　　چوں فرشتہ شکل و دل چوں کافراں

طبع شاں چوں خار و صورت ہمچو گل　　زیں خلش عاشق بود در شور و غل

سخت تر از سنگ دلہایش بہ بیں　　گو نمایندت بشکل ناز نیں

در دل ایں قوم ہرگز رحم نے　　دوست خود را کشتہ ہمچوں دشمنی

مبتلا را امن نے از جور شاں　　غیر جاں دادن ز جانہا را اماں

مبتلائے ایں بتانِ سنگ دل　　ہمچو زندانی است دایم تنگ دل

می نہ ترسند از خدا ایں قوم ہیچ　　چوں نباشد جان ما در پیچ پیچ

شعلہ ہائے قہر و ظلم افروختند　　بے خطا بے جرم مارا سوختند

زیں الم زیں درد من مجنوں شدم　　از ہجوم غم ز خود بیروں شدم

من نہ ماندم عقل نے ماندہ نہ دل　　ہاں مگر باقی خیالی ہست وظل

پس بدیں نوبت رسیدم چوں کنم　　دیدہ را تا چند من جیحوں کنم

مناجات

شو پناہم اے سرور ہر زحیر　　از سر لطف و کرم دستم بگیر

نیست کس جز تو پناہ جانِ من　　امن دہ مارا خدارا زیں فتن

زانکہ بودستی ہمیشہ حامیم　　پختہ کن ہر انچہ ہست از خامیم

بے پناہت من نمی بینم اماں — ایں غلام تست بنگر نیم جاں
چوں ندارم تاب ایں رنج و الم — حل بکن از ہمت خود مشکلم
کز تجدّد ہائے امثالم خراب — از چنیں واز چناں در پیچ و تاب
گشت عمرم در پریشانی بسر — خوار و خستہ چند گردم در بدر
موج ایں بحراست چوں بے منتہا — از تجدد ہا و تکوین کن رہا
کن عطا مارا ازیں ہستی نجات — آیم از ہوش و خرد سوئے سبات
سخت مشکل آمد از ہستی عروج — دہ ازیں دارالحرب یارب خروج
جلوۂ کن تا شوم بیخویش من — زخمہا تا کے خورم زیں نیش من
آنچناں کن تا کہ در تو گم شوم — بیخودم کن آنقدر کز خود روم
تار ہائے یابم از ہستی خویش — ہوشیاری ہست جانرا ہمچو نیش
از خودئ خویش کلّی بگذرم — ایں قبائے ہستئ خود بردرم
در مقام بیخودی جا دِہ مرا — تا رہد جاں از غم چوں و چرا
تا کہ آسایم دمی بے چند و چوں — تا بگیرد جانم آرام و سکوں
با کہ گویم چونکہ جانِ من توئی — چوں زیم بے تو روان من توئی
زندگی بے تو وبال جانِ من — بلکہ جانِ من توئی اے سیم تن
ایکہ دایم قبلۂ من روئے تو — کعبۂ جانست جان در کوئے تو
یکدمی آرام جانِ من تو باش — قوّتِ روح و روانِ من تو باش
عرض دارم تا نفرمائے کرم — کے رہد جاں زیں بلائے درد و غم
دل چو بردستی بکن دلداریم — اند کے رحمی بکن بر زاریم
بُردن دل پیش تو آساں شدہ — بردہ دل پس چوں پری پنہاں شدہ
دلبری پیش تو سہل آمد بسی — رحم دشوارست گو میرد کسے
راست گفت آں عاشق شوریدہ حال — دلبری سہل است و دلداری محال
جان ما مہمان آں دیار ہست — کش زتیمارِ غریباں عار ہست
جان من وقت است تا رحم آوری — بندہ پرور شور ہا کن خود سری

وقت آں آمد کہ غمخواری کنی　　دل بدست آری و دلداری کنی
جانِ من وقت مسیحائی رسید　　نوبت آخر بہ شیدائی رسید
زانکہ جان خستہ مہمان لب است　　لقمہ جوئ مرگ برخوانِ لب است
بر امید دیدنت بر لب مقیم　　مرگ دہ یا باحیاتش کن ندیم
مالکے خواہش خوان و یاباراں　　نیست جز تو حکم بر ملک جاں
آب بروی زیریا آتش بزن　　کیست آں تا پیش تو گوید سخن
خواہ ویراں خواہ آبادانش دار　　بہر من دار ار پسندی بہ ز دار
بادشاہی حکم و فرماں مر ترا　　نیست کس را زہرۂ چون وچرا
لیکہ رحمت باید اے جانِ جہاں　　برسر بیچارگانِ نیم جاں
زانکہ از عمری اسیران توایم　　تو عصائ ما ضریران توایم
زلف تودام است وما در وی اسیر　　اوفتادہ در بلاچندیں زحیر
ای مسیحا جاں بلب بیمار تست　　باز آو زندہ کن کیں کارتست
باز آ یکدم مسیحائ بکن　　پس علاج درد شیدائ بکن
باز آ و بر لب من لب بنہ　　واں حیاتِ رفتہ ام را باز دہ
باز آ ای جاں حیات من تو باش　　از سنانِ ہجر جانم کم خراش
باز آور دیدہ جائے خود بکن　　باز آ دل را سرائے خود بکن
باز آ یکدم میانِ جاں نشیں　　باز آو باش بادل ہمقریں
باز آ ای راحت جان و دلم　　باز آو حل بکن ایں مشکلم
باز آ ہوش و خرد از من ببر　　عقل را از عشق کن زیرو زبر
باز آ ما راز ما آزاد کن　　بار از دیدار خویشم شادکن
باز آ ای مونس جانِ حزین　　باز آ مکذار مارا ایں چنیں
باز آ ای تو سرور جان و دل　　باز آ ای قوتِ ایں مضمحل
باز آ ای صحت بیماریم　　باز آ مکذار اندر زاریم
باز آ رویت دوائے ہر مرض　　ہم توئی عقدہ کشائے ہر غرض

باز آ و باب رحمت باز کن | خویش را با جان من دمساز کن
باز آ ای نور چشم هر ضریر | باز آ ای تو سرور هر زحیر
باز آ ای خوبی و حسن و جمال | باز آ ای رونق بدر و هلال
باز آ ای جان و ای جانان من | باز آ ای شاه و ای سلطان من
باز آ ای حسن خوبان جهاں | باز آ ای سرّ و اسرار نهاں
باز آ ای روی خود راحت رساں | باز آ ای چاره سازِ بیکساں
باز آ ای دیدنت آب حیات | باز آ از تست آرام و سبات
باز آوین مهر ورزاں را نگر | بے رخ خوبت همه زیر و زبر
باز آ بنگر جهاں مشتاق تست | بے تو ابتر حالت عشاق تست
باز آ یکبار اے جاں باز آ | باز سوئے عاشق جاں باز آ
باز آ بنگر بحال زارمن | رحم کن بر دیدهٔ خونبار من
باز آ بر آتش من آب زن | باز آ ای مرهم زخم کهن
باز آ و باز دلداری بکن | باز آ با خستگاں یاری بکن
باز آ ای تو توانِ ناتواں | باز آ ای قوّتِ ایں نیم جاں
باز آ ای تو مرادِ جان من | ده ز روئ خویش دادِ جان من
باز آ ای درد و ای درمان من | باز آ ای کفر و ای ایمان من
چند گویمت که شد از حد فزوں | عاقلاں دانند هذیانِ جنوں
ناله هائے دردمن بگرفت طول | لاجرم انساں ظلوم است وجهول
ختم کن ایں باز آرا دیر شد | مستمع افسرده گشت و سیر شد
لیکه جانم ز انتظارش سیرنی | صبر بهر ایں دلِ او بیرنی
گو هزاراں سال باشم در طلب | من نگردم سیر و مانم خشک لب
گر تو گشتی سیر خانه خود برو | چوں کنم من زانکه جاں دارم گرو
هست جانم همچو مستقی خراب | تشنه کی نو و کهن بیند ز آب
با جنونِ خویش می گویم سخن | پیش من نواست و پیش تو کهن

باز گرد ای دل ازیں افسردگاں   سرد جان و سرد دل چوں مردگاں

باز گردد باز سوئے یار رو   باز سوئ ذکر آں دلدار رو

میخورم صد زخم و سویش میروم   می برانندم بکویش میروم

باز می آیم بسویت اے پری   زانکہ چوں تو نیست کس در دلبری

میکشی مارا دے آئیم باز   تو برائے ناز و ما بہر نیاز

ہر زماں بادا ترا حسنت فزوں   ما و ایں دیوانگیہا و جنوں

جان من مادر جنوں خود خوشیم   پیش مردم گو میان آتشیم

لیکہ باید ایں قدر از دلبری   گاہ گاہے سوئ ماہم بنگری

کز بلائے زلف مجنون توایم   کشتۂ از زخم شب خون توایم

پس چہ کم گردد ز حسنت جان من   یک دم آخر گر نمائ رخ بمن

در بیان غلبۂ حال عاشق

اضطرارِ عاشقان روئے تو   شور و غل دارد میانِ کوئے تو

من نہ تنہا ام دریں غم مبتلا   یک جہاں از عشق تو اندر بلا

شورش اندر عالمی افگندۂ   بیخ صبر از جانِ ما برکندۂ

روز و شب ایں چرخ سرگردانِ تو   مہر و مہ گوئ خم چوگان تو

ابر از عشق تو گریاں زار زار   رعد در شوقِ تو نالاں بیقرار

بادجویاں مر ترا شد کو بکو   ہمچو مجنونست پویاں سو بسو

گل گریباں چاک از غمہائے تو   شد پریشاں سنبل از سودائے تو

نرگس اندر باغ شد حیرانِ تو   سبزہ در صحراست سرگردانِ تو

ایستادہ سرو اندر انتظار   لالہ را صد داغ دل در کوہسار

بسکہ سوسن جامہ نیلی از غم است   وز فراقت روز و شب در ماتم است

بوی از زلف تو دزدیدہ نسیم   بہر تسکین دل و حال سقیم

بلبلاں را نالہ از عشق تو خاست   قمریاں را شور کوکو مر تراست

گشت پروانہ ز عشقت جاں فگن ‌‌ ‌ شمع گریاں زار زار اندر لگن
دیدہا مشتاق بہر ناز تو ‌ ‌ گوشہا محتاج بر آواز تو
روز و شب جانہا طلبگار تواند ‌ ‌ ہر زماں دلہا خریدار تواند
از تحیر روح را گم گشتہ ہوش ‌ ‌ نفسہا از شوق در جوش وخروش
عقل سرگرداں ز تدبیر وصال ‌ ‌ شد ز بے صبری پراگندہ خیال
فہم را از عاجزی ببریدہ پا ‌ ‌ وہم در تدبیر پویاں جا بجا
وسوسہ چوں طفل ایں کن واں مکن ‌ ‌ زیرکی مبہوت چوں پیر کہن
جملہ عالم در ہوائے تست گم ‌ ‌ ای مسیحا مردہ گانرا گولہ قم
من نیم تنہا فدائے حسن تو ‌ ‌ یک جہاں آمد گدائے حسن تو
من کہ باشم یک جہاں زیروزبر ‌ ‌ از بلائے عشق تو در شوروشر
من نہ تنہا ام دریں شور وفغاں ‌ ‌ ہست غوغا از زمیں تا آسماں
ملک ملکوت است سرگردانِ تو ‌ ‌ لامکاں نیز آمدہ حیرانِ تو

شرح مقام حیرت ومرتبۂ وراء الورا

تو کہ مطلوبی ورائے قاصداں ‌ ‌ دعوئ وصل تو عین جہد داں
تو کہ موجودئ وحق باصد مبیں ‌ ‌ ماہمہ معدوم اصلی بالیقیں
باطن ہر غیب ذاتِ تست بیں ‌ ‌ ظاہر ہر عین ہستی زیں چنیں
از خصائص آں صفات ذاتِ تو ‌ ‌ نوبنو اظہار موجودات تو
از صفات وہم زا سما در ظہور ‌ ‌ شد ہویدا صورت ظلمات ونور
سوئے تو ہرگز کسے را راہ نیست ‌ ‌ ہیچ کس از کہنہ تو آگاہ نیست
دم نزد از آگہی ہرگز کسے ‌ ‌ گشت در تیہ تحیر گم بسے
او نہ مطلق نے مقید بودہ است ‌ ‌ ہر کسے بروہم رہ پیمودہ است
پس چگو نہ راہ یابی تو دریں ‌ ‌ ہرچہ بینی آں خیال خویش بیں
واصل خویشی نہ واصل باحقی ‌ ‌ در خیال خود مقید مطلقی

هم طلب هم وصل را میدان خیال — گم شدن راه است و باقی قیل و قال

چوں طلب سازم کہ پاکی از وصول — ایں خیال و طمع من آمد فضول

غیر گم گشتن رہ وصل تو نیست — ای دلم در کوی ہوشیاری مایست

از طلب گم گشتن و از جستجو — کس ندیدہ غیر زیں راہ نکو

در آداب عبودیت

ایں ہمہ دانم ولیکن صبرنی — بے تو دارم ہر زماں جان کندنی

در دلم چوں آفریدستی طلب — از کرم مگذار مارا خشک لب

پس عطائ تست ایں سودائے من — جو دتو شوقِ من و ہیہائے من

چوں طلب دادی بمطلب ہم رساں — زانکہ ہستی چارہ سازِ بیکساں

کے بجہد ما شود وصلت وصول — بلکہ آں کس را کہ تو کردی قبول

پس ترا کس بے تو نتواں یافتن — نیست جز حرزہ خیالی بافتن

ایں دل سرگشتہ را فریاد رس — چوں توئ بیچارگاں را دادرس

نیست یک لحظہ شکیبائی مرا — سوز دل کردہ است سودائے مرا

در عجز طلب خود

ایں چنیں نادر ندیدہ ہیچ کس — بہر عنقا جستجو دارد مگس

در تمنائے سلیماں مور لنگ — پشہ در شوقِ ہما حیران و دنگ

ذرّہ مشتاق است مرخورشید را — خس خریداری کند ناہید را

قطرہ اندر شوق بحر قلزم است — از فراقِ بحر شوریدہ غم است

صبر نکند ایں دل مجنونِ من — ہر زماں از دیدہ ریزد خونِ من

از پے تو بیقرارم ہر زماں — برد شوق تو زمن تاب و تواں

ہم تو فرما بہر من تدبیر من — با کہ گویم چوں توئ تقدیر من

درد دادی ہم دوائے من توئ — دیدۂ کورم ضیائے من توئ

اِنّی اشغفتُ من حبِّ لدَیک — اللہ اللہ مولعٌ قلبی الیک

من بدردِ تو بسی ام مبتلا — ہست روئ نیک تو مارا دوا

آہ و آہی می کنم من روز و شب — روز و شب رامیگذارم در تعب

می نہ پرسی از کرم احوال من — وائ بر جانِ من و بر حال من

زاں تغافل کہ بحال ماتراست — جان بیچارہ اسیر صد بلاست

تو رہین ناز و ما رہن قضا — نیست چارہ جان مارا جز رضا

جانمن ایں بے نیازی تا بکے — ما خمار آلودہ و تو مست مے

روئے خوبت دیدم افتادم بغم — ای عجب شد بہر من تریاق سم

گر نفرمائے بحالم مکرمت — بالیقیں میداں کہ میرم در غمت

ہستم از عمری اسیر دامِ تو — میرم و جانرا دہم برنام تو

چونکہ از عمرے منم بیمار تو — حسرتے دارم پئے دیدارِ تو

گر نہ از رحمت بہ بینی سوئے من — کم نہ گردد ہیچ ہای و ہوئے من

یک نظر سوئے مریض خویش کن — بہر حق رحمی برایں دل ریش کن

باز آ و باز بامن یار باش — راحت جان من بیمار باش

باز آ منّت بجانِ من بنہ — داد حسرتہائے ایں خستہ بدہ

خویش را بامن دمی دمساز کن — خوئ رحمت گیر و ترک ناز کن

از سر لطف و کرم اے نازنیں — یکدمی سوئے غریباں باز بیں

کہ شہید خنجر نازند ایں — وز جفا با مرگ دمسازند ایں

سوئے کوئے بسملاں سیری بکن — وز زکوٰۃ حسن خود خیری بکن

مال ما بنگر و پرس از ما کہ چونست — بے تو جان خستہ پامال جنونست

میزنی صد زخم دل انگہ بری — سخت طراری تو اندر دلبری

میکشی خود باز می پرسی کہ کشت — جان من تا چند ایں خوئ درشت

شد مشبک سینۂ ماز یں الم — زار زارم روز و شب از درد و غم

پس علاج ایں دل مشتاق چیست
بہر من تدبیرا ے عشاق چیست
زانکہ خوباں پنبہ در گوشند سخت
رحم کلی از دل شاں بردرخت

در بیان آنکہ درد عشق پایانے ندارد و غیر از تسلیم و رضا چارہ نیست

نیست پیدا بہر درد من دوا
واہ یاربّاہ و اغو ثاہ وا
نے بدل صبری کہ تا گیرد قرار
نے توانائی کہ آرد وصل یار
ایں عجب سوداست کزوی چارہ نیست
کارجانبازیست ایں اسطارہ نیست
ما ندانستیم اول ایں چنیں
سنگ آمد سخت آمد یارب ایں
نیست آساں غیر از فضل خدا
جاں بری زیں وادئ کرب و بلا
صد ہزاراں عاشقاں جاں دادہ اند
بیدلاں مجبور سر بنہادہ اند
سر بکف در کوئے تو استادہ ایم
ہرچہ باداباد ما آمادہ ایم
سیر ہستم از حیات خویشتن
پیش تو آوردہ ام تیغ و کفن
یا مرادِ ما بدہ یا جاں بگیر
تایکے در نزع مانم من اسیر
دادن جاں پیش ما دشوار نیست
بل ز سربازی مرا ہم عار نیست
چیست یک جاں من کنم صد جاں نثار
گر بدست آید بدینم وصل یار
کے پذیرد آنکہ مستغنی است او
صد جہاں را قیمت یک تارمُو
سخت مشکل آمد ایں یاربّ من
سخت دشواریست ایں یا ذوالمنن
پس بگواے عقل تا من چوں کنم
یا بمیرم یا جگر راخوں کنم
ہیں بیا و سر بنہ تسلیم شو
ہر رضائے دوست جانرا کن گرو
غیر تسلیم و رضا بس چارہ نیست
نیست یک دل کاندریں رہ پارہ نیست

در بیاں فنا و استغراق کہ چوں سالک بریں مقام رسد انکشاف عالم غیب میگردد

یا مگر تو سوئے استغراق رو
یا بکن در کوئے حیرت تگ ودو
تارہد جان تو زیں رنج و الم
تا خلاصی آیدیت از درد و غم
با تو گویم از رہِ دیگر نشاں
تا کنی حاصل از و مقصود جاں

فکر کن گیرد خیالِ تو قرار — ترک سازد عادت و رسم فرار

در وجود تو چو گم گردد خیال — پس روی انگاه بر تر از مثال

حسن را بی خوب اندر خواب کن — سوئے بیرنگی تو فتح باب کن

ہمچو حیراں کو نشد خفتہ مگر — مثل خوابیدہ ز ہر شے بے خبر

تاز علم خویش کلی گم شوی — سوئے غیب الغیب پس انگہ روی

ہم ز ظاہر ہم زباطن بے خبر — جانت از ہر دو جہاں شد کوروکر

پس ز تو باقی نماند اکنوں نشاں — ہستی تو گشت گم در لامکاں

ایں زمان جان تو رست از چند و چوں — روز و شب از وقت و ساعت شد بروں

یافتی آرام از درد و الم — رفت جاں سوئے سکوں از کرب و غم

بنگری رویائے صادق ایں زماں — بر تو ہم الہام آید بیگماں

روح پاک انبیاء و ہم ملک — منکشف گردد ہم اسرارِ فلک

ہست موقوف عنایت ایں تمام — کے بجہدت کار تو گیرد نظام

رو بدرگاہِ خدا فریاد کن — صد غم و صد گریہ چوں فرہاد کن

درمدح اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم اجمعین

یا مدد جو تو زخاصان خدا — زود اندر سایۂ پاکان در آ

تا مدد یابی بمشکل ہائے خویش — مرہمند ایشاں پئے بر سینہ ریش

اندریں عالم وجود پاکِ شاں — رحمت حق ہست بہر بیکساں

دادرس ہستند ہر مظلوم را — شاد گر دانندہ ہر مغموم را

مضطرب را باعث تسکین دل — موجب فرحت بہر غمگین دل

چہ عجب برما برحمت بنگرند — از رحیمی چونکہ مسکیں پرورند

فیض خاصان خدادایم بود — بلکہ ہمچوں فیض حق قایم بود

ذات ایشاں را تو فیض حق بہ بیں — دیدہ ام بسیار زاں دارم یقیں

التجا بجناب پیرومرشدؒ

ای ولی حق امامِ دین ما — پیرویت حق کند آئین ما
رحمت و رضوان یزداں صد ہزار — بر تو بادہ تا قیامت بار بار
حبِّ تو حبِّ خدا آمد یقیں — گمرہانرا میکنی باحق قریں
دستگیری کن غلام خستہ را — دہ خلاصی از وحل پابستہ را
آخر از تست ایں غلام بیکسی — عاجز و بیمایہ و بس مفلسی
عیب ہا دیدہ خریدی ایں غلام — شرم نام خویش کن پس ای ہمام
سالہا در خدمتت چوں بودہ ام — در غلامی ہات جاں فرسودہ ام
شرم کن کہ من بنامت زندہ ام — از غلامانت کمینہ بندہ ام
پر تو آید مراہانت ایں غلام — از کرم مگذار کارم ناتمام
رحم کن کاخر غلامان توایم — گر بدو در نیک از آن توایم
رحمتی تو بہر ما از سوئے حق — باش اکسیر ایں مس تیرہ ورق
ما مس تاریک و تو چوں کیمیا — سوی مس ای کیمیائے حق بیا
از مسی با کی ندارد کیمیا — مس را مس کے گذارد کیمیا
زر بکن ایں مس تیرہ راتمام — کیمیائے کار ما مگذار خام

در مدح پیر خودؒ

خوشہ چیں خرمن پیریم ما — او کماندراست و چوں تیریم ما
از غلامان کمینہ او منم — در غلامی ہائے او دم میزنم
جان من بادا فدائے پائے او — ایں ہمہ سوداست از سودائے او
قطرۂ از بحر فیضان ویٔم — ذرۂ از مہر تابانِ ویٔم
چونکہ او انداخت در جانم شرر — من ز سوز او شدم بے پا و سر
سوز من از سرِّ سوزش رحمتی است — جان مفلس را از وصد شوکتی است
رحمتی از سرّ و سوزِ جانِ او — بر من آمد آمدم در ہائے و ہو
عمر من بگذشت و سودا ناتمام — از ویم ہر انچہ ہستم پختہ خام
تو مبیں از من چنیں غوغا و شورِ — میکند او در دلم صد گونہ زور

من کجا و ایں چنیں دیوانگی — یک نگاہش برد صد فرزانگی
جوش اندر سینہ ام او میزند — زاں سبب جانم نہ غوغامی تند
ایں زمن نے بل زسودائے ویست — شور و غوغایم زغوغائے ویست

در تعریف حضرت مولانا رومؒ وذکر بعضے شرح از کلام او

شد دلیلم نیز مولانائے روم — ہادئ کشتی ما ہمچوں نجوم
چوں جلال الدین پیر معنوی — طالباں راشد دلیل از مثنوی
رحمت حق بر روان پاک او — ہم تحیت ہا زما برخاک او
بہر فیض دیگراں گفت او کلام — تانماند طالبے بے بہرہ خام
صد ہزاراں کس ادب آموختند — روئے خود را ہمچو شمع افروختند
ہر کسے بر حسب استعداد خود — یافتہ از قول پاک اورشد
بسط کردم بعض رمز از قولِ او — اندریں اوراق گر بینی نکو
ہر یکے آموخت از اوستافتی — اندراں علم و ہنر شد موقنی
پس تو گوئی علم دزدی کردۂ — ایں چنیں فن از کجا آوردۂ
ہر مرید از پیر خود ترتیب یافت — جامۂ علم و ادب برخویش یافت
جانِ من آموخت ہم زاسرار او — ہستم از عمری چو اندر کار او

سبب تالیف ابیات وعذر آں

چوں کہ از عمرے رہین ایں فنم — شد بدو مانوس زیں جان وتنم
گر کسے را دل بچیزے شد گرو — ہر زماں باشد مگر ہمراہ او
خفتہ گردد بیند اورا ہم بخواب — ہم بہ بیداری کند باوی خطاب
چوں پریشاں گشتم و بے انتظام — پس دریں شورش بدو کردم کلام
روبمن آورد چوں ایں اضطراب — اختیارم کرد گوشہ اختیار
عقل پنہاں گشت و پیدا شد جنوں — ہوش رفت و آمدہ وحشت بروں

چوں گرو شد عقل در دست جنوں — لاجرم آمد بروں رازِ دروں

بودم از عمری چو خاموش و صموت — وحشتم بشکست ایں مہر سکوت

شورشش بگذشت چوں از حد فزوں — گشت طبعم ہمچو گردوں بے سکوں

پس خموشی عاجز آمد پیش او — عقل ترساں شد ز خوف نیش او

شد ز سودا اسپ طبعم بے لجام — غافل از زیر و زبر بنہاد گام

چونکہ وحشت گشت غالب ایں زماں — جاہلانہ شد بروں چندیں بیاں

شعر گوئی کے مرادِ ماست ایں — بلکہ رفع غلبۂ سوداست ایں

پس مرا معذور دارای باادب — کس ز مجنوں عقل جوید باادب

انچہ او من ہذل و ہذیان و جنوں — از سر بیہودگی آمد بروں

عفو کن ای خواجہ زیں ہذل و ہذر — چوں کریماں بر سر من کن گذر

بلکہ چوں اہل وقار و چوں کرام — کن گذر بر لغو ہایم اے ہمام

منتشر گشتم چو از دردِ نہاں — راز دل بے قصد آمد برزباں

نالہ کہ آرد مریض از خویشتن — درد آید گویدش ہے بانگ زن

اینکہ گفتم آہ دردِ من بداں — شرم از نالہ ندارد نیم جاں

ہذل من میدان تو ہذیاں مریض — میزند مجبور کوتاہ و عریض

بے مرادش اینکہ گویندش زہے — بل بدفع درد می جوید رہی

کس پسندد یا بہ انکاری رود — ضبط از بیمار آہش کے شود

من ز درد خویش می دارم چنیں — نے مرادم زاہ آمد آفریں

منکہ مجبورم ز دست ایں جنوں — عقل و ہوشم شد ز افسونش زبوں

چونکہ او دارد غلو در جان من — گفتم افتاد ایں قبح و حسن

سیزدہ صد سال ہجرت بود چوں — ریختہ از چشم من ایں سیل خوں

در معنیٔ آیت واللہ غالب علیٰ امرہ

چوں قضا گیرد گریز از وی چہ سود — جز رضا پیش قضا چارہ نبود
کے گریزد او کہ در بند قضاست — ہر چہ خواہد خواجہ بندہ را رضاست
گر گریزم او گریباں مے ورد — در غمش باشم بہ نالہ آورد
راہ راحت کے گذارد خود کسے — پا نہد مجبور برخار و خسے
آہ از راحت بزحمت میروم — در پریشانی و وحشت میروم
من نہ از خود میروم او می کشد — باہزاراں زور ایں سو می کشد
کس برغبت سوئے مردن کے رود — ہاں مگر طوعاً و کرہاً مے دود
ذلّت خود کے کسے برخود گزید — جان مجنوں از جنوں چارہ ندید
میدرد جانرا گریباں دست غیب — می دوم من در پیش بیشک وریب
می کشندم با چنیں زنجیر ہا — بہر کشتن آہ چوں نخچیرہا
در گلوئے جان من طوق قویست — از کسے بیں نے زمن ایں خود رویست
تو نہ بینی آہ آں زنجیر غیب — کہ کشد مارا سوئے خسران وخیب
می نہ بگذارند تا یابم نجات — کی برغبت کس رود سوئے ممات
بہر قربانی ہلا بزکی خوش است — عاجز از قہر کشندہ سرکش است
ناصحا از پند میگوئی سخن — غافلی از درد و ہم از حال من
تو ہمی گوئی کہ عقل ایں برفت — ایں نمیدانی کہ تقدیرم گرفت
تو ہمی گوئی کہ دیوانہ شدی — از طریق عقل بیگانہ شدی
بر تو آید انچہ برمن مے رود — آن زماں جان تو زیں آگہ شود
پس مرا معذور داری آں زماں — چوں فتد جان تو ہم در امتحاں
ہاں سزاوار ملامت ہا منم — زانکہ پابند و اسیر ایں فنم
عاجزم از درد و غوغا میکنم — نالہائے سوز خود را می زنم
گر گرانی آیدت رو عفو کن — گوش خود کم نہ بسوئے ایں سخن
چوں ز درد عشق دوری دور باش — کار خود کن مغز خودراکم خراش
مادریں دیوانگی شادیم شاد — بہر تو قبض است و بہر ماکشاد

پیش تو حزن است و پیش ما سرور
همچو سایہ بہر ما پیشت حرور

دور از حال تو ایں رنج و الم
رو مرا بگذار اندر درد و غم

تو سلامت باش و کارِ خویش کن
بہر مجنوناں رہا کن ایں سخن

گویم اکنوں من سخن با جان خویش
میزبان خویشم و مہمان خویش

من ز درد خویشتن دیوانہ ام
روز و شب زیں اندریں افسانہ ام

شد ز سوزش عشق چوں دارد غلو
کلّٔ عقلی کلّٔ فہمی زایلو

از جنوں ایں ناطقہ شد بے ادب
آہ چوں سودائیاں بکشاد لب

در خاتمہ

کرد از حد گرچہ واویلا جنوں
از ہزاراں لیکہ یک نامد بروں

گو کہ چندیں شرح کرد و قصہ خواند
لیک بے معنی چو بانگ طیر ماند

نالہائے ہمچو گنگی بے زباں
کرد و لیکن شد نہ زو حرفی بیاں

بانگ کردم گنگ وش چندانکہ من
گفتم و ناگفتہ ماند آخر سخن

سرِّ جاں کے آید آخر بر زباں
خود شود آگاہ مردِ زندہ جاں

انچہ اندر سینہ بُد در سینہ ماند
ناطقہ ہر چند اسپ خود جہاند

نالہا کردم بسے لیکن چہ سود
سرِّ جاں کے پردہ از رخ بر کشود

کرد ظاہر بیقراری ہائے خود
نالہا و آہ و زاری ہائے خود

لیکہ در آخر بحیرت گشت جفت
کس چہ گوید زانچہ می ناید بگفت

شرح آں چیزے کہ از گفتن برونست
دم زدن دردی ز آثار جنونست

عقل حیراں است در اسرار او
جاں شدہ مبہوت اندر کار او

نیست کس را بار در ایوان او
غیر خبرت جملہ سرگردان او

عقل و علم و قیل و قال اندر سکوت
ما بقی سبحان حیّ لایموت

بس کنم دیگر نگویم زیں کلام
زانکہ نطق اینجاست عاجز والسلام

تاریخ اتمام مثنوی ہذا روز جمعہ تاریخ نہم، ماہ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ

مثنوی مراۃ الجمال

ای سرِّ ازل بگو تو چونے
و صفیکه کنم ازاں برونے

از دیدهٔ عقلها نهانے
لیکن تو ز مهر ترعیانے

جز نام تو در جهاں نشاں نه
چونتو بجهاں کسے عیاں نه

چوں جاں که ز دیدها نهانست
وز ذات چو مهر در عیانست

با اینهمه قرب لیکه دوری
پنهاں تو ز شدت ظهوری

ز ادراک و ز فهم مابرونی
در خویش ندانمت که چونی

دل شیفته از تو جاں شده دنگ
معلوم نشد که چونی ای شنگ

در روح زدی تو شعله چوں طور
پیش تو چراغ عقل بے نور

آئی بسریر دل نشینی
خوش خوش به نشیں که نازنینی

جان و دل مافدائے رویت
عمریست که دارم آرزویت

خنداں گل باغ لایزالی
آرایش حسن و برجمالی

جان و دل ماست مست از تو
بل هستی ماست هست از تو

ز اندیشهٔ من تو سربرآری
طرفه صنمی عجب نگاری

آئینه ز حسن بر گزینی
دروی ز جمال خویش بینی

بینی رخ خود کنی فغانها
سرِّ عجب است کار جانها

بر هر که ز حسن خود نمائی
یکبار ز هستیش ربائی

پنهاں تو بصورت خیالی
دانم که تو عین هر جمالی

لیلی است نهاں بشکل مجنوں
یا صورت چوں گرفت بیچوں

آمرشده زیں امر پنهاں
تنها همه ظاهر و نهاں جاں

تو بحری و فکر موجت آمد
تو شاه و خیال فوجت آمد

عکس رخ تو هرآنچه زاید
در آئینه خیالم آید

پس این حرکت میان جانم
پنهان تو کنی و من عیانم

ذات تو مرید و ما مرادیم
تو چون قلمی و ما سوادیم

تو نامی و ما چو نالهٔ نے
ای مبدء وی معاد ہر شے

در من بدمی ز عشق خود دم
می نائی توام و یا که آدم

پیشم بهزار غمزه آئی
باشوکت و شان دلربائی

چوں وادئ ایمن از درختے
یا طور نمط که سوخته رختی

روزی ز تحرّیم بر آئی
چوں کعبه جمالِ خودنمائی

گاہے بکمال از یقینی
گاہے ز جمال نازنینی

خوش آب لباس ہر که خواہی
دانم به یقیں که بادشاہی

خواہی چو ز قرب خود کنی جود
در عین یقیں شوی تو مشہود

بوئے تو بجز یقیں نبوید
گر فکر ہزار سال پوید

در شکل یقیں به پیشم آئی
زاں انس بروح و دل فزائی

دیوانه کنی و مست سازی
باجان شکسته عشق بازی

جانم بفدائے غمزه ات باد
شادم به ہوائے عشق تو شاد

ہر غمزۂ تو حیات جانست
ہر عشوه نشاط ایں روانست

ای راحت روح و نور جانم
حسن تو تجلی عیانم

آئی چو بدل سرور بخشی
آئی چو بدیده نور بخشی

آئی بخیال شکل مستی
بخشی بعدم ہزار ہستی

آئی چو بروح مست سازی
بازی بدلم ہزار بازی

آئی چو ز راه ایں دوگوشم
چوں نعمه بری مزار ہوشم

از دیده چو حسن چوں درآئی
صدباب طرب بدل کشائی

ای سرّ و سرور دلنوازی
وی مہر سپہر عشق بازی

تو جانی و یا حیات جانی | یا عمر بقا و جاودانی
تو خوبی حسن و جسم جانہا | توفر و شرف پے روانہا
تو علمی و ماظلال اوئیم | تو روحی و ماخیال اوئیم
تو حسن و جمال و ما چو جسمیم | تو اصل وجود و ما چو اسمیم
تو مایۂ بلبلی و مشفی | معشوق و عاشقی و عشقی
ای خوبی و حسن ہر جمالے | وی جاہ و جلال ہر کمالے
ای دولت جان ماغریباں | وی بخت بلند بے نصیباں
ای رحمت عام وجود وافر | بر مومن و فاسق و بکافر
از سر تو جاں کشاد دارد | در عشق تو صد مراد دارد
باعشق تو نسبت است جانر | چنداں کہ بود تن ورواں را
جنم چو تن است و عشق جانست | عشق تو درون جاں نہانست
جاں آمدہ از برائی عشق است | فرخندہ ہوا ہوای عشق است
شد خانۂ تو ہوای جانم | مخمور مشاہدہ ازانم
ایں گوہر بے بہا دریں گرد | افلاک ز خاک سربرآورد
از قوت باد گر درقصاں | باللہ کہ دریں کسے است پنہاں
پس این ہمہ شورش و جنونم | از تست کہ من ازاں زبونم
صد فتنۂ و صد جنوں بجانست | در دست توام پس ایں ازانست
از عشق تو پر جنونست جانم | شوریدہ سرو خراب ازانم
پرسی از من بگو تو چونی | چوں مست و خراب و پرجنونی
از عشق بہ پرس حالم ایدوست | بے شرح زباں چو شرح خوداوست
نور تو چو آفتاب رخشاں | ذات تو برائے تست برہاں
تو مہری و عقلہا چو انجم | شد تابش نجم پیش حوزگم
برقی چو ز عشق برفروزد | زاں خرمن عقل جملہ سوزد

ای پردہ درِ وقار جانم
وی راہ زن قرار جانم

ای شعلۂ زن دل فسردہ
وی آبِ حیات جان مردہ

ای عیسیٰ روح عشق نامت
مست است جہاں جاں ز جامت

مست است رواں ز بوئ مستت
جام مستی است خود بدستت

از مستی تو چنانم امروز
کز غیر وز خود ندانم امروز

گر فکر کنم بفکر نائی
کین خود تو توئی ویا کہ مائی

از ہستی تو چنانم امروز
کز غیر وز خود ندانم امروز

گر فکر کنم بفکر نائی
کیں خود تو توئی ویا کہ مائی

مبہوتم و غیر حیرتم نہ
در عشق ز ننگ و غیرتم نہ

عشق از ہمہ ہا فراغ بخشد
دردی و غمی و داغ بخشد

چوں حضرتِ عشق رخ نماید
ز نگار خیالہا زداید

جز خویش نہ غیر را گذارد
فرصت ندہد کہ سر بخارد

ای از تو مرا فراغ کم باد
بے یاد تو ہستیم عدم باد

چوں سوئے تو یکدمی شتابم
از عمر نصیب خویش یابم

ای طائر قدس از کجائی
حکمت چہ بود بہ تنگ نائی

توجانی و از دگر جہانی
سیمرغ فزائے لامکانی

از غیب بدیں جہاں رسیدی
در ملک ز لامکاں رسیدی

ای غیب دریں جہاں تو چونی
آمیختہ ہمچو باد و خونی

باوسعت خود تو چوں بہ تنگی
بیرنگی و درمیان رنگی

در سینۂ تنگ چوں بہ کنجی
خورشیدی و درمیان کنجی

ایں کنج خراب از تو آباد
ای طائر قدس دائما باد

شہباز شکار دست شاہی
ای از چہ دریں شکار گاہی

دلہائے شہاں شکار سازی
قرباں بہ بازیت چہ بازی

جان و دل ما شکار تو باد
میمون و مبارک است صیاد

چوں مرغ دلم شکار کردی
یک درد مرا هزار کردی

ای از تو فغاں بجانم اُفتاد
شد ملک وجود از تو برباد

غوغاست بملکت وجودم
تا آمدهٔ تو در شهودم

مستیم چو تو به پیش مائی
پستیم ز ما چو در خفائی

فرخنده دمی که ماتو باشی
از مائے ما نه دل خراشی

آئی سوئے من شوم مسلماں
گبرم چو ز من شوی تو پنهاں

آنیم هرانچه تو بخواهی
الهی باز گاه لاهے

در دست تو جاں چو گوئی چوگاں
هر سو که تو خواهش همی راں

چوں پیش منی بخویش شادیم
پنهاں چو شوی همه کسادیم

بے روئے خوش تو ناصبورم
ای مایهٔ مستی و سرورم

از طالب خود حجاب کم کن
پیش آ و وجود من عدم کن

زیں سوختهٔ حجاب تاچند
عمریست که هستم آرزو مند

یکبار ز رخ نقاب بردار
مستانه ببر مرا ببازار

چوں من ز شراب عشق مستم
خود شیشهٔ ننگ را شکستم

جستیم بتو ز ننگ و غم فرد
با دیدهٔ چو جوئ و رنگ رخ زرد

خود دست زنان و پائے کوباں
با نعرهٔ وهائے و هوئے مستاں

از عشق تو غلغل و فغانها
آریم ز دل سوئے زبانها

حاشا لله نه شرم دارم
زیں رقص چو یار گشت یارم

مطرب بنواز نغمه امروز
کز دلبر ماست بخت پیروز

ساقی قدحے دگر مدد کن
زاں مست و خراب تا ابد کن

چوں عکس بمی ز رخ نمودی
جان و دل ما ازاں ربودی

چوں من نشوم فدایت ایدوست
دارد دل من هوایت ایدوست

شوقی است مرا بپائے ساقی — سازیم نثار عمر باقی

ایں ملک وجود ملک تو باد — از عشق تو روح باد آباد

جائے تو درون جانِ من باد — تو جانی و جانِ من چو تن باد

از عشق تو سینہ ام چمن باد — مہر تو دوائے درد من باد

جز عشق تو ہیچ غم مبادا — مہر تو ز سینہ کم مباد

از سرِ تو سینہ ام چو باغ است — عشق تو چمن بود نہ داغ است

شاداں بکمند یار اسیریم — میریم ز غم ولی امیریم

احمد چو گدائے کوئے یارم — فخر است مرا کہ شہر یارم

از گرد رہت مرا کفن باد — داغ تو چراغ گور من باد

تمت بالخیر

مثنوی مکالمہ لیلیٰ و مجنون

بشنو از من ای حریف رازداں
اند کے از ماجرائے درد جاں

با تو گویم شرح جورِ آں نگار
بادل پُردرد و چشم اشکبار

چشم می پوشد زحال زارِ من
عزم دارد از پئے آزار من

دیدہ گریاں سینہ بریانم ازاں
روز و شب چوں شمع سوزانم ازاں

کرد اندر پنجۂ عشقم اسیر
شحنۂ بے درد و خونی سخت گیر

بیکسیٔ ما و ایں جان حزیں
تیغ در دست است عشق اندر کمیں

آہ با من عشق بازی می کند
بہر قتلم ترک و تازی می کند

بہر خونریزیٔ ما بستہ کمر
در چہ جرمیم اے خدائے دادگر

نیست جرم ما بجز مہر و وفا
ہست در جلدوئ آں جور و جفا

در ہلاک ماچہ اندیشیدہ است
صید لاغرام چہ در من دیدہ است

چشم من میریزد از اندیشہ خوں
دستگیرم باش ای جوش جنوں

از من ایں اندیشۂ جاں دور کن
از شراب عشق او مخمور کن

تا رہم از عقل دور اندیش من
تا شوم فارغ ز نوش و نیش من

جاں بر افشانم بہ پائے آں نگار
خورم و رقصاں روم تا پائے دار

سوئے مسلخ تا روم از پاے خویش
در بغل تیغ و کفن آیم بہ پیش

زانکہ اندر عشق ہر دم مردن است
نیست مردن بلکہ بازی بردن است

بودہ ام من چونکہ اندر عشق خام
نالہ آمد برلب من از سقام

از تنگ ظرفی مرا چارہ نبود
تا بریں گفتن دہانم برکشود

میزند از لطمہ میگوید خموش
کم کن ای خام از کمیں جورم خروش

سینہ تنگم زاں زبانم بر کشود
گشت ظاہر از من ایں گفت وشنود

لیک میگویم برمز دیگراں
با حریفاں راز از دردِ نہاں

پے برد خود مرد عاقل ہوشیار
راہ سرد و رنگ و رویم حال زار

کیں فغاں و نالۂ من بہر چیست
راز من در سینۂ من مختفی است

ظاہر است از نالہ بیماریٔ من
راز من پیداست از زاریٔ من

چوں مغنی من نوائے میزنم
نالہا بہر لقائے میزنم

کاندریں الحان پنہاں روزن است
راہ زاں روزن بجانان من است

تا ازاں روزن بہ بینم روئے دوست
کہ مراد جان مشتاق من اوست

ذکر خوباں راحت جان است ازیں
روح با مذکور میگردد قریں

پیش عاشق یاد یار آمد مراد
زیں سماع صوفیاں دارد کشاد

جان صوفی رقصد از بانگ سرود
سوئے جاناں زاں نوا روزن کشود

ذکر خوباں روح راے پرورد
لحن خوش زیں پردۂ دل می وزد

پس دریں پردہ حکایت میکنم
وز جفا ہایش شکایت می کنم

روزی از بہر تفرج در بہار
بود لیلیٰ بر سرِ ناقہ سوار

شد بہ صحرا ناقۂ لیلےٰ رواں
در پیش مجنوں برہنہ پادواں

رفت در باغی کہ بدر شک ارم
شد خراماں در چمن آں محترم

گفت ای مجنوں تو نیز اینجا بیا
چشم را بر حسن گلہا بر کشا

بنگر اندر نازنینان چمن
در گل و در لالہ و سرد و سمن

تا بہ بینی صنعت اللہ را
تا ازیں لشکر شناسی شاہ را

چوں بہم رفتند شاں در بوستاں
گفت با مجنوں بناز آں دلستاں

کای تو اندر عاشقی پیر کہن
ہستی اندر عشق مردِ ممتحن

تو چو مستسقی و خوباں ہمچو آب
کم نگردد ہیچ گاہت اضطراب

نیست سیری مر ترا خود زیں جنوں
ہر زماں عشق تو می گردد فزوں

سیر نبود از حسیناں جانِ تو
حسن آمد کعبہ و ایمان تو

ہیچو مومن کز عبادت سیر نیست
طاعت صد سالہ نزدش اندکیست

روز افزوں می شود سودائے عشق
کم نہ گردد ہیچ گہ دریائے عشق

آفتاب عشق نپذیرد زوال
فارغ آمد از ہبوط و از وبال

عشق نبودِ کہنہ ہرگز تا ابد
کرد پیدا عشق را تازہ صمد

خود درخت عشق را نبود خزاں
دائما ایں پیر عشق آمد جواں

بل جواں بخت است چوں درِ خوش آب
پیر صد سالہ ز عشق اندر شباب

طینتش ما عشق حق کردہ خمیر
در ہزاراں سال نبود عشق پیر

بس تو اندر عشق من غم می کشی
تلخیِ درد و بلا را می چشی

ہر زماں خوار و پریشان و خراب
سینہ سوزاں داری و دیدہ پُر آب

نے ترا باشد زحال خود خبر
بے خورد بے خواب گرداں در بدر

در ہوائے من ز تو آرام رفت
وز دلِ تو فکر ننگ و نام رفت

صوفیانہ فکر تعلیمت کنم
زنگ غم ہا را از جانت برکنم

یاد کن از ما کہ نادر حکمت است
تارود از تو ہرانچہ زحمت است

اندریں مسلک اگر پارا نہی
از تعین وز تقیّد وا رہی

زیں کساں تو ہر کرا بینی حسیں
در خیال خویش داں لیلیٰ است ایں

خود مراد از حسن ما شدنی کہ جسم
داں کہ مرایں جسم را لیلیٰ است اسم

حسن اندر ذات نفس واحد است
روشن از وی ایں ہمہ خال وخداست

منبسط شد حسن بر اجسادِ ہا
نور واحد بود بر افرادِ ہا

بیش خور بنہی گر آئینہ دو صد
خود نماید ہم بقدرِ آں عدد

ذات حق واحد صفت ہا بیشمار
بیند عارف آں یکے را در ہزار

پس تو ہم ایں راہ رو بنمودمت
عقدۂ مشکل ترا بکشودمت

از فراق من اگر باشی زحیر — هر حسینی را بجائے من بگیر

پس محبت کن به او بر جائے من — تا رهد جانت ازیں درد و محن

همچو من اورا شمر محبوب خویش — در تمامی کارواں مطلوب خویش

فکر گرد آری اگر چندیں چنیں — زیں توهم داروی سوئے یقیں

پیش مردم حسن من چنداں نبود — لیکه عقلت گم شد و همت ربود

تا در افتادی دریں رنج و ملال — که حیات تو شده بر تو وبال

بستهٔ از حسن من چنداں خیال — کز هجوم غم شدی همچوں هلال

زیں تصور مشکلت آساں شود — چند گه فکر تو گر زیناں شود

وارهی از درد و باشی شاد کام — فارغ و آزاد زیں رنج مدام

داد مجنوں بس ظریفانه جواب — ای دل آرامم ترا رائے ثواب

از کلامت مشکلم حل میشود — کز تصور عشق مبدل میشود

گفت قربانت شوم ایجان جاں — آشکارا کردهٔ سرِّ نهاں

من چو شاگردم مرا تو اوستا — خود بکن تا همچناں آرام بجا

تا بیاموزم هرانچه تو کنی — تا رود از جان من ایں کودنی

اوستاد آرد نخستیں برزباں — بعد ازاں شاگرد را گوید بخواں

ایں سبق را خود تو اول یاد کن — بعد ازاں از بهر من ارشاد کن

برمن عاشق باش و معشوقم بداں — تا بکامِ دل شوم من کامراں

چوں تو ایں اندیشه خود قایم کنی — بیخ دردِ من ز جانم برکنی

زیں تصور جانِ من بکشائے راه — تا رود پایم به فرق مهر و ماه

جا کنم از فخر بر چرخِ سنی — واردم زیں تیرگی و روشنی

عمرها شد کز غمت خوں میخورم — از هجوم عشق جامه میدرم

دردمی یا بد کشائش کار من — دفع گردد جملگی آزار من

خوش چه زیں باشد اگر زیساں کنی — جمله مشکلهائے من آساں کنی

وصل من خواہی و مشتاقم شوی | ہمچو من اندر پے من تو دوی
در دلِ خود آرزوے من کنی | عاشقانہ جستجوئ من کنی
بر بساط قرب مہمانم کنی | بر سریر ناز سلطانم کنی
زاری و الحاح و لابہ جاں کنی | انچہ عاشق میکند بامن کنی
گفت لیلیٰ نیست ممکن اے فضول | تا کہ عشق تو کند در من حلول
من کہ معشوقم چساں عاشق شوم | فارغم زیں درد چوں ہر سو دوم
حق مرادادا است ایں حسن و جمال | از درائ قوتم ہست ایں کمال
چوں ترا از عشق پیشہ بودہ است | سالہا جانت دریں فرسودہ است
از برائے حسن خود جاں میدہی | شہرۂ خلقان شدی در ابلہی
گفت مجنوں ایں سخن از بہر چیست | ایں چنیں گفتن نہ خود از زیرکی است
تو نمیدانی کہ عشق فتنہ گر | می برد از آدمی عقل و ہنر
خود بشر مجبور میگردد ازو | رہن گردد عقل و جاں در دست او
تا بجانِ انبیا ہم کرد اثر | پس چہ باشد قوّتِ دیگر بشر
سرورِ عالم محمد مصطفےٰ | با ہمہ عرفان آں نور و صفا
او ز عشق عائشہ مجبور بود | از چنیں علم او مگر مستور بود
با تمامی عدل با ازواج خویش | بود عشق عائشہ از جملہ بیش
تا چہ آمد پیش داؤدِ نبی | ہادئ بر ناؤ ہر پیرو صبی
با چنیں فہم و فراست ہم کیا | دل ربودش زن کہ بود از اوریا
ہمچنیں تو در دلم بہ نشستہ | پائ من در زلف خود بر بستۂ
چونکہ عین حسن من دانم ترا | پس بگو بندم تصور من چرا
در حقیقت ہر مقیّد مطلق است | گفت نتوانم کہ اسرارِ حق است
حق خبر داد است خود اندر نبیٔ | کہ منم نورِ ہمہ ارض و سما
دانۂ ہر ژالہ عین آب بود | ہست سنگی لیکہ در چشم جود

چوں خیالی کہ زجاں پیدا شود
اندرونِ جاں بہر سوی دود

باز جاں ادراک آرد کان دروست
در حقیقت ناظر و منظور اوست

ایں تجلی ہا بود از عین ذات
ذات ظاہر آمدہ اندر صفات

واں صفت بر شکل افعال آمدہ
تا موالیدِ ثلثہ سر زدہ

لا جرم چارہ نبود از مدح و ذم
چونکہ لطف و قہر ہر دو شد بہم

من بہ عشقت گشتہ ام مجنوں لقب
زیں لقب من نیستم اندر لقب

عشق تو حق در دلم بنہادہ است
از ہوائے خویش ایں دل سادہ است

قوت من نیست این فعل حق است
قہر فعل او بدلہا مطلق است

عشق را حق بر سرم بگماشتہ
سر نہادم حکم او پنداشتہ

فعل اورا بودہ ام من منفعل
گشتہ ام از ہستیٔ خویشم خجل

ہستیٔ من چیست یارب چیستم
دم زنم با خود کہ گویم کیستم

خواستم ہر چند تا یابم نجات
لیکہ جہد من ہمہ شد تُرّہات

پس کرا یارا کہ سر تابد ازو
جاں دواں چو گوئے پیش حکم او

عشق آمد از ازل سلطانِ جاں
گوئے وش جاں زیرِ حکم صولجاں

جان من بودست دردستش اسیر
چاکرم اورا و او مارا امیر

پس مرا بگذار اندر حال من
بر مشیت کار آمد نے بہ فن

میروم بروی ہرانچہ حق نوشت
گشتہ مارا آنچناں طبع و سرشت

پیش قدرت لب بہ بند و دم مزن
خود حکیم است آں خدائے ذوالمنن

عین حکمت داں ہرانچہ آرد حکیم
تو ندانی او بداں باشد علیم

نامہ بر نامِ محمد شد تمام
بر جمال روح افزایش سلام

کم کسے شد محرم اسرارِ او
جملہ عالم پر تو انوارِ او

یارسول اللہ مہمانِ توایم
ریزہ چین سفرۂ خوان توایم

از تو ایم ارچہ غلام ناکسیم
عاجزو بے مایۂ و بس مفلسیم

لقمۂ ہم سوئ ما پرتاب کن — ایں سگانرا سیر وہم سیراب کن

ناکسان و بےکساں راکس توئی — سوئ تو آئیم مارا بس توئی

عفو کن برما جرائم اے جواد — ز آفرینش ذات تو آمد مراد

چوں تو ہستی رحمتہ اللعالمیں — سوئ ما تیرہ درونان نیز بیں

کن ز رحمت سوئ ماہم یک نظر — تا بدادِ خود رسم اے دادگر

ما زیاں کاریم مارا دادرس — از تو فریاد است ای فریادرس

ز احمد مسکیں بتو بادہ سلام

بر تو و بر آل و اصحابت تمام



حواشی وتوضیحات

۱۔ ''کہ'' لفظ دیگر بفکر شاعر

۲۔ بمعنی زینہ

۳۔ بمعنی سیڑھی

۴۔ برانگیختہ شدن

۵۔ صعوہ بمعنی مرغیست کوچک بقدر گنجشک

۶۔ بمعنی سرکش

۷۔ مرغی است خورد

۸۔ ارتماز گویا ارتماز بسمل

۹۔ بمعنی شادی

۱۰۔ در دیوان ''زالہ''

۱۱۔ چاہی پوست کشیدن وکشتن حیوانات

۱۲۔ قرائی فراہم آوردن خودرا

۱۳۔ مردی نام ونگ

۱۴۔ استہزا دتمسخر

۱۵۔ گردن در

۱۶۔ ''اندوہ'' لفظ دیگر بفکر شاعر

۱۷۔ مشیمہ پردۂ رحم کہ درو بچہ می ماند

۱۸۔ چابکی

۱۹۔ در دیوان ''راجتہای''

۲۰۔ عالم خلق عالم اجسام عالم امر عالم ارواح

۲۱۔ ''نیش'' لفظ دیگر بفکر شاعر

۲۲۔ مثال یعنی عالم مثال

۲۳۔ بمعنی پردہ

۲۴۔ بمعنی پراگندگی

۲۵۔ بمعنی تہ بتہ

۲۶۔ تمام کردہ از آنچہ نزد اوشان است شاداند

۲۷۔ کسی کہ نہ ذائقہ چشید نہ ادراک

۲۸۔ ''ہمچو بسمل'' لفظ دیگر بفکر شاعر

۲۹۔ در دیوان ''دلیل'' کہ ہم قافیۂ ''رسید'' نباشد، تصحیح قیاسی

۳۰۔ ''عشق تو'' لفظ دیگر بفکر شاعر

۳۱۔ ''بیکسان را'' لفظ دیگر بفکر شاعر

۳۲۔ بمعنی گل سرخ

☆☆☆

باب اردو

اردو کلام

قصیدہ و غزلیات

قصیدہ

مرأۃ الحقیقت

مطلع

ازل سے حسن اس کا پردہ در ہے — کرے کیا عشق جو شوریدہ سر ہے

ایضاً

جمالِ مہر سے خیرہ نظر ہے — وہ اپنے نور میں خود مستتر ہے

ایضاً

غرور حسن گو بیداد پر ہے — محبت اس کی لیکن داد گر ہے

ایضاً

پری پیکر کوئی پیش نظر ہے — جنوں سے جس کے دل زیروزبر ہے

ایضاً

محبت میں وہ اپنی مستتر ہے — دلِ پُر درد اُس دلبر کا گھر ہے

ایضاً

اُسی کے نور سے روشن نظر ہے — مرے آئینے میں عکس قمر ہے

ایضاً

وہاں وہ حسن پنہاں جلوہ گر ہے — یہاں شوق محبت پردہ در ہے
ہوا ہے حسن لیلیٰ جان مجنوں — پری شکل جنوں میں مستتر ہے
محرک حسن ہے میری جنوں کا — ہوا سے جیسے جنبش میں شجر ہے
ہمارا عشق ہے بادِ بہاری — اُسی سے گلشن دل سبزوتر ہے

ہے اس کے حسن کا آئینہ عاشق
اسی میں عکس اس کا جلوہ گر ہے

جنوں سے مجھ کو ہو کیونکر رہائی
کہ ایک حسن پری پیش نظر ہے

کسی سے کب چھپا رازِ محبت
مزاج عشق خود ہی پردہ در ہے

جو اُن کا حسن بے پردہ نہ دیکھا
مچایا عشق نے کیوں شور و شر ہے

ہمارا عشق ہے سایہ پری کا
یہ ساری ہائے و ہو اُس کا اثر ہے

گماتی ہے پری ہستی آدم
کب اُس سے کم یہ عشق فتنہ گر ہے

وہ موجود اور وجود اپنا ہے موہوم
وہی عشق اب یہاں شکل بشر ہے

لباسِ عشق میں مستور ہے حسن
بدن میں جان جیسے مستتر ہے

ان آئینوں میں چمکا حسن اُس کا
یہ شوق خود نمائی کا اثر ہے

میں آئینہ کہوں یا نور خورشید
کہ اُس کی شان با صد کرّ و فر ہے

یہ غوغا ہے جہاں میں سب اسی کا
جسے دیکھو وہ ایک شوریدہ سر ہے

قیامت خیز ہے وہ حسن اُس کا
کہ جس سے سب جہاں زیر و زبر ہے

غزل

جمال اس کا مرا نور نظر ہے
اسی کے نور سے روشن یہ گھر ہے

مرا یہ خرمن ہستی جلا دے
ارے او برق حسن اب تو کدھر ہے

مرے دل میں مری آنکھوں میں آ بیٹھ
کہ تو جانِ جہاں نورِ نظر ہے

محبت ہو تری یا تو ہو دل میں
یہاں اب دوسرے کا کب گذر ہے

تو اس خلوت سرائے دل میں آ بیٹھ
ترا اے جانِ جان یہ خاص گھر ہے

دماغ اپنا بسا ہے اُس کی بو سے
کسی گلرو کی ہم کو کب خبر ہے

اگر دل نے نہیں دیکھا کسی کو
تو مضطر بے سبب کیوں اس قدر ہے

بھی پنہاں ہے پردہ میں حیا سے
جنوں میری حیا کا پردہ در ہے

ہوا شوق لقا احمد کو جب سے
تڑپتا مرغ دل بے بال و پر ہے

دل پہ درد جو رہتا ہے بے چین
محبت کا کسی کی یہ اثر ہے

دیا مجنوں نے بوسہ پائے سگ کو — کہ اس کا کوئے لیلےٰ میں گذر ہے
وہی محبوب جس میں بو ہو تیری — مشام جاں میں الفت مستتر ہے
تو ہی وہ جان جس کی جاں ہے جا — تو ہے وہ نور جس کا آنکھ گھر ہے
دل و دیدہ ہیں تجھ سے دونوں آباد — سرورِ دل ہے اور نور نظر ہے
نشاں ہے عشق حسن بے نشاں کا — نشاں میں بے نشانی مستتر ہے
نشیمن لامکاں ہے مرغ دل کا — یہ قالب اس کا گویا عکس پر ہے
ہوا ہے وہ مجاز عین حقیقت — حقیقت کی طرف جو راہبر ہے
خیال غیر حق ہے نیش کژدم — رگِ جاں کو وہ مثل نیشتر ہے
عجب دارالاماں ہے یہ محبت — تمامی آفتوں کی ایک سپر ہے
خیال ماہرو ہے دل میں مہماں — منور جان کا آج اُس سے گھر ہے
خیال یار میں عاشق ہے فانی — بقا اُس کی اسی میں مستتر ہے
کسی کو کوئے جاناں میں ہو کیا دخل — وہاں پر سرفروشوں کا گذر ہے
مگر بازار جاں ہے اُس کا کوچہ — جدھر دیکھو متاعِ جان و سر ہے
نہ ہو کیوں جانِ عاشق محو دلبر — کہ ہر دم دل کی وہ پیش نظر ہے
دل و دیدہ میں ہے ایسا بسا وہ — کہ جیسے آنکھ میں نورِ نظر ہے
سوا اُس کے میں دیکھوں کیا کسی کو — وہی اس آنکھ کا نورِ نظر ہے

غزل

جمالِ یار ہر سو جلوہ گر ہے — وہی دل میں وہی نور نظر ہے
محبت نے مجھے مجنوں بنایا — مرا دل غیرت لیلےٰ کا گھر ہے
بسا دل میں وہ آ کر صورت عشق — سمایا آنکھ میں مثل نظر ہے
مری ہستی حباب اور وہ ہے دریا — مرا دل ہے صدف اور وہ گہر ہے
ہماری بیکلی کو کون جانے — کسی کے درد کی کس کو خبر ہے
مری ہستی میں ایسا ہے وہ پنہاں — کہ جیسے رات میں نور سحر ہے

ہے اس کا حسن عینِ ہستیِ عشق	کہ جیسے مہر ہستیِ قمر ہے
نہال عشق کو بے حق نہ سمجھو	وہ اک وادئ ایمن کا شجر ہے
خبر دیتا ہے خورشید احد کی
جمالِ احمدی نور سحر ہے

مطلع

وہ خورشید تجلی جلوہ گر ہے	شعاعِ حسن سے خیرہ نظر ہے

ایضاً

جمال اس کا جو نور ہر نظر ہے	اُسی کے نور سے روشن بصر ہے
جمال اس کا بروں از حدو تعریف	وہ کب محتاج توصیفِ بشر ہے
نگہ کیونکر کرے تعریف خورشید	کہ اُس کی دید سے خیرہ نظر ہے
چھپا ہے نور میں اپنے وہ ایسا	کہ چشم مدر کہ افگندہ سر ہے
وہی حامد وہی محمود اپنا	اُسی کی حمد اُس سے خوب تر ہے
کرے ممکن وہ کیا واجب کی تعریف	کہ عقل حادث اس جا خیزہ سر ہے
وہ ذاتِ محض اور وہ ہستیِ صرف	کہ بے مثل ونظیر و پاک تر ہے
بایں نزہت ظہور اُس کا ہے بیحد	بانواح تجلی جلوہ گر ہے
وہ ہیں چند آئینہ با چند الواں	ہر اک خورشید کے پیش نظر ہے
جمال مہر ہر اک آئینہ میں	برنگ آب گینہ جلوہ گر ہے
ہے اپنی ذات میں خورشید واحد	ہر آئینہ میں عکس اُسکا دگر ہے
حقیقت سب کی ہے بیشک وہ ہستی	اُسی ہستی سے عالم جلوہ گر ہے
ہے مظہر اُس کی ہر شے اور وہ باطن	تمامی خلق کا جو خشک و تر ہے
ہے اس سے ہر وجود اور اُس پر قائم	یہ جو ارض و سما جن و بشر ہے
غلط ہے یہ کہ بے ہستیِ مطلق	وجود اشیا کا اپنی ذات پر ہے
جو ظاہر ہے اُسی سے ہے نمایاں	کہ جو باطن ہے اُس سے مستتر ہے

اُسی ہستی سے ہے ہستی عالم　　وجودان سب کا قائم ذات پر ہے
بانواع تجلی ہے جو اظہار　　تو چشم مدر کہ بھی کور و کر ہے
کرے ادارک حادث جو وہ حادث　　کہ حادث خود ہے حادث کی نظر ہے
نہ اُس کی کنہ کو یہ عقل پہنچے　　خرد از خویش رفتہ خیرہ سر ہے
ہے سریاں اُس کا ذات جملہ شے میں　　احاطہ اُس کا موجودات پر ہے
وجود اُس کا ہے عین ذات عالم　　تمام اعیان میں وہ جلوہ گر ہے
ان اشیاء کا تعقل علم حق میں　　یہی اعیان ثابت مشتہر ہے
حقیقت میں ہے علم حق کا سایہ　　یہ اظہار و بطوں میں جس قدر ہے
ظہور اپنے سے اول جملہ عالم　　اُسی کی ذات میں بس مستتر ہے
یہ عین ذات تھا ماقبل اُس کے　　کہ جس کا نام عالم مشتہر ہے
یہاں پر حق ہے عین ذات عالم　　وہاں پر خلق حق میں مستتر ہے
ظہور ذات حق ہے جملہ اشیاء　　بطون اُن کا وہی یزداں پر ہے
یہی ثابت ہے نزدِ اہل تحقیق　　کہ اول جو کہ ادراک بصر ہے
ہر اک شے میں جو دیکھو وقت ادراک　　وہی ہستی مطلق جلوہ گر ہے
وجودِ شے اُسی کے واسطے سے　　نظر بازی میں منظور نظر ہے
بہ مثل نور در الوان و شکال　　وہ اول درج ادراکِ بصر ہے
پھر اُس کے واسطے سے جزم اشیاء　　جو دیکھو تو محیط اُن پر نظر ہے

مطلع

برنگ حسن ہر سو جلوہ گر ہے　　بہ شکل عشق خود ہی پردہ در ہے

ایضاً

کمال حسن عاشق عشق پر ہے　　کہ وہ آئینہ ہے اُس پر نظر ہے
وہ خود مشتاق آئینہ کا تھا حسن　　تماشا اپنا منظور نظر ہے

نہیں ممکن کوئی دیکھے رخ اپنا — کہ اپنی آنکھ سے رخ مستتر ہے
تو رغبت آئینہ کی پیش آئے — موانع دید کا وہ پردہ در ہے
وہ آئینہ ہو جامع ہر صفت کا — عیاں اُس پر ہو جو کچھ مستتر ہے
تمامی شان کا ہو وہ نمونہ — کہ عکس حسن اُس میں جلوہ گر ہے
جہاں کو اس نے اک صورت بنایا — مگر بے روح کی وہ اک صور ہے
جلا اُس میں تماشے کی نہ تھی کچھ — صفائی کی جگہ گویا کدر ہے
تمامی امر کا مرجع ہے وہ ذات — اُسی کی سب قضا ہے اور قدر ہے
اُسی سے ہے بدایت اور نہایت — اُسی سے یہ معادِ خیر و شر ہے
پھر آدم کو اک آئینہ بنایا — اُسی کا عکس اُس میں جلوہ گر ہے
بنا وہ خلق میں اک روح عالم — جہاں اس کا مثال پا و سر ہے
ملک گویا ہیں اک اعضاء جسمی — کہ جیسے جسم میں سمع و بصر ہے
تمامی جمع کونی و الٰہی — ہو شامل جس کی وہ ذاتِ بشر ہے
بنا حق کا خلیفہ اس لیے وہ — صفت حق کی سب اس میں جلوہ گر ہے
یہ جمعیت خلیفہ کا ہے خلعت — یہ خاص انعام حق انسان پر ہے
ہوا جامع تمامی کون و حق کا — بنا موصوف دونوں کا بشر ہے
یہ دونوں یدِ قدرت ہیں خدا نے — خمیر اُس کا اُسی کے ہاتھ پر ہے
کہا اس نے تری سمع و بصر ہوں — مجھی سے تیری جنبش سر بسر ہے
یہ مجموعی ظہور اُس کا ہے ایسا — نہ مثل اُس کے کوئی شانِ دگر ہے
بجز آدم ہوا فائز نہ کوئی — پھر اُس منصب پر جس پر یہ بشر ہے
خلیفہ منجلی ہے نورِ حق سے — کہ جیسے مہر سے تاباں قمر ہے
جوارح کو مدد ہے روح سے سب — خیال و علم جو سمع و بصر ہے

مطلع

منور اس سے سب عقل و ہنر ہے — یہ سب قائم اُسی کی ذات پر ہے

ایضاً

صفت کا نور یہ سب جلوہ گر ہے
کہ روشن جس سے یہ قلب ونظر ہے

ہو جیسے شمع سے فانوس روشن
خیال اُس نور سے یوں جلوہ گر ہے

خیال آلہ ہے وصف نور کا یوں
ہوا ہے جس طرح آلہ شجر ہے

ترے دل کو عطا کرتا ہے جو غیب
خیال اُس چیز کی لاتا خبر ہے

جہانِ غیب سے سوئے شہادت
یہی قاصد یہی پیغامبر ہے

خدا سے جس قدر ہے وحی و الہام
خیال اُس علم کو لاتا ادھر ہے

درخت علم حق ہے اور جہاں میں
خدا کے علم کا سایہ بشر ہے

جسے رویائے صادق ہو اور الہام
وہ سالک محوِ حق میں بیشتر ہے

نثارِ حق ہے جملہ وقت صوفی
وہ حظّ وقت وحق سے بہرہ ور ہے

بڑی دولت ہے استغراق حق میں
کہ وہاں جز حق نہ اوصاف بشر ہے

مبرّا ہو اگر دل وسوسہ سے
تو خواب صادقہ آتا نظر ہے

دل صافی ہے گویا لوح محفوظ
جمالِ غیب اُس میں جلوہ گر ہے

وجودِ آدمی ہے سرّ ایزد
اور اک اسرار حق جانِ بشر ہے

حجاب اُٹھ جائے گر جانِ بشر سے
تو عیسیٰ دم ہر اک جان بشر ہے

منور ہے جو دل انوارِ حق سے
یہ سب زیبا اُسی کی ذات پر ہے

مجلّی اس کی ہیں شکل خیالات
منور اس کی سب سمع و بصر ہے

بشر ہیں سب اسیر وقت و خاطر
حقیقت اس کی خود یزدان پر ہے

جو اول منبسط ہے نور اُس پر
خیال اُس کا بھی روشن چوں قمر ہے

جہاں ہوتی وارد وحی و الہام
وہاں گم کردہ ہر حس بشر ہے

پھر اس حس کی طرف جب وہ کرے عود
خیال اس امر کی لاتا خبر ہے

جہاں اک خواب اور انساں ہے نائم
حدیث مصطفٰے سے یہ خبر ہے

یہ جو کچھ دیکھتا ہے صورت خواب
جہاں شکل خیال آتا نظر ہے

ہوا حاضر ملک پیش پیمبر ۔۔۔ مشکل ہو کے باشکل بشر ہے

وہ اک شکل خیالی تھا نہ آدم ۔۔۔ وہی جانے کہ جو اہل نظر ہے

کہا حضرت نے ہے روح الامیں یہ ۔۔۔ لباس جسم میں جو مستتر ہے

وہ جسم آدمی سایہ تھا اُس کا ۔۔۔ کہ جس میں جبرئیل اب جلوہ گر ہے

یہی نسبت ہے عالم کو خدا سے ۔۔۔ کہ جیسے سایہ ہمراہِ بشر ہے

اسی نسبت سے ظلِ حق ہے عالم ۔۔۔ ظہور ظل بقائے شخص پر ہے

اُسی کی ہے طرف ہر امر راجع ۔۔۔ اُسی سے باہنر اور بے ہنر ہے

یہ کب ہے غیر اُس کی اُس کا سایہ ۔۔۔ جدا کب شخص سے ظل بشر ہے

جہاں سے نام ظل کیونکر ہو زائل ۔۔۔ کہ وہ اعیان سے سب جلوہ گر ہے

وہ ہے اعیان عالم حق کا یوں ظل ۔۔۔ عیاں جس طرح سے ظل شجر ہے

تمامی کون ہے اک امر وہمی ۔۔۔ خیال اندر خیال اب جلوہ گر ہے

وجود اپنا نہیں ہے یہ جہاں کا ۔۔۔ نمایاں دوسرے کا یہ اثر ہے

جدائی ہے محال اس سایہ کو اب ۔۔۔ شجر سے کیونکہ وہ ظلِ شجر ہے

خدا کو ایسے ہی ظل سے ہے نسبت ۔۔۔ زجاج اک شمع سے بس جلوہ گر ہے

ہے ذاتِ حق مثال جلوۂ شمع ۔۔۔ وہ اک فانوس میں جو مستتر ہے

مگر مانند رنگ آب گینہ ۔۔۔ نمایاں شمع رنگیں در نظر ہے

وہ اپنی ذات میں ہے نور سادہ ۔۔۔ مگر یہاں آبگینہ پر نظر ہے

ہوا جب عقل کو یہ امر تحقیق ۔۔۔ تو سب عالم خیالی اک صور ہے

خیال اندر خیال اب ہے جہاں سب ۔۔۔ ہماری آنکھ میں جو جلوہ گر ہے

وجود حق وہی اللہ ہے عین ۔۔۔ وہی واحد وہی وہاب و بر ہے

حقیقت میں ہے وہ سب کی ہویت ۔۔۔ یہی ثابت بنزد اہل نظر ہے

جو شے خالی ہے حق سے وہ ہے باطل ۔۔۔ مصدق اس کا خود خیر البشر ہے

تمام اعداد میں دائر ہے واحد ۔۔۔ کہ جیوں ہر عضو میں جانِ بشر ہے

حقیقت میں ہے واحد آب دریا — تعدد میں وہ ہر قطرہ دگر ہے
زمین و آسماں کا ہے وہی نور — خدا ہی اس کی خود دیتا خبر ہے
اُسی کے اسم ہیں اسمائے اشیا — ان اسموں میں مسمی مستتر ہے
کہ جیسے جان کا تو نے سنانام — حقیقت سے تو اس کی کورو کر ہے
سمجھتا ہے جو تو اپنے کو دانا — بیاں کر جان کیسی ہے کدھر ہے
جمال جاں بدن پر کب ہے ظاہر — جمال چشم کب آتا نظر ہے
تو اپنی جان کو پہچان پہلے — خدا کی معرفت پھر سہل تر ہے
خدا ہی سے یہ سب عالم ہے قائم — کہ جیسے جان سے زندہ بشر ہے
اُسی سے ہے بقائے جملہ عالم — اُسی کے نور سے روشن یہ گھر ہے
عیاں جس دم ہوا خورشید کا نور — تو تابندہ ہر اک دیوار و در ہے
حسینوں کو ملا ہے عاریت حسن — ان آئینوں میں وہ خود جلوہ گر ہے
وہی بحر عطا ہے اور فیّاض — وہی سب کی حیات تازہ تر ہے
نئی ہر لحظہ ہے یہ عمر اپنی — نیا ہر دم یہ سب علم ونظر ہے
ہر اک دم میں نیا ہے فیض اُس کا — نیا عالم نیا سمع و بصر ہے
ہر اک شئے جس گھڑی ہوتی ہے معدوم — وہیں موجود مثل اس کے دگر ہے
جہاں معدومی شعلے ہے مقرر — وجود ایک دوسرا واں جلوہ گر ہے
تو نور شمع کو دیکھے ہے قائم — وہ ہر دم اُس میں ایک شعلہ دگر ہے
بہر دم ہے نئی اس کہ تجلی — بہر آں اس کی اک شان دگر ہے
دواں ہے بحر تجدیدات امثال — یہاں ہر دم اُٹھاتی موج سر ہے
نیا ہر وقت ہے یہ جملہ عالم — نئے امثال و نیرنگ وصور ہے
ذرا باطن میں اپنی فکر کر دیکھ — ترا ہر دم نیا سمع و بصر ہے
بہر آں اُس میں پیدا ہے نیا رنگ — نئی صورت وہیں پر جلوہ گر ہے
ابھی اک شکل آئی اور ہوئی گم — بہر لحظہ نئی وہاں ایک صور ہے

ہے سب عالم کو یوں تجدید ہر دم ہر آں اُس کا اک رنگِ دگر ہے

مطلع

نشان خاص ایزد بوالبشر ہے کہ جس کا حق بنا سمع و بصر ہے
تمام اسماء اشیا اس میں ہیں درج عجائب یہ خزینہ پُر گہر ہے
تمامی صنعتوں کا ہے وہ مبدع اُسی سے ہے جو کچھ علم و ہنر ہے
ہوئی پیدا جو حوّا بوالبشر ہے کہ تولید پسر چوں از پدر ہے
بعینہ مثل آدم تھی وہ حوّا تمامی اُس میں وصفِ بوالبشر ہے
تو کر فکر اور طبیعت کو ذرا دیکھ کہ اُس میں مندرج کیا کیا ہنر ہے
ہزار اُس میں سے پیدا صورتیں ہوں مگر کیا اُس کا نقصان وضرر ہے
نہ زائد ہے عدم اظہار سے وہ عجب یہ قلزم جان بشر ہے
وہ جو کچھ ہو رہا ہے اُس سے ظاہر اُسی کی شکل ہے اُس کی صور ہے
نمونہ ہے وہ اوصافِ خدا کا تمامی وصف جو سمع و بصر ہے
نشان حق ہے انفس اور آفاق یہ اُس کی وصف کی دیتا خبر ہے
پڑا ہے گر چہ اسفل میں یہ آدم سب علویات اس میں مستتر ہے
عجب ناسوت مجموعہ ہے سب کا علو و سفل اور جو خشک و تر ہے
بنا عنصر تمامی بیخ افلاک اسی جڑ سے عیاں سارا شجر ہے
فلک کو نشو ہے عنصر سے حاصل یہ علوی اُمّ سفلی کا پسر ہے
دخان عنصری سے ہیں یہ افلاک یہ حق قرآن میں دیتا خبر ہے
محالِ ہفت کو کب ان کی ارواح عناصر سے یہ سب کچھ جلوہ گر ہے
دخانِ عنصری سے سب ہیں ناشی ملا یک ہفت چرخ اور جو صور ہے
ہے آیات خدا انفس اور آفاق نشان حق یہ ان میں جلوہ گر ہے
ہے عرفانِ خدا کا حصر اس پر وجودِ آدمی گو مختصر ہے
قوی حجت ہے ہم کو من عرف کی یہ دیتا مخبر صادق خبر ہے

شناسا اپنا عارف ہے خدا کا | یہ آیات خدا نفسِ بشر ہے
ہوا پیدا یہ آدم صورت حق | وہ صورت کیا یہی سمع و بصر ہے
صفات حق نشانِ ذات ٹھہری | وہی تو ذات کی دیتی خبر ہے
حقیقت سے گر اپنی جو تو آگاہ | محقق ہے تو اور صاحب ہنر ہے
عیاں تجھ پر ہو گر یہ جوہرِ جاں | یقیں ہو تجھ کو دل کانِ گہر ہے
محقق سے ہو ہوتا خرق عادات | کمال اُس کے یقیں کا یہ اثر ہے
یقیں سے ہے تصرف مرد حق کا | یقیں ہر قدر ایمانِ بشر ہے
جو آدم میں نہاں ہے جوہرِ ذات | وہ منبع فیض حق سر بسر ہے
بقدر علم و تحقیق و یقیں کی | محقق قادر اپنے فعل پر ہے
مراد انسان سے ہے جوہر ذات | نہ وہ جو شخص ریش و سر ہے
کھلا جس شخص پر جوہر نہ اپنا | وہ اس عالم میں حیواں سے بتر ہے
مخاطب اپنا ہے وہ جوہر ذات | کہ جس میں منزوی علم و ہنر ہے
منقش دیکھتا ہے تو جو تمثال | وہ تیرا نقش ہے تیری صور ہے
کہ مَن مَاتَ فَقَد قَامَ قِيَامَت | حدیث حضرت خیر البشر ہے
جو تو معدوم ہے عالم ہے معدوم | جو تو موجود عالم جلوہ گر ہے
ترا عالم ہے ترے علم کی شکل | تمثل ہے ترا تیری نظر ہے
تو جیسے خواب میں ہے دیکھتا غیر | وہ تیرے علم کی شکل و صور ہے
تو بیداری میں ایسا ہی سمجھ لے | یہ عالم علم عالم کا اثر ہے
تری ہستی اگر فانی حق ہو | معیت حق کی ہے پھر تو جدھر ہے
شہود حق اگر ہو علم جاں میں | تو حق ہے پھر ترا سمع و بصر ہے
تجلّی حق کرے شان یقیں میں | تری جاں پر یہ حال معتبر ہے
تو دیکھے حق کو پھر چشم یقیں سے | یہی ارباب معنیٰ کی نظر ہے
عطائے حق سمجھ عین الیقیں کو | وہی معطی وہی وہاب و بر ہے

خواص اس کا ہے پھر احیای اموات
یہی قرب نوافل کا اثر ہے

ہے وصف روح یہ جسکو کرے مس
وہیں زندہ ہو گرچہ وہ بجر ہے

حقیقت میں یہ اثمار یقیں ہیں
وہی جانے جسے اس کی خبر ہے

نہ پہنچا تو اگر عین الیقیں تک
تو یہ وہم اس جگہ کیا کارگر ہے

یقین صرف ہے کشف حقیقت
نہ عقل و وہم کا اس جا گذر ہے

شہود حق کو تو عین الیقیں جان
بصیرت کیا وہی دل کی بصر ہے

صفات روح اور اس کی جوارح
ارادہ اور یہی سمع وبصر ہے

جو اول روح مبدع ہے صفت کا
صفات اس سے تمامی جلوہ گر ہے

محرک روح ہے ہر اک صفت کی
اسی سے سب کو جنبش سربسر ہے

صفت سے فعل کی تولید ہے یوں
تولد رات سے جیسے سحر ہے

ہے آلہ فعل کا ناسوت کلّی
عیاں اس سے یہ سب نفع وضرر ہے

مقدم سب کا ہے علم و ارادہ
صفت سے جو کہ یہ سمع وبصر ہے

لقب ہے علم مجمل کا ارادہ
مفصل وہ خیالِ خیروشر ہے

خیال اعضا میں کرتا ہے سرایت
اسی سے فعل کا ظاہر اثر ہے

جوارح اس کے ہیں تحت حکومت
تمامی جسم میں جو پا و سر ہے

عیاں ہے جان سے شکل خیالی
کہ جیسے بیخ سے پیدا شجر ہے

شکل ؏ ہے وہ ملکِ بے صور میں
مثال اس کا لقب یہ مشتہر ہے

خیال و جاں ہیں مثل آب اور برف
اسی پانی کی یہ شکل دگر ہے

وہ پیدا جان سے لیکن ہے جاں میں
محیط اس شکل کی جانِ بشر ہے

عیاں صورت ہوئی بے صورتی میں
معاون اس کا ملکِ بے صور ہے

خیال ایک فعل ہے اس جان کا خاص
نمود اس سے اسی میں جلوہ گر ہے

ظہور جاں ہے بے شک جسم سارا
وہ جو کچھ اس میں از پا تا بسر ہے

وجود کون کی نشاۃ کو تو دیکھ
اگر ذی عقل و مرد ذی ہنر ہے

فراست سے ہی ہوتا مرد فائز
حقایق پر جو اس سے مستتر ہے

ارادہ میں ترے ہو کوئی مضموں
وہ علم نحو سے ہے یا جفر ہے

وجود اس کا ہے مجمل علم جاں میں
ابھی تفصیل اس کی مستتر ہے

خیال دل میں ہوتی ہیں مفصّل
مضامیں اس کی جو کچھ خیر وشر ہے

کتابت حرف کی کوئی کرے گر
عیاں جسم اس کا اب پیش نظر ہے

مجسم ہوگیا آکر یہاں وہ
عجب ناسوت ایک کانِ گہر ہے

کتابت میں ہے کاتب کی ہویّت
لباس حرف میں وہ مستتر ہے

ہوا محسوس شکل حرف میں پھر
عیاں وہ ہوگیا جو مستتر ہے

تو سب عالم کو ایسا ہی سمجھ لے
کہ قصد حق سے یہ سب جلوہ گر ہے

یہ سب عالم ہے علم حق کی صورت
اسی کی یہ قضا ہے اور قدر ہے

معاد و مبدع ان سب کا ہے وہ حق
فنا اس میں اسی سے جلوہ گر ہے

صفات وفعل سے ظاہر ہے عالم
وجود ان سب کا قائم ذات پر ہے

نہاں ہے بیخ اور ظاہر گل وشاخ
اسی جڑ سے یہ سب تخم وثمر ہے

مثال بیخ ہے وہ قدس لاہوت
تجلّی اس کی جبروت ایک شجر ہے

بسان گل ہے وہ انوارِ ملکوت
اسی جبروت کا ایک برگ تر ہے

وہ کیا ہے جس کو تم کہتے ہو ناسوت
گل لاہوت کا وہ ایک ثمر ہے

موالید ثلاثہ ہے یہ ناسوت
وہ حیوان ونباتات اور حجر ہے

مثال تخم ہے انسان کامل
نہاں اس تخم میں سارا شجر ہے

مطلع

شجر سے آشکارا یہ ثمر ہے
ثمر ہی میں نہاں وہ کل شجر ہے

ہے ان سب کا لقب حضرات خمسہ
یہ حق سے ہیں حق ان میں جلوہ گر ہے

جو خامس ہے وہ جامع ہے سبھی کا
درختِ کون کا برگ وثمر ہے

یہ جملہ وصف کونی والٰہی
ہوا ان سب کا جامع یہ بشر ہے

مطلع

اسی سے یہ خلیفہ مشتہر ہے — یہ سب انعام خاص حق وبر ہے

ہوا ہے یہ خلیفہ روح عالم — اور اشیاء اس کی مثل پا و سر ہے

یہ ذات پاک ہے ختم الرسل کی — کہ جس کا عقل کل دربان در ہے

جمال اس کا ہے مقناطیس ارواح — جہاں قربان اس کی گرد سر ہے

ہوئی تکمیل ختم الانبیاء پر — وہ مرکز دائرہ کا دور پر ہے

پھر اس کے بعد جو نائب ہے اس کا — علی سے ہے کہ وہ نسل عمر ہے

قدم اس کا نبی کے ہے قدم پر — خدا کی راہ کا وہ راہبر ہے

مظاہر بعض اسم حق کی ہے خلق — تمامی اسم کا مظہر بشر ہے

ہے آدم مظہر کامل خدا کا — اسی سے قرب اس کو بیشتر ہے

نہ تھا گر نور حق آدم میں پنہاں — تو مسجود ملک پھر کیوں بشر ہے

مطلع

جہاں طیران وسیراں یہ بشر ہے — سمیٹے اس جگہ جبریلؑ پر ہے

خلیفہ حق کا ہے سب خلق میں وہ — اسی کے تاج عزت زیب سر ہے

جہاں میں منبسط ہے روح اسکی — اور اشیاء مثل اعضاء بشر ہے

ارادہ فعل کا کرتی ہے جب روح — بجالائے یہ کار پا و سر ہے

جہاں اس کا ہوا تخت حکومت — یہ تسخیر خلیفہ کا اثر ہے

حکومت ہے دلوں پر اہل حق کو — کہ ان کے ہاتھ میں نفع وضرر ہے

امانت حق نے کی ظاہر سبھوں پر — کہ لے اس کو جسے حق پر نظر ہے

کسی سے کب اٹھا بار امانت — قوی دل آدم خستہ جگر ہے

کرے جو وصف اس کا ہے بجا سب — یہ حق کے باغ صنعت کا ثمر ہے

عجب باوصف ایں جملہ کمالات — ہنا مفلس تو پھرتا در بدر ہے

مطلع

تجھے کب اس شرافت کی خبر ہے — کہ تو حق کے خلیفہ کا پسر ہے

سرافگندہ خلیفہ کا ہو فرزند　　کہاں ہے تو کہاں علم پدر ہے
کریں سجدہ ملک جس کے پدر کو　　مسخر دیو کا اس کا پسر ہے
تو کر دیو طبیعت کو مسخر　　سلیماں کا اگر لخت جگر ہے
تو اپنے باپ کی مسند پہ جا بیٹھ　　تری زیر حکومت بحروبر ہے
دلیرانہ تو کر صید طبیعت　　نہ بن روباہ تو تو شیر نر ہے
غنیمت اپنے اس جینے کو تو جان　　کہ ہر اک دم، ترا مثل گہر ہے
نہ کر ضائع تو اس کو غیر حق میں　　اگر تو ہوشمند و باخبر ہے
نہ ہو تابع ہوا کا مثل حیواں　　تو ہی انسان تو کب گاؤخر ہے
شرف سب پر ہے آدم کو اسی سے　　کہ وہ رکھتا تمیز خیروشر ہے
مدد تجھ کو نہ دے جو اس کو کر ترک　　یہ قول مصطفٰے خیر البشر ہے
ہوا ہے جو طبیعت کا تو بندہ　　تو مشرک ہے خدا سے دور تر ہے
ترے دل میں جو میل گیر حق ہو　　یہ شرک معنوی ہے پرضرر ہے
الٰہی کر مجھے غرق محبت　　نہ جانوں میں جہاں کیا ہے کدھر ہے
محبت ہے سبب قرب خدا کا　　نہ ہو جس میں محبت گاؤخر ہے
محبت ہے جلا مرآت دل کی　　محبت صیقل جان بشر ہے
محبت خاص ہے آدم کا جوہر　　نہ ہو تو رنگ آئینہ کدھر ہے
محبت سے ہے روشن خاک آدم　　محبت نور جانِ ہر بشر ہے
اگر محبوب تیرا ہے خط وخال　　تو وہ از بہر دل ایک نیشتر ہے
مگر وہ بھی رہا کرتی ہے دل کو　　خلش وسواس سے جو پر ضرر ہے
یہی دلالہ ہے وصل خدا کی　　یہی معراج جان ہر بشر ہے
عطائے خاص حق ہے یہ محبت　　حصول اس کا نہ از کسب بشر ہے

محبت نور ہے خورشید حق کا
شب ہجراں کی احمدؔ یہ سحر ہے



غزلیات اردو

جلوۂ جاناں سے روشن دل کا خلوت خانہ تھا
شمع تھا حسن پری اور مرغ دل پروانہ تھا

عاشق شوریدہ سر کو کب ہے رسوائی کا غم
جو نہ دیوانہ ہوا اس عشق میں، دیوانہ تھا

دین و دل کو کر چکے روے صنم پر ہم فدا
کعبۂ جاں اپنا طاق ابروئے جانانہ تھا

عشق چشم خلق میں ہے اک وبال و کافری
آہ یہ دل کیوں بتوں کے حسن کا دیوانہ تھا

واہ ری وہ چشم مخمور اور نگاہ مست یار
تھا عجب ساقی عجب مۓ تھی عجب پیمانہ تھا

جان فرط بیخودی سے محو بیرنگی رہی
فرق علم و عالم معلوم میں اصلا نہ تھا

جس طرح آئینہ تاباں ہو جمال مہر سے
سینۂ احمد محلؒ جلوۂ جانانہ تھا

ایضاً

اک عمر سے دل زخمی تیر نگاہ یار تھا
صید خدنگِ ترک شوخ اور کشتۂ دیدار تھا

حیرت سے دل آئینہ ساں محو جمال یار تھا
عکس شعاع حسن سے اک مطلع انوار تھا

خیرہ تھیں آنکھیں دیکھ کر وہ طلعت خورشید وش
فرط محبت سے یہ دل آشفتۂ دیدار تھا

وہ اس کی چشم پر خمار اور وہ نگاہ مست یار
اک جام مۓ مستی بھرا اک ساقیٔ سرشار تھا

وہ شاہ حسن دلبراں اور وہ مراد عاشقاں
پیدا و پنہاں مثل جاں نور دل و ابصار تھا

اے عاشق جاں سوختہ وادی ایمن کا شجر
نور جمال مستتر اس میں برنگ نار تھا

جاں جل گئی مانند طور اس برق حسن یار سے
اور مثل موسیٰ دل مرا آشفتۂ دیدار تھا

تھی جان غرق بیخودی اور محو حیرت تھی روح
حیرت سے دل مثل عدم گم گشتۂ اسرار تھا

شوریدگان عشق کو دیر و حرم سے کام کیا
دل کعبہ و بتخانہ میں جویائے وصل یار تھا

زاہد حرم کو چھوڑ کر کل ان بتاں کے عشق میں
بیٹھا در بتخانہ پر پہنے ہوئے زنار تھا

وہ کون ہے جو عشق میں بدنام اے احمد نہیں
منصور شور عشق سے رسوا سر بازار تھا

ایضاً

سوختہ ہوں برق حسن یار کا کون جانے حال جانِ زار کا
ہم تو ان کی اک جھلک میں جل گئے طورِش دیکھا مزا دیدار کا
عشق نے کی آ کے یہ پردہ دری ورنہ مخفی گنج تھا اسرار کا
کعبۂ جاں جس کا روئے یار ہو اس کا دل قبلہ نما ہے یار کا
طلعت خورشید سے انجم میں گم نور حق ہے پردہ در پندار کا
بیخودی سے محو نظارہ تھی روح ذوق سے مطلع تھا دل انوار کا
جس نے دیکھی وہ تجلّیٔ جمال مثل موسیٰ مست تھا انوار کا
ہوں میں چشم مست ساقی کا خراب ہے دل سرمست گھر خمار کا
جام مئے میں عکس ساقی دیکھ کر مست و حیراں ہو گیا دیدار کا
جس کے سر میں ہو سرِ سودائے دوست ہے وہ رسوا کوچہ و بازار کا
دور عالم ہے اسی کے گرد سر
نور احمد نقطہ ہے پرکار کا

ایضاً

آرزو ہے جان محو روئے جانانہ رہے دل شراب عشق سے مخمور و مستانہ رہے
جس نے دیکھا اے پری رو اک نظر تیرا جمال عمر بھر وہ مثل مجنوں کیوں نہ دیوانہ رہے
ہم خمار آلودگاں کا تو ہی ہے فریادرس خم ترا ساقی سلامت اور پیمانہ رہے
اے شہ خوباں مراد عاشقاں آرام جاں روز و شب رونق پہ تیرا جشن شاہانہ رہے
دولت پیر مغاں سے وحشت غم گم ہوئی یا الٰہی تا ابد آباد میخانہ رہے
زاہدا جس نے پیا خمخانۂ وحدت کا جام کفر و ایماں بھول کر مخمور مستانہ رہے
بیخودی سے ساقیا تو جملہ اہل بزم کو ایک کر دے تا نہ کوئی خویش و بیگانہ رہے

﴿ یادواره ﴾